UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226265
UNIVERSAL
LIBRARY

یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی

الجزو الاول من اسرار الہدیٰ فی جواب ازالۃ الغین

الملقب بہ

حد اعتصام الفریقین
بجناب الثقلین المعظمین

مصنفہ

مولوی علی محمد ابن مولانا مولوی حضرت علی محمد صاحب گمانوی

سنہ ۱۸۹۴ء

مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور میں باہتمام کارپردازان مطبع طبع ہوئی

طبع اول

قیمت ۱۰/

التماس ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لرجل

دائما جانم فدایت یا محمدؐ — سرِ من خاک پایت یا محمدؐ

لمؤلفہ

فدایم ہم ز آل و اہلبیت — بخلفاء اسلامم یا محمدؐ

امابعد - اہلسنت جماعت کا اگرچہ یہ عقیدہ ہے کہ بلحاظ رتبہ کے منجملہ تمام افراد اہل اسلام سے بعد حضرت جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم افضل حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام ہیں لیکن ساتھ یہ بھی عقیدہ ہے کہ بلحاظ محبت کے جملہ افراد اہل اسلام سے بعد حضرت جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و اصحابہ وسلم خدا رسول کے ہاں سب سے زیادہ پیارا محبوب و احب حضرت علی مرتضٰے علیہ السلام ہیں اور چہار یار رسول خدا کی نسبت ایسا ہی عقیدہ ہے کہ رو سے تمام بلحاظ اپنے اپنے اعلےٰ منصب کے حضرت رسول خدا کے منظور آنکھ برابر ہیں اور کسی کی خداداد میں کسی صورت کا

فرق نہیں۔ کیونکہ آپ نے عزت کی آنکھ سے ہر ایک کو برابر دیکھا ہے +

رسول خدا کے ازواج مطہرات کا منصب تو سب سے اعلیٰ ہے۔ لیکن بعد خلفاء راشدین کے خلفاؤن کے حرم محترم اور اُن کی بزرگ منزلت اولاد و دیگر صحابہ والا احتساب رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہرگز۔ ہرگز۔ یہ مساوات نہیں رکھتے کہ جناب حضرت علی مرتضےٰ کے حرم مقدس جناب خاتون قیامت حضرت فاطمۃ الزہراء البتول بنت الرسول اور آپ کی اسی حرم پاک سے اولاد جناب حسنین و دیگر نبات طیبات حضرت رسول خدا اور رشتہ داران یعنے ذوالقربےٰ کہ جن پر اہلبیت و آل کا اطلاق ہے مثلاً عم و عم زادگان و دیگر لواحقان رسول خدا کی قدر و منزلت کے برابر ہوں۔ یعنے ہر حال میں آلِ محمد و اولادِ علی مرتضےٰ ہر شخص سے بزرگی و قدر میں افضل ہیں +

بدعتی۔ اور نجدی۔ خارجی و رافضی کے طبع زاد خیالی عقاید نے اگرچہ زمانہ میں عقیدوں کا رنگ بدل دیا ہے۔ افراط و تفریط میں پڑ کر بہتیرے لوگ راہ حق سے منہ موڑ لیا ہے کسی نے اہلبیت کو گھٹایا اور کسی نے اصحاب کو برا کہا۔ کسی نے ائمہ ہدےٰ کو جواب دیا اور کسی نے گھر سے نئی نئی اختراع الکر دین میں رخنہ ڈالا۔ اور ان سب نے مل کر سنی مذہب کے اکھیڑنے کی کوشش کی۔ اور ہر کسی نے سنیوں کو بہکانے کے لالچ پر اپنے اپنے بدعقاید کو اس مذہب کے ساتھ آکر لگا دیا۔ لیکن خدا جل شانہٗ اسکا حافظ ہے۔ جسنے اسکو اُنکے صدمات سے بچایا۔ کہ سنی مذہب اب تک اور ہمیشہ۔ ناچنے کودنے والوں بدعتیوں کی بدعت اور تبرے بہا وہابیوں کی نجدیت اور نافرجام رافض کے بدعقاید اور خوارج بے شرم کے خیالات فاسدے سے محفوظ ہے اور اپنی حقانیت کے رو سے یہی کہتا ہے کہ ہر تعلقدار رسول خدا کے خلفاء و اہلبیت آل و ذوالقربےٰ اصحاب با صفا ہیں۔ خدا کے ہاں اپنے اپنے رتبہ کے موافق برگزیدہ صاحب منصب منزلت ہیں۔ مگر بعد خلفاء راشدین کے آلِ محمد مصطفےٰ و اولاد علی مرتضےٰ سب سے زیادہ افضل و عالی ہیں صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اور میرا یہی عقیدہ ہے +۱ ماہ رمضان شریف ۱۳۰۹ھ

دلی محمد مرتضٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا هادی الجن والانسان - برسول صاحب اسرار التنزیل والقران واهلبیة العارفین بحقایق شرایع الفرقان صل وسلم وبارك - علی البشیر بالمغفرة والنذیر من عذاب النیران - وعلی اله المقدسین سفن النجات عن تلاطم الطغیان - وعلی اهلبیته الطاهرین الحافظین عن ظلم الضلالة علی اوضح البیان - وعلی خلفائه الراشدین المصلحین لعلل الارواح والابدان - عند حدوث الحوادث علی تغیر الزمان المهدیین من العم اولادهم وانفسهم فی لتشیید بنیان الاسلام والارکان - واختارهم الله ورسوله من کافة الصحابة لامر خلافة النبوة رجلالة الشان - فمحبهم محب الله ورسوله موعود بالفوز والفلاح والدخول فی ابواب فردوس الجنان - ومن ابغضهم فمبغضهم مبغضهما سیصلون جهنم بالویل والخسران - وعلی سائر عترته وصحبه ابواب الهدایة ونجوم الاهتدی لاهل الایمان +

اما بعد - فیا طالب النجاة علیك بالتمسك بالثقلان عند فتور الافکار والاذهان فهما حبل الله المستعان اعنی کتاب الله واهلبیت سیدنا محمد رسول آخر الزمان - کل واحد منهما حبل متین ونور مبین وشفاء نافع عاجل لعلیل العصیان عصمة للمتمسکین ونجات للمعتصمین من اهل الاهتداء والایقان

فمن سن بسنتهما فقد افلح ونجی۔ ومن ترفض عن سنتهما وتخلف عنهما
وخرج عن اطاعتهما۔ فقد ضل وغوی ودخل فی شیعة الشیطان۔ فطوبی
لاهل سنة وجماعة المتمسکین والمعتصمین بالثقلین بصدق الجنان۔
فهم یعنی اهل السنت والجماعة احق باتباع کلمة الله والاطاعة
والتی برحمة الله والرضوان۔ ید الله علی الجماعة وهم حزب الله۔
الغالبون وجند محمد الرسول الله المنصورون علی ممر الدهور والازمان
علی کل شیعة رافضی وخارجی وبدعتی وغیرهم بعون الله المستعان؀

اے صاحبان فن مناظرہ سنیو۔ مجھے وے تمام شکوک جو مشککین کو مذہب
پر ہوا کرتے ہیں۔ وہم باطل کے سبب سے سنی مذہب پر تھے۔ اور عنقریب
دل میں یہ بات بیٹھنے والی تھی کہ اہل بیت کرام کی محبت مقررضہ اور انکے اُن تمام فضائل
حمیدہ کا نشان جو اُن کی جناب معلے کے لئے سزاوار ہیں سنی مذہب میں
مطلق نہیں۔ اور نہ کچھ اُنکا پتہ ہے +

سنکھیا زہر قاتل ہے لیکن بعض اوقات بیمار کے حق میں شفا کا اثر رکھتا ہے
علی ہذا کتاب انوار الهدے مطبوعہ مطبع نیاز مند باہتمام میر باقر حسین صاحب
میں آگرہ مصنفہ شیخ احمد ذکیل دیوبندی شیعہ کفر کی گو زہر ہے اور سوائی
بیمار کے حق میں موت کا کام کرتی ہے۔ لیکن خدا تعالے کی شان میرے
حق میں فایدہ مند ہوئی کہ اسکے مطالعہ سے وے تمام شکوک اور شبہات جو
سنی مذہب پر مجھے تھے یک لخت اُٹھ گئے۔ اور دل میں کامل یقین بیٹھ گیا
کہ وے تمام فضائل علیا اور عزت تعظیم کے منازل کبرے جو جناب
ذو القربے حضرت رسول عظیم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو سزاوار
ہیں۔ بیشک سُنی مذہب میں اُن کے سچے اعتقاد اور کامل محبت سے مضبوط
اور ثابت ہیں +

الفضل ما شہدت بہ الاعداء جبکہ ایک مخالف نے اسکی اُنکی طرف منسوب بزرگیوں کی نقل کے پیرایہ پر تحریری تقریر میں اقرار کیا تو اور ہی یقین بڑھ گیا کہ ہاں سنی مذہب سچے دل اور ایمان سے جناب اہل بیت کرام کا معتقد اور محب ہے۔ باقی ہمارے شکوک محض خام خیالی اور تعصب ہے یا عدم توجہ سے میں اسکی کتب کے مطالعہ کیطرف تاکہ ہم دیکھ پڑھ کر یقین کریں کہ فی الواقع جس قدر سنی مذہب آپکا مخلص معتقد اور مؤدب ہے۔ ایسا اور کوئی مذہب نہیں ✤

مزید برین سنی و شیعہ کے مسلمہ مناقبوں کے مقابلہ پر کچھ لطف حاصل ہو گیا کہ جس حقیقت پر سنی مذہب کے مناقب جناب اہلبیت کرام کیطرف عقلاً پہنچتے نظر آتے ہیں۔ اور دلی محبت کا تعلق تبلاتے ہیں ایمان و یقین کا اصلی علاقہ تبلاتے ہیں اُس حقیقت اور اعتقاد و محبت و ایمان پر شیعہ مذہب نہیں۔ کہیں افراط حد سے زیادہ بھرا ہے کہ انبیاء کرام کے عقدہ کشاء تک حضرت جناب مولائے مرتضےٰ علیہ السلام ہیں دیکھو ارد ستانی کی کتاب ارغام میں حدیث بساط۔ اور کہیں تفریط حد سے زیادہ گھٹا دُکر مارے خوف اور ڈر مخالفین کے تقیہ باز یعنے بیچ مچ اس حدیث جناب امیر صاحب غدیر کے شیعہ مصداق ہیں یہلک فی رجلان محب مفرط و باھۃ مفتر ط ۲۸۶ نہج البلاغہ کہ یہ شیعہ مذہب محبت کا بھی وہ مدعی کہ آپ کو خدائی تک پہنچا دیوے اور افترے بندی میں بہتان بھی وہ باندھ لائے جو زمین آسمان میں نہ ملے اور جو کچھ آپ کے فضائل کا بیان لاتا ہے محض بے سند فقط زبانی جمع خرچ اور ایسے فضول کہ انکے ساتھ مطلق بہتے نظر نہیں آتے بلکہ الٹا صاحب ہوش و عقل کو اپنی طرف سے نفرت دلاتا ہے ✤

ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ فضیلت اہل سنت و جماعت سے مخصوص ثابت

ہوتی ہے کہ اہل بیت کرام کے فضائل حقیقی طور پر۔ افراط تفریط سے خالی افترے اور بہتان سے مبرا۔ دیگر ہر قسم کے عیوب ونقایض سے پاک صاف سنی مذہب میں ثابت ہیں اور سچے اعتقاد سے حقیقتاً ان سے پھبتے نظر آتے ہیں کہ نہ کہیں اُن سے دل میں ملال آتا ہے نہ تعجب کی ہنسی۔ نہ کہیں گھٹاؤ اور نہ حد سے بڑھاؤ بلکہ میزان شرعی برابر۔ جس سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب سنی بیشک واقعی اہل بیت کرام سے محبت رکھنے والا۔ ائمہ اطہار کا مذہب ہے جو انکی طرف سے ہدایت کے لیئے دنیا میں جاری ہوا +

باقی ہی مصنف انوار الصدے کی تحقیق سنی مذہب بان ورازی وہ سراسر کذب اور جھوٹھ پر مبنی ہے۔ کہ جسقدر سنیوں کی کتابوں سے نقل کر کے مدعی نے مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے محض غلط اور دھوکہ۔ نقل کا کہیں سر کہیں کا پاؤں کہیں جھوٹھ کہیں اصل عبارت کچھ اور مضمون تراشیدہ کچھ۔ اور کہیں ایسے مضمون سے کام لیا گیا ہے جس کو خود مصنف نے ایسے ڈھنگ پر بیان کیا ہے کہ ناظرین کو اُس مضمون کا کذب معلوم ہو تاکہ تمسک سے بچیں۔ یا شیعہ مذہب کی کتب سے سنیوں کی تبلا کر مدد لی گئی ہے۔ یا ایسی نامعتبر کتابوں کو بیچ میں لایا گیا ہے جن کو محققین نے شروع سے صحاح اور اعتبار کے درجہ سے خارج کر دیا ہوا ہے جیسا کہ یہ سب کچھ عنقریب ظاہر ہوگا +

لیکن شیخ احمد نے شتر کے سامنے اونٹ کیطرح آنکھیں ملیٹ کر سب کچھ شک تو اپنی نقل ہیں لیلیا کہ چلو اب تو ہمیں شیعوں میں بڑے مجتہد العصر بننے دو۔ پھر آگے دیکھا جائیگا۔ بڑی بات یہ کہ بات کے کھلجانے پر کوئی اعتبار نہ کریگا۔ سو خیر اب تو ہم پانچوں سواروں سے شمار ہو ہی جائینگے۔ مگر اس نیکنامی کے لالچ میں عقل کے دشمن نے یہ خیال نہ کیا کہ بات کے کھلجانے پر سارے جہان کی پھٹکار کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیا پرکھنے والے جہان سے اُٹھ گئے ہیں۔ نہیں ابھی

زندہ ہیں اور داد دینگے کہ معرکہ مناظرہ میں کس قسم کی سند پیش کی گئی ہے۔ آیا ضعیف یا قوی +

ناظرین دیکھینگے کہ آیندہ جس قدر ہم کام لینگے شیعوں کی صحاح کی احادیث اور مجتہدین کے پختہ آراء سے نہ کسی نامعتبر شیعہ کی واہیات بات سے تاکہ مناظرہ پایہ اعتبار سے ساقط نہ ہو اور جواب کی تکلیف اٹھانے والے کو بھی سوجھے کہ ہم کو بھی ویسی ہی پختہ اسناد پیش کرنی چاہئیں تاکہ طرفین کی حقانیت کا موازنہ بخوبی نظر آئے +

وھو ھذا

قولہ ص۲ (انوار الہدے) یہ عاجز متمسک طریقہ اہل سنت والجماعت

جواب فطرت الہی کے روسے کل مولود یولد علی الفطرت ہر بچہ کافر کا ہو یا مومن کا خداتعالے کے دین پر پیدا ہوتا ہے۔ اور بے شک وہ طریقہ اور دین اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس پر تم پیدا ہوئے +

ص۲ مگر خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ تھا کہ جناب علی مرتضے جمیع صحابہ سے افضل ہیں +

ج کسی شخص کا منصب یہ تراز و نہیں کھتا کہ وہ خلفاء راشدین کے فضائل کو تولکر ایک کو بڑھائے دوسرے کو گھٹائے۔ یا اُنکے مقامات عالیہ کی باہمیں کشتی کرائے۔ ایک کو گرائے دوسرے کو اٹھائے اور کسی خاص کی پاسداری میں واہ واہ کا شور مچائے۔ کیونکہ ہماری ایمان کی آنکھ میں سب برابر نور ہیں گو فضائل کے مقامات پر نظر ڈالنے سے ہم کو صاف معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ خلفاء راشدین میں سے ہر ایک جداگانہ کسی ایسی فضیلت سے ممتاز ہے کہ اس میں فقط وہی ایک شخص باالتخصیص بہ نسبت دیگر بھائیوں کے افضل ہے دکھاسیاتی تشریح ہداوۃ البیان) لیکن ان باتوں کو تولکر ہم اپنی طرف سے کچھ فیصلہ

نہیں دیسکتے۔ ہاں خدا رسول نے فیصلہ دیدیا ہے۔ جسکے سامنے ہم لوگوں کو سر تسلیم
کے جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اور اُسی کو افضل ماننا پڑیگا جس کو خدا رسول
نے افضل بنایا چاروں میں سے خواہ کوئی ہو +

اس موقع پر سنی مذہب سے ثبوت لانا مخالفوں کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ
شیعوں کا اس پر ایمان نہیں اور علاوہ بریں گو جدی تقلید کی تاثیر کی برکت سے
میں سنی مذہب کو ترک نہیں کر سکا تھا۔ تاہم لڑکپن کے زمانہ سے شیعت ہی کا
عاشق رہا۔ جس وجہ پر میں بہ نسبت سنی مذہب کی کتب کے شیعہ مذہب کی کتابوں کا
زیادہ آشنا ہوں۔ اور مجھ پر اس بحث کا طے کرنا شیعہ مذہب کے رو سے آسان
ہے اس لئے شیعہ مذہب سے ثبوت لاتا ہوں اور اسی مذہب کیطرف سے ہو کر
بحث کرتا ہوں تاکہ شائقین مناظرہ کو مفید پڑے +

۱ عن ابن زبیر قال ان الآیۃ (سیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی
نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر
ابن فہیرۃ وغیرہما واعتقہم (تفسیر احتجاج طبرسی سورت تفسیر
کی اس عبارت میں شیعہ مذہب تسلیم کرتا ہے کہ یہ آیت شان میں جناب حضرت
ابوبکر صدیق علیہ السلام کے اتری ہے اور خدا تعالے نے اُنکو اتقی یعنے بڑا
پرہیزگار فرمایا ہے اور ساتھ یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ حضرت ابوبکر مقدس اور پاک
شخص ہیں۔ ونیز کی +

اب اسکے ساتھ دوسری آیت کو پڑھئے جس میں خدا تعالے نے اتقی کو
بہ نسبت سایر مخلوقات کے اکرم یعنے افضل بتلایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم
پھر ان دونو آیتوں کو آپس میں تطبیق دیجئے۔ جس سے ظاہر نتیجہ نکل آیا کہ شیعہ
مذہب میں بعد جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وآلہ کے
افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں +

نہج البلاغہ کی شرح کبیر ابن میثم میں یہ تو صاف طور پر مرقوم ہے قال سیدنا علی علیہ اسلام وکان افضلھم فی الاسلام کمازعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الفاروق کر فرمایا جناب مولائے علی علیہ السلام نے کہ خدا اور رسول کے نزدیک (اسلام دکے دین) میں خلفاء میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر جناب امیر عمر +

جناب سیدنا حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السلام کا عقیدہ بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے کہ لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابا بکر افضل من عمر۔ (احتجاج طبرسی) میں نہیں منکر فضیلت ابی بکر کا اور نہ بزرگی امیر عمر کا۔ ولیکن حضرت ابوبکر بہ نسبت جناب عمر کے افضل ہیں +

گو اس موقع پر افضل عن علی کا جملہ غیر مذکور ہے لیکن آیت کے روسے اور جناب امیر کے اقرار کے لحاظ سے کہ آپ نے من جملہ خلفاء کے یا صحابہ سے جنہیں آپ بھی تھے فقط انہیں دو حضرت شیخین کو افضل فرمایا۔ باتباع جناب امیر ایسا ہی ماننا پڑیگا کہ بعد حضرت رسول خدا کے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر جناب امیر عمر کل صحابہ اور خلفاء میں سے +

شیعہ مذہب کی تحقیقات کے روسے جب ثابت ہوا کہ خلفاء راشدین حضرت امیر عمر وحضرت امیر عثمان وحضرت مولائے علی ہیں سے بعد نبی کے کل پر حضرت ابوبکر افضل ہیں علیہم السلام تو وہ شخص جو اسکے برخلاف کچھ عقیدہ رکھتا ہو۔ دایرہ اتباع ائمہ اطہار علیہم السلام کے حد شرعی سے خارجی ہے +

حلہ درحقیقت ورثہ پدری پہنچا +

ج نا بوالہ یھودانہ و مجسانہ۔ سچ ہے ہمیشہ اولاد کو والدین ہی خراب کرتے ہیں اور اسی تاثیر نے تجھے سنی مذہب سے خارج کیا۔ لقد کنتم و

ابآئکم لفی ضلال مبین +

ص۲ دل میں یہ خیال آیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ بموجودگی جناب مرتضےٰ کے اصحاب ثلاثہ کو خلافت ہوئی +

ج - یہ وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اُن سے خلافت کا وعدہ فرمایا تھا۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض - میں انہیں زمین پر خلیفہ بناؤنگا - کیونکہ اُن کے اعمال صالحہ مثل فراست وہمدردی کمال حضرت صدیق وعدل وانتظام حضرت فاروق - سخاوت ومراعت حضرت غنی و دبدبہ وشجاعت مولائے علی علیہم السلام نے ثابت کردیا تھا کہ وے صاحبان خلافت نبوی کے لائق ہیں +

گو مذہب شیعہ کے پیرو اپنے فضول قیاسوں پر جناب خلفاء راشدین - علیہم السلام کو اس آیت کے وعدہ کے موعود نہیں سمجھتے - اور ایک ایسی نکمی تاویل پیش کرتے ہیں جس کا نہ منہ ہے نہ سر - مزید بریں بے سند محض جعلی لیکن جناب امیر علیہ السلام کی کلام ۱۶۸ مندرجہ نہج البلاغہ ص ۹۴ - ۹۵ چھاپہ طہران کی مندرجہ ذیل عبارت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اس وعدہ کے موعود وہی لوگ ہیں جن کو سنی مذہب موعود مانتا ہے یعنے خلفاء راشدین +

من کلامہ علیہ السلام لعمر بن الخطاب وقد استشارہ فی غزوۃ الفرس بنفسہ

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ - وھو دین اللہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ ...... حضرت امیر نے جناب امیر عمر کو فارس کی لڑائی پر جانے کی صلاح دی اور فرمایا - اے عمر تحقیق یہ بات نہیں کہ فتح اور شکست ساتھ قلت اور کثرت کے ہے - یہ خدا تعالےٰ کا دین ہے جس کو اُس نے ظاہر کیا اور خدا کا لشکر ہے جس کو اس نے فتح کا وعدہ

دیا اور اُسے اوبھار اتاکہ منزل پر پہنچا جہاں کہ پہنچا اور ظاہر ہوا جبکہ ظاہر ہوا اور ہم لوگ (خلفاء راشدین) خدا کی طرف سے موعود ہیں (یعنے وعدہ دئے ہوئے ہیں خلافت پر) اور خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کو مدد دینے والا ہے۔ پس اے امیر عمر تجھ کو جانا چاہیئے +

نحن علی موعود کے لفظ سے ثابت ہے کہ حضرت مولائے علی اور وہ شخص جس کو نحن میں لاکر اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں یعنے امیر عمر خدا کیطرف سے موعود ہیں اور وہ وعدہ ان کے لئے بھی خلافت کا وعدہ ہے جو حضرت ابی بکر کے لئے پورا ہو چکا اور امیر عمر پر وارد ہے اور حضرت عثمان و جناب علی علیہم السلام کے واسطے منجز وعدہ کے تحت میں پورا ہونیوالا ہے۔ جیساکہ اس آیت میں اہل انصاف کے لئے روشن ہے کہ خدا نے انہیں سے وعدہ فرمایا +

میعاد خلافت راشدہ کی حضرت جناب رسول خدا نے الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ تیس سال مقرر فرمایا ہے اور آیت میں ایک سے زیادہ خلفاء کے وجود کا ثبوت ہے جس میعاد خلافت اور تعداد خلفاء کے ملانے سے ظاہر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تیس سال کے اندر ایک سے زیادہ خلفاء ہوں +

حضرت جناب مولائے علی کے خلیفہ بلافصل مان لینے میں میعاد مشدحہ حدیث کے اندر تعداد خلفاء مندرجہ آیت پوری نہ آئیگی کیونکہ تیس سال کا خاتمہ اس لحاظ سے جناب حضرت امیر علیہ السلام کی شہادت پر ہوتا ہے جس میں فقط ایک ہی خلیفہ کا عہد فیض مہد گذرتا ہے اور یہ سراسر مخالف آیت کے ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت مولائے علی سے اور حضرت رسول خدا کے بعد درمیان میں چند اشخاص اور خلیفہ ہوں تاکہ آیت اور حدیث کے مطابقت پوری ہو۔ سو وے بھی حضرت خلفائے راشدین ہیں جن میں سے چوتھے خاتم الخلفاء حضرت مولائے مرتضےٰ ہیں۔ علیہم السلام

جناب حضرت رسول خدا نے انہیں چہار یار کبار کی نسبت فرمایا ہے کہ یہ
من جملہ دیگر صحابہ کرام کے حضرت خدائے عز وجل کو بہت ہی عزیز ہیں۔
قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ احب الصحابۃ
الی اللہ عز وجل اربعۃ۔ صفحہ۱ جلد دوم من لایحضرہ الفقیہ چھاپہ جعفری
لکھنؤ ۱۳۰۷ھ +

اصطلاح حدیث میں اصحاب اربعہ چہار یار لقب ہے جیسا کہ اصطلاح شیعہ
میں اصحاب ثلاثہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان علیہم السلام سے مراد
ہیں۔ یا لفظ ائمہ اثنا عشر سے حضرت امام علی مرتضےٰ۔ حضرت امام حسن المجتبےٰ
حضرت امام حسین سید الشہدا کربلا۔ حضرت امام زین العابدین۔ حضرت امام
محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت امام موسےٰ کاظم۔ حضرت امام
علی رضا۔ حضرت امام محمد تقی۔ حضرت امام حسن عسکری۔ حضرت امام محمد
حضرت امام محمد مہدی صلوات اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین مقصود ہیں ایسا ہی
اس لفظ مندرجہ حدیث سے حضرت امام ابوبکر صدیق۔ حضرت امام امیر عمر
حضرت امام عثمان غنی۔ حضرت امام مولائے علی علیہم السلام مطلوب ہیں
نہ غیر انکا۔ کیونکہ ائمہ اثنا عشر سے بجز تین کے چوتھے صحابی نہیں ورنہ بصورت
تسلیم خواہ مخواہ کے کیا باقی آٹھ ائمہ ہدیٰ کو شیعہ سب مجتبےٰ کی مدد میں
شمار کرینگے۔ تو اس تاویل بے جا سے بھی شیعوں کو کچھ فائدہ نہیں آسکتا۔
بجز آل مقدس کے باقی مسلمان صحابہ کی تعداد بھی عند مذہب شیعہ تین سے زیادہ
نہیں تاکہ اس موقع پر وے مراد ہوں عن باقر علیہ السلام ارتد الناس
الا ثلاثۃ نفر سلمان و ابوذر و مقداد فقلت فعمار قال کان خاص حصۃ
(اسماء الرجال ابو عمرو کشی شیعہ) +

فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ مرتد ہو گئے لوگ مگر تین شخص

سلمان، ابوذر، مقداد (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) راوی لکھتا ہے کہ میں نے عرض کیا، عمار (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) تو آپ نے فرمایا وہ کبھی مرتد ہو گیا مرتد ہونا (اعوذ باللہ من نسبت ھذا الا نتماء الی جناب الامام)

پھر عند الشیعہ ان مخلصین کی بھی حالت ایک دوسرے کے حق میں نفاق کے برابر تھی اور واقعی ایک دوسرے کے دشمن شدید تھے۔ لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقتلہ۔ ولقد اٰخیٰ رسول اللہ بینہما۔ فما ظنکم بسائر الخلق کلینی جلد اول صفحہ ۲۹۵ چھاپہ نولکشور سنہ ۱۲ء +

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنکے درمیان برادری کو قایم کیا تھا تاہم اگر معلوم کر جاتا ابوذر اس بات کو جو اُس کی نسبت سلمان کے دل میں تھی تو بیشک اُسے مار ڈالتا۔ پھر کونسا نیک گمان ہو سکتا ہے تمہارا اور عوام لوگوں کی طرف۔

شیعہ مذہب میں جبکہ تعداد مسلمان صحابہ کی بھی دو سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور دو صحابی اہل بیت کرام کے ساتھ بھی ملکر برابری کا منصب نہیں پا سکتے اور نہ کسی کام میں مقابلہ پر بیٹھ سکتے ہیں۔ تو بہرحال شیعہ مذہب کو ماننا ہی پڑیگا کہ وہ اصحاب اربعہ یعنی چہار یار خلفائے راشدین حضرت رسول خدا ہیں جن کو سنی مذہب سچے اعتقاد سے مانتا ہے اور روئے شیعہ مذہب کے روسے خدا رسول کو سب سے بڑھکر عزیز ہیں۔ اور یہ محبوبیت ان کی تقاضا رکھتی ہے کہ بعد رسول کے یہی لوگ آپ کے خلفاء ہوں۔ خواہ کسی ترتیب سے ہوں +

تنبیہ اگرچہ یہ حدیث منع فی البیت وحدہ کے باب میں درج ہے لیکن عبارت کی طرز سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ کو اس حدیث سے اجتہاد کے روسے لفظ فرمایا ہے اور حدیث بجائے خود مناقب خلفائے راشدین میں ہے کہ اصحاب کا اطلاق اصطلاح حدیث میں انہیں اشخاص پر ہے

جن کو آپ سے باالایمان شرف ملازمت حاصل تھا۔ جن میں سے یہ چہار یار حضرت رسول خدا جناب خداوند تعالےٰ کو زیادہ عزیز تھے +

حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جب کبھی ان خلفاء کا ذکر فرمایا تو اسی نمبر سے کہ اول حضرت ابوبکر صدیق۔ پھر حضرت عمر فاروق۔ پھر حضرت عثمان غنی۔ عن الحسن ابن علی (علیہ السلام) قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ۔ ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد (معانی الاخبار شیعہ) فرمایا آپ نے کہ ابوبکر میرے کان عمر میری آنکھ۔ عثمان میرا دل ہے اور جناب امیر کلام علی نہج البلاغۃ (عنقریب تحریر ہوگی) میں خلافت بلافصل سے انکار فرماتے ہیں اور امیر عثمان کی خلافت کی بیعت بھی آخر تسلیم فرماتے ہیں۔ تو شیعہ مذہب میں ان نصوص پر ٹھیک طور پر نتیجہ نکل آیا کہ مستحق خلافت رسیدہ کے یہی چار یار ہیں اور خلافت راشدہ بھی اسی طریق سے ہے کہ جس طریق سے سنی مذہب مانتا ہے کہ اول حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان غنی پھر جناب مولائے علی خاتم الخلفاء علیہم السلام +

ورنہ بتلائے بموجودگی جناب صاحب عصمت و عفت حضرت خاتون قیامت سیدتنا فاطمۃ الزہرائے علیہ السلام ہر چیز نبوی کی اصل وارث عند الشیعہ اور جناب امامین ہمامین حضرت حسنین شریفین مطہرین۔ حسین من نور رسول اللہ علیہم السلام وارثین جناب وارثہ حضرت رسول خدا و بموجودگی دیگر رشتہ داران قریبی حضرت رسول خدا بھی حضرت مولائے علی دیگر برادر چچازاد و عمہ زاد بلکہ بموجودگی حضرت عباس اطہر من الناس چچا پاک کیوں شیعی خلافت بلافصل و امامت فقط حضرت مولائے علی کو ہوئی اور اصل وارثہ معہ وارثین حقیقی ہر چیز کے ارث سے محروم کی گئیں اور باقی مستحق بھی بے ارث رہے +

کیا فقط باغ فدک کی بالشت بھر ٹکڑا زمین فانی ہی میں حق ارث تھا اور باقی اشیاء اصل ورثہ حضرت رسول خدا کی خلافت اور امامت میں جو ایک اعلےٰ درجہ کی دینی چیز تھی جس کو دائمی تعلق اپنے صاحب کے ساتھ قیامت تک کا تھا جناب معصومہ علیہا السلام کے لئے کچھ حق ورثہ تھا اور نہ ورثہ۔ واہ۔ انصاف +

الامان۔ یہ اندھیر اور لوٹ شیعہ مذہب میں ہو اور دھرا سنی مذہب جائے۔ پھر آج دن تک کوئی دل میں خیال تک نہ لائے کہ شیعہ مذہب نے کیوں اصل وارثین خلافت و امامت کو حق رسی سے محروم رکھا۔ کیا شیعہ مذہب کے اصول پر یہ غضب تام میں شمار نہ ہوگا +

جو وجہ ان اصل وارثین مسلمہ مذہب شیعہ کی موجودگی میں اس مذہب میں حضرت مولائے علی کے لئے خلافت بلا فصل مزعومی شیعہ کی ہے وہ بہت ہی مخالف ہے عقل شیعہ کے لیکن سنی مذہب میں یہ بات خدا رسول کے متعلق تھی جس کو انہوں نے حضرت مولائے علی کی موجودگی میں خلیفہ مقرر فرمایا منظور چشم ما روشن دل ماشاد۔ اگر جناب مولائے علی کو خلیفہ بلا فصل مقرر فرماتے سنی مذہب بڑی خوشی سے مانتا۔ پس جناب مولائے علی کی موجودگی میں ان شخصوں کا خلفاء ہونا۔ خدا رسول کی مرضی کی وجہ سے ہے جس کے سامنے اہل ایمان کو بجز تسلیم کے اور کوئی چارہ نہیں لیکن جب شیعہ مذہب سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا وجہ تھی کہ بموجودگی جناب امیر کے اوروں کو خلافت ہوئی۔ تو یہ مذہب جناب امیر کی لیاقت خلافت پر صاف لفظوں میں۔ بے انتظامی کا دھبہ لگاتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ اگر جناب امیر ان کی موجودگی میں خلیفہ بلا فصل ہوتے تو آپ سے مطلق انتظام نہ ہو سکتا اور امت جنگلی ہرنوں کی طرح اضطراب اور پھوٹ میں ایسی سرگردان اور پریشان پڑتی کہ پھر اس کا سدھرنا مشکل تھا +

حضرت رسول خدا کی وفات کے بعد جب حضرت عباس اور سفیان نے آپ کو خلافت بلا فصل کی بعیت پر بلایا تو منجملہ اور باتوں کے آخر فرمایا۔ لو بعتبلہ

اگر برضا و رغبت خلافت بلا فصل کو بھی لوں تاہم ۔ لذا طریقتم تم پریشان ہو جاؤ گے
یعنے میں تمہیں اس طریقہ پر جمع نہ کر سکونگا جس طریقہ پر خلیفہ لے لوگوں کو چلاتا ہے
اخطو اب الله رشیۃ فی الطو ے البعید ۔ اندر پریشانی مرتوں سے
جنگل دور دراز کے ۔ کہ پھر تمہارا انتظام میں جمع لا کر اس طریقہ پر چلانا جو تمہارے لئے
ضروری ہے مشکل ہے (نہج البلاغہ کلام معاول ۱۴۰) +
جب عند الشیعہ ایسی حالت تھی تو حضرت کا آپ کی موجودگی میں کوئی شی
ایسا شخص خلیفہ ہو جسکے انتظامی دبدبہ کے سامنے کوئی شخص کان نہ ہلا سکے
جیساکہ بنی سقیفہ کے ہزاروں نے فقط ابوبکر اور عمر دو شخصوں کے سامنے کان تک
نہ ہلایا اور انکے سامنے کسی کی جرات نہ چلی کہ انکار کی زبان ہلاتا ۔ بلکہ جس طریقہ پر
انہوں نے اُن ہزاروں کو چلایا وے چل پڑے ۔ اور انتظام دینی دنیوی
بھی وہ کیا کہ آج دن تک باوجودیکہ انکے نام سنتے ہی مخالفوں کے سینے دھڑک
جاتے ہیں اور زبانیں چیخ اٹھتی ہیں تاہم عالم ثنا خواں ہے ۔ پس شیعہ مذہب
میں یہ معقول وجہ بھی تھی کہ آپ کی موجودگی میں وے لوگ خلفاء ہوئے +
یا وجودیکہ سنی مذہب جناب مولائے مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ کو برخلاف
شیعہ مذہب کے بہ صفات جلیلہ موصوف منتظم ۔ مدبر کامل مانتا ہے ۔ اور
خلافت کی ترتیب کو خدا رسول کے سپرد رکھتا ہے جس کو اُنہوں نے جس ترتیب
مقرر فرمایا ہے تسلیم ۔ نہ یہ کہ آپ کی بے انتظامی کے باعث سے لوگ قبل خلفاء ہو گئے
ھ۔ دو مرتبہ چہارم میں بڑی دقتوں سے نوبت پہنچی +
ج ۔ حضرت عباس علیہ السلام اور ابو سفیان بن حرب نے تو بلا کسی وقت
عند بعد وفات حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم کے آپ کو
خلافت مرتبہ اول بلافصل پر بیعت دینے لینے کے لئے بڑی خوشی سے بعد دل
بلایا تھا ۔ دیکھو کلام نمبر اول صلا باب اول المختار من الخطب و الکلام نہج البلاغہ

مطبوعہ دار الخلافہ ایران شہر طہران بسنہ ۱۳ ہجری مقدس +

لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاطبہ العباس و ابو سفیان ابن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ +

لیکن آپ نے اُن کی اس دعوت پر خلافت بلا فصل سے ان الفاظ میں صاف انکار فرما دیا۔ یا ایہا الناس شقوا امواج الفتن عن سفن النجات۔ اے لوگو دور رکھو موجیں مشکلات (خلافت) کی کشتی نجات سے۔ یعنے مجھ سے خلافت کے مشکل کام کو دور رکھو کہ میں خلیفہ بلا فصل ہونا نہیں چاہتا +

بلکہ انکو حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت بلا فصل پر بیعت کرنے سے نفرت جتلانے پر جس کا وجود اب بھی شیعہ مذہب میں ہے۔ بڑے زور سے دھمکایا کہ عوجوا عن طریق المنافرۃ درگذر کرو نفرت کی راہ سے۔ در باب بیعت کرنے کے ساتھ مستحق خلافت بلا فصل کے جو ماسوا میرے ہے یعنے اسکے خلافت بلا فصل کے مقابلہ پر ضد کر کے اور کسی غیر مستحق کو خلیفہ بلا فصل مت بناؤ۔ وضعوا عن تیجان المفاخرۃ بلکہ اسکے سامنے رکھدو تاج بڑائی کے۔ کیونکہ خدا رسول کے مقرر کئے ہوئے خلیفہ بلا فصل کے سامنے بڑائی کرنا اور وقت سے قبل خلیفہ بن بیٹھنا حقیقتاً خدا رسول سے مقابلہ ہے۔ اور اُن کی مرضی کے برخلاف عمل۔ اور منشاء شریعت سے جنگ +

جناب امیر کے ان دو فقروں سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب عباس علیہ السلام اور سفیان نے سچے دل سے واقعی آپ کو خلیفہ بلا فصل بننے کے لئے کہا تھا کیونکہ شیعہ مذہب میں ان کو ماسوائے جناب امیر کے اوروں کے خلافت بلا فصل سے نفرت تھی اور نہیں چاہتے تھے کہ انکے سوائے کوئی اور شخص خلیفہ بلا فصل ہو۔ پس یہ عذر نامعقول شیعہ کا جماعت عقلاء کے سامنے نامنظور ہوگا کہ انہوں نے صدق دل سے نہ کہا ہوگا ورنہ حضرت امیر انکار نہ فرماتے +

اگر انکار کی یہی وجہ تھی تو بس پہلا ہی فقرہ شقوالمئی مجھے معاف رکھو کافی تھا آگے اکو دھمکانے اور مفصلہ ذیل کھلی طور سے انکار فرمانے کی چنداں ضرورت نہ تھی بلکہ سب باتیں واضح طور پر بتلاتے ہیں کہ انھوں نے سچے دل سے خلافت بلا فصل سے صاف انکار فرمایا اور مستحقین کی بیعت کی طرف توجہ دلائی۔ بلکہ انکو اپنا معاون بتلایا +

افلح من نھض بجناحٍ۔ نجات پائی اس شخص نے (مشکلات کا رستے) جو پہنچا (اپنی منزل مقصود پر) ساتھ پروں کے +

جن احمقوں نے جناح سے مراد ان معاونین کو لیا ہے جو آپ سے بیعت کرکے آپ کو خلیفہ بلا فصل بناتے سخت غلطی کی ہے۔ کیا حضرت عباس علیہ السلام و سفیان بن حرب اس قسم کے معاون اس وقت موجود نہ تھے جنکی تقلید پر قبائل ہاشمیہ و بنی امیہ گو آپس میں انکا کچھ تخالف رہا کرتا تھا۔ لیکن غیر کے مقابلہ پر بڑے جوش سے آپ کی خلافت بلا فصل کی اعانت کرتے اور ضرور کر دکھاتے کہ عرب بھر میں ان کی دلاوری اور قرابت قریبی کے باعث غیر اقوام کے مقابلہ پر آپس میں اتفاق مشہور تھا پھر ان سرداران قوم کی موجودگی میں ایسے معاونین کی تلاش کی کیسی ضرورت +

علاوہ بریں بلحاظ منصوص بخلافت و امامت من اللہ کے ایسے معاونین کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ مامور کو اپنا کام کرنا چاہئے تھا۔ خواہ ساری دنیا کیوں نہ مخالف ہوتی۔ کیا حضرت رسول خدا کے شروع کام نبوت میں کئے معاون تھے نہیں بلکہ ساری دنیا مخالف تھی۔ لیکن آپ نے بغیر جستجو کسی معاون کے کام شروع کر دیا۔ گو بعد میں سے الفور کئے بکثرت معاون ہو گئے تھے۔ ایسا ہی آپ کو بغیر کسی معاون کے انتظار کے کام شروع کر دینا لازم تھا ورنہ اس انتظار نے ثابت کر دیا کہ نزد اصول شیعہ آپ کی خلافت بلا فصل من اللہ نہ تھی +

لیکن جب ہم خصال شیعہ پر نظر ڈالتے ہیں تو بروایت جناب امام صادق علیہ السلام
۱۲ ہزار مخلص اصحاب نبوی پاتے ہیں کہ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم اثنا عشر الفا ثمانیہ الاف من المدینۃ والفین من مکۃ
والفین من الطلقاء لم یر فیہم قدری ولا مرجی ولا معتزلی ولا صاحب رای
کانوا یبکون اللیل و یقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل خبز الخمیر ۔

جن سے کامل [illegible] کرتے ہر وقت آپکی اطاعت کو [illegible]
[illegible] لیکن جناب امیر کے انکی خلافت بلافصل سے سب نے انکار کر
[illegible] سے بیعت کر لی [illegible] شیعہ [illegible] کی وجہ سے [illegible]
[illegible] ان کا [illegible] اور [illegible]
[illegible] جناب امیر نے انکار [illegible] آنحضرت سے اور [illegible]
[illegible] تھے تو [illegible] سواد [illegible]
[illegible] ۔

[illegible] اگر چہ
[illegible]
[illegible] آپ کی اس
[illegible] علیہم السلام [illegible]
[illegible] خلافت سے [illegible]
[illegible] خلافت کے [illegible]
[illegible] انتظام [illegible] خلافت سے مشاہرہ [illegible] مشکلات
خلافت سے فارغ نہیں ہو سکتا اس لیے ضرور ہے کہ یہ لوگ
[illegible] انتظام خلافت دیکھ کر [illegible] مشکلات خلافت سے

نجات پاکر بے فکر رہوں کہ اس صورت کے فائدہ پہنچانے میں یہ میرے پو
یعنے معاون ہیں +

کیونکہ یہ لوگ اسلام سے قبل بھی عرب جیسے پیچیدہ معاملوں میں صاحب قضا
اور دشوار تر جھگڑوں میں صاحب فیصلہ رہ چکے تھے۔ جس وجہ سے ان کو مشکلات
کے فرو کرنے اور ہر قسم کی شتر بے مہار سرکشیوں کو متابعت کی تکمیل میں لانے پر
پوری پوری دست رس تھی۔ اور آزادی کی پھوٹ کو اتفاق کی تقلید میں لاکر
یکجا سب کو جمع کرنے کے انتظام میں یکے منتظم تھے +

جب مجلسِ بنی سقیفہ میں بوقت وفات جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم اسلام کے اندر ایسی سخت پھوٹ واقعہ ہوئی کہ جس کا بند کرنا
اور اس مشکل کا حل کرنا بجز ہزاروں افواج اور تلواروں اور خونوں کے نہایت
مشکل تھا فقط انہیں شیخین دو شخصوں نے بغیر کسی ہتھیار اور خون کے دو منٹ
کے اندر اس عالمگیر پھوٹ کو بند کر دیا۔ اور کھڑے کھڑے تمام مشکلات کو
حل اور بے انتظامی کو انتظام میں جما لیا۔ اور یہ ایسا سخت ناگہانی عالمگیر
واقعہ تھا کہ اگر جناب ابی بکر صدیق و حضرت امیر عمر موجود نہ ہوتے۔ تو بخدا
کوئی اسے رعب داب سے بہ آسانی بند مطلق نہ کر سکتا اگرچہ وہ کتنا ہی بڑ
اور بہادر کیوں نہ ہوتا +

ایسا ہی بہت سے دین و دنیا کے متعلق بے انتظامی کی حالت میں عمدہ عمدہ
انتظام ان سے وقوع میں آئے۔ جس انتظام نبھاؤ۔ برتاؤ کا دیکھنا اور متعلقہ قضا
فیصلہ کے ہر طریقے کا معلوم کرنا جناب امیر کے لئے ضروریات سے تھا کہ
آپ نے قبل ازیں کبھی عرب کی پیچیدہ قضا نہ کی ہوئی تھی اور نہ کوئی
قومی پھوٹ کا مشکل مسئلہ اور دشوار تر معاملہ دیکھا ہوا تھا اور نہ انکے تحلیل و
طے کرنے کا برتاؤ اور نہ کبھی کوئی قومی سرکشی اور اسکے فرو کرنے کا انتظام۔ کیونکہ سب لوگ

نبوت کے سایہ میں ایسے باتوں سے فارغ تھے۔ لیکن بعد میں ان عیب باتوں کا عالم کی روش پر درپیش آنا خلافت کے عہد میں ضروری تھا۔ جن کا نبھانا و بغیر مشاہدہ وقت سے قبل فدا مشکل تھا اس لئے اس موقعہ پر آپ نے شیخین کی طرف رغبت دلائی اور اُن کو اپنا پر لیسنے معاون قرار دیا۔ کیونکہ ان لوگوں نے یہ سب کچھ اسلام سے قبل اپنے ہاتھ سے نبھایا ہوا تھا۔ تاکہ آپ انکے انتظام کے مطالعہ سے اپنے آنے والے انتظام متعلقہ خلافت کو مدد پہنچاویں +

موٹی سمجھ والے کو شیعہ لوگ اس موقعہ پر دھوکا دیسکتے ہیں کہ اگر ایسا تھا تو حضرت امیر عمر نے ایام خلافت میں ایک صریح غلطی کے اندر اصلاح کی اعانت حضرت امیر سے کیوں لی۔ جیسا کہ لولا علی لھلک عمر کے مقولہ سے ظاہر ہے +

لیکن جب ہم اصل واقعہ کی طرف توجہ کرتے ہیں تو کوئی غلطی بروئے قانون شریعت درباب صادر فرمانے حکم سزا مجرمہ عورت کے حضرت جناب خلیفہ رسول خدا امیر عمر کیطرف سے اصلاً نہیں دیکھتے کہ آخر مجرمہ اسی حکم کی رو بمدادِ پر سزایاب ہوئی جس کو امیر عمر نے بروئے شہادت گواہان کے اس پر صادر فرمایا تھا +

ہاں مجرمہ کی ایک ایسی حالت تھی جو حضرت امیر عمر پر مخفی رہی اور اُسے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے گواہی دیکر حضرت امیر عمر پر ظاہر کردیا۔ جیسا کہ دیگر گواہوں نے اُس مجرمہ کی دوسری حالتیں ظاہر کیں تھیں۔ اور چونکہ یہ حالت مجرمہ پر نہایت نازک تھی اس لئے حضرت امیر عمر نے اپنا مصدرہ شرعی حکم تا وضع حمل جاری کرنے سے روک رکھا اور بعد وضع حمل و مدت مناسب کے اسی حکم سے سزا دی +

ورنہ اُس وقت اجری سزاء میں جنیں ساتھ نقصان اٹھاتا اور امیر عمر سے

بازپرس ہوتی جس سے بروئے شہادت جناب امیر کے حضرت امیر عمر نے نجات پائی اور بطور شکریہ کے فرمایا۔ لولا علی لھلک عمر۔ اگر آج حضرت علی کی گواہی نہ ہوتی تو امیر عمر قیامت کو جنین کے نقصان سے سوال کے لئے جانے کے جواب میں پھنس جاتا۔ نہ یہ کہ حضرت امیر عمر سے حکم دینے میں غلطی ہوئی تھی اور اُس کی اصلاح آپ سے کرائی۔ اگر ایسا ہوتا بھی تاہم شیخین کے متذکرہ بالا اوصاف کا مخالف نہیں تھا کیونکہ خلفاء میں سے ہر ایک شخص بلحاظ منصب خلافت کے خلافت کے کاروبار چلانے کا مجاز تھا گو اُس وقت مسند آراء خلافت نہ ہوتا کیونکہ یہ بات انتظام کلی کی منافی نہ تھی بلکہ مشورہ مسنون تھی اور انتظام اسی شخص کا تھا جو مسند آراء خلافت تھا۔

باقی رہا کسی واقعہ سے بےخبری سو یہ کچھ منافی خلافت نہیں اور نہ نقصان منصب انتظام کیونکہ تلاش سے ثبوت مل سکتا ہے ورنہ جناب حضرت رسول کی نسبت بھی کسی واقعہ سے بےخبری کی نسبت نہ ہوتی۔ ما کنت تدری الخ سو جب نبوت کے لئے مذموم نہیں تو خلافت کے لئے کیونکر مذموم ہوگی۔

الغرض معاذین سے یہی خلفاء مراد ہیں جن کو آپ اپنا پیر قرار دیتے ہیں کہ نجات پائی اُس سے جو جبر اُٹھایا ہوا تھا ان سب کے تسلسل اور سلامت انتظام (یعنی کار خلافت کے) کا مالک ہیں وہ ایسا شخص جو معاونین کی اعانت چھوڑ کر ہر طرح کے فکروں سے بےفکر ہو کر خوش رہا۔

نمونہ۔ ھذا ما نحن بہ خلافت پانی ہے بدمزہ ولقمہ بعض بھا اکلھا۔ اور لقمہ ہے کہ گلا گھونٹتا ہے کھانے والے کا۔ یعنی خلافت کوئی آسودہ کام نہیں اور نہ اُس کا نبھانا بغیر اُسکے نشیب و فراز کے مطالعہ حاصل کئے آسان ہے اس لئے ضرور ہے کہ مجھ سے پہلے کوئی شخص اسے نبھانے جو لے سکے ہر ایک معاملہ سے بخوبی واقف ہو تاکہ میں اُسکے علاوہ

دیکھکر آئیندہ اپنے وقت کی خلافت میں اس کی تکالیف سے دور ہوں +

تم تو کہتے ہو کہ میں خلیفہ بلا فصل ہوں ہے لیکن و مجتنی الثمر لغیر وقت ایناعہ کالزارع بغیر ارضہ - وقت پختگی سے قبل توڑنے والا پھل کا شخص اُس مضارع (کامہ - رھلی) کی مانند ہے جس کی ملکیت میں کھیتی کی زمین نہیں لینے اس صورت میں پھل کا نقصان کرنے والا ہے اور مدعی بے دلیل ہے سو ایسا ہی لعبد حضرت رسول خدا کے - خلافت بلا فصل کی زمین کا مالک میں نہیں اور بصورت دعوے کے یا قبول کر لینے کے گویا وقت سے قبل کچے پھل کا توڑنا ہے جس میں سراسر نقصان کے سوا کوئی فائدہ نہیں - اور چونکہ ابھی میری خلافت کا وقت نہیں آیا اس لئے آپ صاحبان ابھی ٹھہر جائیں +

تنبیہ - یہ مطالب شیعہ عبارت نکالی ہی ہے ورنہ سنی مذہب اپنی طرف سے ایسی باتوں کے نکالنے کا اپنے مذہبی منصب کے لحاظ پر مطلق مجاز نہیں کیونکہ خلفاء رسول کی طبیعت ہر وقت اسکے نزدیک فائدہ رسان ہے خواہ جناب میر مرتبہ اول پر خلیفہ ہوتے یا مرتبہ چہارم ہوئے +

فان اقل یقولون حرص علی الملک وان اسکت یقولوا اجزع من الموت

پس اگر خلافت بلا فصل کو قبول کر لوں تو کہینگے حرص کرتا ہے ملک کا (کہ وقت سے قبل دعوے عرض ہے نہ طلب حق) اور چپ رہوں تو کہتے ہیں ڈر گیا ہے موت سے هیهات بعد اللتیا والتی - افسوس لوگوں کی دوزبانی سے کیا نہیں جانتے واللہ لابن ابی طالب کہ بیٹا ابی طالب کا قسم ہے خدا بزرگ کی انس بالموت بہت دوست رکھتا ہے موت کو من الطفل بثدی امہ نسبت دوستی شیرخوار بچہ کی طرف پستان والدہ کے +

پس نہیں چھوڑا مینے خلافت بلا فصل کو بباعث کسی خوف اور ڈر کے

بل اند حبب علےٰ مکنو دعلم بلکہ اس خلافت بلا فصل سے سیر ہٹ نا۔ او
حضرت ابوبکر پر بیعت کو راضی ہو جانا ساتھ حکم قرآن مجید کے ہے مدد کون
بہادر تھا کہ زور اور قوت کے رو بر مجبور سے بے سکتا +

اب انصاف کیجئے کہ جب شیعہ مذہب میں کھلے طور پر یہ باتیں ثابت ہیں کہ
جناب امیر علیہ السلام نے باوجود لوگوں کی اعانت اور گھٹنے کے خلافت بلا فصل
سے انکار فرمایا۔ لوگوں کو مستحقین کی خلافت پر بیعت کی تحریص دلائی۔ مقابلہ پر
ضد سے روکا۔ اور خلافت بلا فصل کو کار مشکل بتلایا۔ خود آرام چاہا۔ تو اس صورت
میں لوگ مجبور تھے انکار کسی کا کیا مقدور کہ زبردستی آپ کو خلیفہ بلا فصل بناتے +
اگر ایسا کرتے تو تمہیں لوگ مدعی سست گواہ چست کی مثالیں سنا سنا کر سر کھاجاتے
آخر لاچار باقتداء و تمسک و اتباع بجناب ذوالفقار سینو نکو وہی شخص خلیفہ
بلا فصل بمرتبہ اول بنانا پڑا جنکو آپنے اپنا مددگار فرمایا اور جن کی طرف لوگوں کو
بوقت سر ہلانے کے دھمکی سے توجہ دلائی یعنے بجناب حضرت ابوبکر صدیق
علیہ السلام +

اب جو کچھ واحسرتا کا واویلا اور یا اسفا کا ماتم ہو تو شیعہ مذہب کے
سر پر جس نے آپ کو نہ فقط مرتبہ اول کی خلافت سے دور رکھا بلکہ بے شطاعی
کی تہمت سے متہم ٹھہرایا۔ ورنہ سنی مذہب نے تو آپ کو خلیفہ بمرتبہ اول مان ہی لیتا
جبکہ حضرت صدیق نے آپ سے فرمایا اگر آپ کو منظور ہو تو میں خلافت سے
دست بردار ہو جاؤں۔ اور حضرت عباس نے فرمایا ہم آپ سے خلافت بمرتبہ
اول پر بیعت کریں +

لیکن بہ خدا رحمت کرے آپ کے انصاف پر کہ آپنے مستحقین سے حق نہ چھینا
اور بہ تمسک خدا و رسول حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس سے
جناب امیر کی لیاقت مدبرانہ منتظمانہ اور صفت بے طمعی و شجاعت۔ انصاف

سب کچھ بحسن عقیدہ سنی مذہب میں ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے بتقلید امر خدا و رسول بلا خوف و اکراہ کے مستحقین خلافت پر اپنے اپنے رتبہ میں حق خلافت کو مسلم رہنے دیا نہ یہ کہ آپ سے جبراً غضب کی گئی۔ جیسا کہ شیعوں کو برخلاف اس کلام جناب امیر کے وہم ہے +

پس متمسکین جناب مولائے مرتضٰے کو ایسا تا مان لینا پڑیگا کہ حضرت ابی بکر صدیق خلیفہ بلا فصل بمرتبہ اول ہیں اور جناب امیر خلیفہ برحق بمرتبہ نمبر چہارم جیسا کہ سنی مذہب کا اعتقاد بسند جناب امیر کے اس کلام اور آنے والی مسلمات شیعہ کے مضبوط ہے اگر شیعہ مخالفین جناب امیر علیہ السلام کے اقرار او ارشاد کو نہ مانیں تو خیر اُن کی مرضی +

اس کلام پر شارحین مثل ابن حدید۔ بهجتہ الحدایق۔ فتح اللہ شیرازی وغیرہ نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اصل بات کو چند در چند وجوہات بےمعنے میں لاکر پردہ میں ڈالا ہے اور حق کو چھپانا چاہا ہے۔ اور خالی از مطلب زٹل در زٹل ہانکی ہے۔ تاہم کچھ نہیں بن سکا۔ املا غلط۔ انشا غلط۔ تحریر غلط تقریر غلط مطلب غلط سب کچھ غلط۔ مزید براں زمرہ منصفین سے خارجی ہوئے۔ اور جو بات کہی سو ایسی کہی کہ اسکو اصل متن سے کچھ بھی مناسبت نہیں میں کہتا ہوں جناب امیر کا خلافت مرتبہ اول سے انکار نہ اسلئے تھا کہ آپ امر خلافت کا اہتمام نہیں کرسکتے تھے۔ یا نفس خلافت کوئی بری چیز تھی کہ اس سے کنارہ کشی لازم اور اجتناب ضرور تھا۔ یا کوئی تقیہ کا پیچ تھا جیسا کہ شیعہ کا اعتقاد ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ورنہ مرتبہ چہارم پر بھی دیک نہ آتے اور نہ لوگوں سے بیعت طلب فرماتے بلکہ یہ انکار مسلمہ مذہب شیعہ اسلئے تھا کہ آپ کا حق عند اللہ خلافت مرتبہ اول پر نہیں تھا۔ نہیں تو مرتبہ چہارم کی طرح کبھی انکار نہ فرماتے۔ ہاں مرتبہ چہارم پر حق تھا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے

حضرت خضر علیہ السلام کی معرفت آپ کو کہلا بھیجا۔ اور آپ نے مرتبہ چہارم
پر اپنے حق خلافت کو سنبھال لیا بینا انا نمشی مع النبی فی بعض طرق المدینۃ
اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیۃ ما بین المنکبین فسلم علی النبی ورحب ثم التفت
الی فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الیس
ذلک ہو یا رسول اللہ قال بلی ثم مضی۔ میں جناب رسول خدا کے ساتھ
مدینہ طیبہ کے راہوں میں پھر رہا تھا کہ اچانک ایک بزرگ بہذا لصفات آیا۔
حضرت پر سلام کیا۔ پھر میری طرف لوٹا۔ اور کہا تجھ پر سلام ہووے (علی) چوتھے
خلیفے۔ اور رحمت و برکت۔ پھر انہوں نے کہا یا حضرت کیا (علی) خلیفہ چہارم
نہیں آپ نے فرمایا بجا۔ پھر وہ چلا گیا۔ (عیون الاخبار شیعہ حدیث مروی
حضرت امیر +

شیعو جب تمہارے ہی مذہب شیعہ میں خلافت مرتبہ اول سے جناب امیر کا
انکار اور خلافت مرتبہ چہارم کا اقرار اظہر من الشمس ہے تو اس پر طعن کرنا اور
سنیوں کے ملزم ٹھہرانے کی کوشش کرنا حقیقتاً شیعہ مذہب کی رسوائی ہے بہتر ہے
کہ تم اپنے شیعہ مذہب کی بات سنیوں کی طرح مان لیویں ورنہ شیعہ مذہب کی
اور بیہودگی پر پیچھا اسی طرح کا شوخ رنگ نکلیگا +

مجھے اس کلام پر نظر ڈالنے سے سخت افسوس آتا ہے کہ شیعہ مذہب نے
موقعہ پر فقط خلافت بلافصل حضرت امیر سے انکار نہیں کیا بلکہ جناب امیر
کی لیاقت اور نبوی خلافت بھی ایک صورت تقیہ میں خارج یا نہ حرف صرا
ہے۔ جس کی تشریح سے ڈر ہے کہ کہیں شیعوں کی طرح بے ادبی کی تمامتر
تقیہ کے کفر میں شامل بھی نہ گر جاوے شیعہ جانیں اور ان کا مذہب +
لیکن اتنا کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ ثم مضی کے بعد جو عبارت ازادہ ہے
جس کا مقصود شیعہ کفران کا ہے ساتھ خلافت ہا حضرت شیخین وغیرہ

عثمان کے سوءہ عبارت اپنی واضع کے لئے حمق اور کذب کی علامت ہے کہ نہ تو موافق حدیث جناب امیر کے عبارت بنا سکا ہے اور نہ اس دعوے باطل پر سند لا سکا ہے۔ حالانکہ کتاب کشف الیقین وطرائف شیعہ سے تحت آیت وعد اللہ الذین آمنوا الخ کے تین خلافتوں حضرت آدم و حضرت داؤد و حضرت امیر علے نبینا و علیہم السلام کی کا منصوص ہونا عند الشیعہ ثابت ہے نہ چہار خلافتوں کا۔ تو اس واضع نے کیونکر برخلاف اپنے مذہب شیعہ کی خلافت کی تعداد چہارم تک پہنچا کر اس چوتھی کو منصوص بنا لیا اتنا سمجھ میں نہ آیا کہ آیت سے حضرت رسول خدا کے بعد ایک سے زیادہ خلافتوں کا ثبوت مذکور ہے۔ پھر کیونکر اپنے قطار والے خلافتوں میں بعد حضرت رسول خدا کے چھوڑ کر انبیاء سابقین حضرت آدم و داؤد و ہارون کی خلافتوں سے ملکر جناب امیر کی خلافت چہارم برخلاف شیعہ مذہب کے چوتھی منصوص ہو جائیگی اور کیا باقی خلافتیں منصوص من بعد حضرت رسول خدا بآیت ہذا جو کما کے لفظ کے نیچے خلافت ہائے انبیاء ماضیہ کیطرح بہ تعداد خود وامنصوص ہیں کیا غیر منصوص رہینگی۔ واہ سمجھ کا پرتو۔ لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم (حضرت رسول اللہ کے بعد) انکو زمین پر بناؤنگا جیسا کہ پہلے ان سے امم ماضیہ سے خلفاء ہوئے ؛

عند الشیعہ یہ لوگ آدم۔ داود۔ ہارون۔ پہلے خلفاء منصوص ہوئے (دیکھو عیون الاخبار الرضا) تو کما الخ (جن سے الخ) کی مناسبت اور مماثلت لازم رکھتی ہے کہ بعد جناب رسول خدا کے بھی تین خلفاء منصوص عند الشیعہ ہوں نہ چار تاکہ من قبل (انبیاء کرام کے خلفاء سابقہ) کے ساتھ بروئے اصول شیعہ مذہب کے مناسبت تعدادی اور منصوصی پوری ہو۔ ورنہ چوتھی خلافت کے منصوص ماننے پر عند الشیعہ مناسبت تعدادی اور منصوصی

پوری نہ ہوگی۔ اسلئے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت منصوص عند السنی فرقہ
شیعہ مذہب کے اصول پر منصوص ثابت نہ ہوئی اور آپ عند الشیعہ خلیفہ چہارم
ہیں جیساکہ اوپر والی حدیث شیعہ سے ثابت ہے +

اگر مناسبت اعدادی پورا کرنے کے لئے مقابلہ پر منصوص امم ماضیہ سہ
تعداد مسلمہ شیعہ کے خلفاء دوازدہ ہی سے تین لئے جاویں تاہم عند الشیعہ
بجز جناب امیر و حضرت حسنین شریفین علیہم السلام کے باقی آٹھ
ایمہ اطہار پھر بدستور مذکور عند الشیعہ غیر منصوص ٹھہرتے ہیں +

بہرحال شیعہ مذہب کو جناب امیر کی کلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے
اہل سنت کے مذہب کا اقتدا کرنا پڑیگا کہ ان تینوں کے ساتھ چوتھے
حضرت یوشع بعد حضرت موسے علے نبینا و علیہم السلام کے خلیفہ منصوص
ہیں۔ یعنے امم ماضیہ کے خلافتین چار منصوص کے مقابلہ پر بعد جناب حضرت
رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے اُن سے ہر مناسبت میں پورا
ہونے کے لحاظ پر یہاں بھی چار خلافتیں منصوص فی ھذہ الامت ہیں +

جناب حضرت رسول خدا کے قبل جبکہ تعداد خلفاء منصوص جمع ہے نہ واحد
تو مناسبت کما استخلف الذین کے ساتھ لیستخلفنہم کے لازم رکھتی ہے
کہ آپ کے بعد بھی منصوص خلفاء جمع ہوں نہ ایک فقط حضرت امیر تو اس
صورت میں جناب امیر کا خلیفہ چہارم ہونا بہ نسبت حضرت آدم داؤد
ہارون کے ہوا جو آپ کی خلافت کو عند الشیعہ نص سے بھی خارج کرتا ہے
بل بہ نسبت حضرت ابے بکر صدیق و امیر عمر فاروق و جناب عثمان غنی
کے ہوا جو ہونا آپ کی خلافت کو عند السنی نص میں داخل رکھتا ہے جیساکہ
سنی مانتے ہیں کہ اس ترتیب سنی مذہب میں آپ کی خلافت منصوص من اللہ
ثابت ہوتی ہے اور ترتیب شیعہ مذہب میں بلحاظ درجہ چہارم بہ نسبت آدم

وداود وہارون خلفاء منصوصین من اللہ عند شیعہ کے بلحاظ مطابقت جمع
طرفین یعنے قبل اور بعد میں آپ کے مندرجہ آیت ہذا بتسلیم مذہب شیعہ کے
غیر منصوص من اللہ۔ کیونکہ عند الشیعہ فقط انہیں سہ اشخاص کی خلافتیں قبل
حضرت رسول خدا کے منصوص ہیں نہ کسی اور چوتھی کی۔ اور بعد میں آپ کے
فقط ایک حضرت امیر کی۔ جن قبل بعد طرفین کی خلافتوں کے مقابلہ میں
مطابقت جمع تعداد خلفاء کی جو آیت کی مضمون اور عبارت سے لازمی تھی
پوری نہیں آتی۔ یعنے اس طریقہ یا اعتقاد شیعہ سے جو صاحب عیون اخبار
اضاء نے حدیث بالا کے ساتھ ایزاد کیا ہے خلافت جناب امیر کی منصوص
نہیں ثابت ہوتی +

پس اے شیعو۔ اگر خلافت جناب امیر کی منصوصیت پر ایمان لانا ہے تو
حضرت شیخین جناب امیر عثمان پر ایمان لادیں ان کی خلافتیں منصوص
مانیں ورنہ تم اپنے ہی اصول مذہب شیعہ پر بصورت بے ایمانی کے حضرت امیر
کی کلام کی صداقت اور خلافت کی منصوصیت سے منکر ہوتے +

پس جناب امیر کا خلیفہ بمرتبہ چہارم ہونا بغیر کسی فرق کے تھا بحکم خدا و رسول
و برضا و رغبت و تسلیم حضرت امیر مسلمہ عند مذہب الشیعہ۔ اور ایسا ہی سنی
مذہب آپ کو مثل حضرت خاتم النبوت لانبیاء کرام خاتم الخلافت الخلفاء
عظام خلیفہ حق بقول جناب امیر بمرتبہ چہارم منصوص مانتا ہے +

شیعوں کو جناب امیر سے در پردہ تقیہ کی آڑ میں کچھ اندرونی ایسی کاوش
اور عداوت ہے کہ جہاں کہیں کوئی عمدہ فضیلت جناب امیر کی نظر آئی۔ بس اسکے
مٹانے کے درپے ہوگئے اور ایسے ڈھنگ سے کہ ظاہر میں لیپ داری ہوا ور
اصل میں جڑھ تک کاٹ دیا +

اس موقع پر دیکھیئے مرتبہ چہارم کی خلافت سے انکار کیوں اور سنیوں پر عدم وجود

خلافت بلافصل جناب امیر میں اعتراض کیوں۔ فقط یہ ظاہر کی اس داری
اس لئے ہے کہ جس طرح ہو جناب امیر کے شان کی شایان صفت جلیلہ جس کا آپ کے
لئے ہونا ضروریات سے ہے یعنے جناب رسول خدا کی طرح خاتم النبوت
کی صفت میں جناب امیر کے لئے خاتم الخلافت کی صفت کی مماثلت
برسول خدا پوری نہ ہو۔ تعجب حالانکہ لحمک لحمی وجسمک جسمی کا منصب
تقاضا رکھتا ہے کہ جس طرح حضرت جناب رسول خدا تمام انبیاء پر خاتم الانبیاء
کا منصب رکھتے ہیں ضرور ہے کہ جناب امیر بھی اس اعلے درجہ کی صفت حمیدہ
سے اپنے ممثل کی طرح خلفاء کرام کے بعد خاتم الخلفاء کے منصب پر ممتاز
ہوں۔ لیکن شیعہ نہیں ہونے دیتے +

للہ الحمد کہ یہ حسن عقیدہ فقط سنی مذہب کو نصیب ہے کہ آپ کو بمرتبہ چہارم
خاتم الخلفاء خلیفہ مانتا ہے اور شیعہ لوگ باوجود اقرار اپنے مذہب کے تقاضائے
عداوت تقیہ۔ جناب امیر کی اس جلیل القدر عہدہ کی خلافت سے بالا منکر
ہیں۔ خدا تعالے ان کو ہدایت کرے۔ اور مانیں کہ آپ خلیفہ چہارم ہیں +

ص۔ اور جو ایائے اصلیت ہوا جس وقت یہ راز کھلا کہ حضرت ابو بکر کی خلافت
صرف امت کے اجماع یعنے پنچایت سے ہوئی +

ج۔ یہ پنچایت یعنے شورے امر خدا و رسول پر ہوئی نہ کسی اپنے راو پر کہ
بطریق سنی مذہب حضرت رسول خدا نے فرما دیا تھا۔ لاینبغی لقوم فیہم
ابو بکر ان یومہم غیرہ۔ ابو بکر کی موجودگی میں بجز اُسکے دوسرے کو امام
ٹھہرانا مسلمانوں کے لئے روا نہیں +

جیسا کہ خود جناب رسول خدا بھی بعض امور مقدرہ معلومہ پر شورے (پنچایت)
(اجماع) لیا کرتے تھے۔ دیکھو وشاورھم فی الامر الی آیت +

ایسا ہی شیعہ مذہب میں جناب امیر کی خلافت محض پنچایت سے ہے

نہ کسی نص کے ساتھ جس میں امر خدا و رسول ہوتا۔ واللہ ما کانت لی فی الخلافۃ رغبۃ ولا فی الولایۃ اربۃ ولیکنکم دعوتمونی الیہا وحملتمونی علیہا

نہج البلاغۃ صفحہ ۱۶۶ کلام نمبر ۱۸۷ باب المختار من الخطب والکلام +

مجھے مطلق خلافیت کی رغبت نہ تھی۔ اور نہ امیر ہونے کی خواہش لیکن آپ (اے حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالے عنہما) صاحبوں نے مجھے خلافت کیطرف بلایا اور خلیفہ بنایا +

اب خلافت نصی جناب امیر کی شیعہ مذہب سے اٹھ گئی اور ثابت ہو گیا کہ آپ کو بمذہب شیعہ خلیفہ پنچایت یعنے کمیٹی نے مقرر کیا تھا نہ خدا و رسول نے۔ ورنہ بصورت خدا رسول کی طرف سے منصوص ہونے کے خلافت منصوص سے بے رغبتی کیوں فرمائی۔ اور انکار جلی کیوں کیا +

خدا سنیوں کا بھلا کرے جنہوں نے اس وقت بمرتبہ چہارم باوجود صاف انکار کے آپ کو خلیفہ مان ہی لیا۔ ورنہ شیعوں نے تو اس وقت بھی مرتبہ چہارم پر آپ کو خلافت سے نکالنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور اتنا تو کر ہی دکھلایا کہ آپ کی خلافت کو نص سے باہر کر دیا دیکھو فقرہ عبارت ہذا ولیکنکم سے نصیر تک۔ کہ تم لوگوں نے مجھے خلافت پر بٹھلایا اور خلیفہ بنایا نہ خدا و رسول نے ورنہ عبارت یوں ہوتی سلی الخلافۃ من اللہ امرؐ وحمل فی عنقہ رسولہ صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم +

ص ۳۔ اور شیعوں کی تمام اقوال کی تائید اپنی مذہب کی کتب سے پائی۔ گمان قوی ہوا کہ شاید مذہب شیعہ برحق ہے +

ج۔ خواب میں تائید ہو تو ہو۔ ورنہ آنکھیں کھولکر انصاف کی نظر سے دیکھنے پر معاملہ تائید کا برعکس ہے کہ سنیوں کی اقوال کی تائید۔ گو انہیں کچھ ضرورت نہیں لیکن شیعہ مذہب کی کتب سے ہو رہی ہے۔ پھر سنی مذہب برحق ہے

نہ شیعہ مذہب +

ص ۳ اب بالکل یقین ہو گیا کہ مذہب اہل سنت کسی طرح مذہب حق نہیں ہے +

ج - حق مذہب وہ ہے جس کو جناب امیر سے تعلق ہے یعنے اہل سنت والجماعت مذہب حق ہے کہ یہ آپ کا مذہب ہے انا واللہ اہل السنت والجماعۃ حضرت امیر نے فرمایا خدا کی قسم میں سنی ہوں (ص ۱۵ رسالہ رد تبرا مطبوعہ بریلی دیسفی از جانب شیعہ منقول از رسالہ تقیہ مصنفہ محمد قلی خان) اور مذہب شیعہ یقیناً کہ جناب امیر نے کبھی ایسے اہتمام سے نہیں فرمایا کہ انا واللہ شیعۃٌ خدا کی قسم میں شیعہ ہوں - مذہب حق نہیں - دیکھئے جناب امیر علیہ السلام سے فرقہ شیعہ کو اس قدر تبرا ہے کہ اب آپکے مذہب کو بھی مذہب ناحق کہنے لگے +

ص ۴ بلکہ مذہب اثنا عشریہ برحق ہے +

ج مذہب شیعہ بروئے تحقیق ہرگز برحق نہیں ہو سکتا - کیونکہ ابتدا سے اس کی بناء کفر اور انبیاء کرام سے عداوت اور ائمہ ہدا سے مخالفت پر ہے - اور ائمہ ہدیٰ ہمیشہ اس کی تقلید سے دور رہے کہ انکا مذہب بہ تقلید جناب مولائے مرتضے علیہم السلام سنی تھا - نہ شیعہ +

بلکہ شیعہ لوگوں کو سنی بننے کے لئے تاکید بلیغ فرماتے رہے - واستنوا بسنۃ خطبہ عہ ص ۵۵ ان ناخذ بسنۃ کلام عہ ص ۹۳ والزموا سواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ کلام عہ ص ۸۵ فالزموا السنن القائمۃ خطبہ عہ ص ۸۶ نہج البلاغۃ +

مطلب ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ سنی بنو کہ خدا کی رحمت کا ہاتھ اہل سنت جماعت پر ہے اور کہیں نہیں فرمایا کہ تم شیعہ بنو یا شیعہ مذہب سے تمسک پکڑو - پس مذہب حق وہ ہے جو ائمہ اطہار کا مذہب ہے اور جس پر چلنے اور اس سے تمسک پکڑنے اور اس مذہب میں ہو رہنے کا لوگونکو فرماتے ہیں اور جس پر خدا کی رحمت بتلاتے

ہیں یعنے مذہب سنی - نہ غیر اسکا یعنے مذہب شیعہ کے آپنے کہیں اسکی فرمانبرداری اور اس میں ہو رہنے کی اجازت نہیں فرمائی اور نہ شیعہ مذہب پر خدا کی رحمت بتلائی ہے +

ے بعد وفات حضرت نوح علیہ السلام کے چند علماء امت نے باغوائے شیطان رہ مستقیم سنی نہیا حضرت نوح سے رفض کیا یعنے منہہ توڑا اور خلفاء حضرت نوح کی تصاویر بطور تبرک بنا کر دیکھنا باعث غلو کار ثواب سمجھا - ہر چند علماء حق نے سمجھایا - چونکہ غالی تھے مطلق باز نہ آئے نزاد تھم ورضے بلکہ انکی پرستش کو عبادت حسنہ سمجھے فزادھم اللہ مرضی - آخر یہانتک نوبت پہنچی کہ انکو خدا سمجھنے لگے - چنانچہ اس امت کے شیعوں میں بھی یہ اثر اب تک باقی ہے کہ بعض شیعہ جناب مولائے علی علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں - ملا مہر علی تبریزی شیعہ کہتا ہے +

ھا علیؑ بشر کیف بشر ۔ ربہ فیہ تجلی و ظھر

تنبیہ - افسوس ہے کہ اس مرض نے زمانہ کے نام صوفیوں یا نام کے جاہل صوفیوں میں بہ رشک اہل تشیع اثر کر دیا ہے کہ وے لوگ بھی اپنے صادقین مرشدوں کو ایسی ہی بے جا کلموں سے یاد کرتے ہیں کہ اُن کو خدائی تک پہنچا دیتے ہیں یا خدا غیر محدود کو ان میں حلول مانتے ہیں حالانکہ یہ رفض کا کام ہے +

اس میں نہ فقط وے خود بدنام ہیں بلکہ انکی اس ناجائز حرکت نے اس طریقہ نیک سلیقہ صوفیہ عالیہ کو ساتھ متہم کر دیا ہے اور عموماً لوگ اسکو انکی اس حرکت کی برکت سے نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں +

ان کے شوقیہ اشعار کبھی خدائے محیط کو عرش سے لاکر بندرابن کے گون کا چرواہا بتلاتے ہیں کبھی کسی اولیا کرام میں بٹھلاتے ہیں دہلی کا سیر کراتے ہیں - پھر کبھی مسند دم پر پہنچاتے ہیں - اور آخر گیتا او بھگت

پر ان میں ہوں پڑا چھوڑتے ہیں +

خدا کرے ان شخصوں سے یہ غلو اور حلول دور ہو اور یہ لوگ اس زہر بے کفر سے ایسی ہی ہلیا پاک صاف ہوں جیسا کہ اُن کا طریقہ حقیقہ تصوف ہے +

الغرض یہ بیماری اُن رافضیان کی اس حد تک بڑھ گئی کہ کچھ زمانہ کے بعد ساری دُنیا بت پرستی سے بھر گئی اور ایشیا کوچک کے ملک شام میں انکا ایک بھاری بتخانہ قائم ہو گیا اور اُس قوم کا نام شیعہ نوح قائم ہو گیا جیسے کہ موجودین اپنے آپ کو شیعہ علی کے نام سے مشہور کرتے ہیں +

اب ان کی ہدایت کے واسطے خدا نے منجملہ دیگر مذاہب والوں کے خاص اسی فرقہ سے حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہم السلام کو پیدا کیا جیسا حضرت ابراہیم آذر کافر کے گھر پیدا ہوئے +

حضرت ابراہیم کے لئے آذر سے پیدا ہونے میں کسی صورت کا نقص نہیں تھا ایسا ہی شیعہ مذہب والوں کے درمیان پیدا ہونے سے بھی حضرت ابراہیم کے لئے کوئی نقصان کی بات نہیں ہے کیونکہ حضرت ابراہیم شیعہ مذہب نہیں تھے۔ بلکہ انکی ہدایت کے واسطے انکے درمیان پیدا ہوئے جیسا کہ نسبا آذر کافر سے پیدا ہوئے وان من شیعتہ لابراھیم اور تھا ابراہیم نوح کی قوم شیعہ میں سے +

سنیوں نے اس آیت کے سمجھنے میں زیادہ توجہ نہیں فرمائی اور اس موقعہ پر انہوں نے شیعہ کو کچھ بہت عمدہ چیز سمجھ لیا۔ بعضوں نے ہ کا ضمیر راجع بجناب رسول خدا کیا۔ لیکن خیال لگا کر دیکھنے میں ایسا نہیں اور شیعہ اس موقعہ پر بجائے عمدہ چیز کے برا مذہب ثابت ہوتا ہے ورنہ اُن کو اس مذہب سے نکالنے کے لئے حضرت ابراہیم کیوں مبعوث ہوتے +

حضرت ابراہیم نے بہت کوشش فرمائی۔ اکثر شیعوں کو راہ حق کی طرف لائے

لیکن بعد میں حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ باوجود اُن سے فایدہ پانے کے
اُنہوں نے نہایت بُرا سلوک کیا اور خاص اس شیعہ نے جس کی حمایت پر
آپ نے اُسکے دشمن کو مار ڈالا تھا یہ حرکت کی کہ جاسوس کو دوسرے دن
روبرو ئے حضرت موسے علیہ السلام کے صاف بتلا دیا کہ قاتل فلانے کا
حضرت موسے ہے۔ جس پر یہ نتیجہ نکلا کہ کل شہر آپ کا دشمن ہوگیا اور آپ کو
وہاں سے نکلکر مدین کی راہ لینی پڑی +
جناب رسول خدا کے عہد خیر مہد میں شیعہ لوگ ایمان تو لے آئے
لیکن تقیہ یعنے نفاق میں رہے کہ وقتاً فوقتاً نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے
رہے لیکن خدا نے جناب کو شیعوں کے شر سے محفوظ رکھا اور آخر حضرت
رسول خدا نے مطلع ہوکر انکو اپنے دربار فیض بار سے نکالدیا۔۔۔۔۔۔
یہ لوگ شیعت کے پیغمبر مسیلمہ کذاب کے ساتھ جاملے اور خدا نے سنیوں کو
اُنکے ساتھ تعلق رکھنے سے منع فرمایا اور تاکید کی کہ تم اپنے مذہب سنی پر قائم
رہو۔ نماز پڑھو باجماعت اور شیعہ مت ہو واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من
المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا۔ چنانچہ اب تک یہ
تاثیر شیعوں میں موجود ہے کہ خدا کی جماعت کے ساتھ نماز کم پڑھتے ہیں
اور پھوٹ ڈالکر الگ خاک پرستی پہ کھڑے ہوجاتے ہیں اور سچ مچ بجود کی
جماعت کے اُسے چھوڑکر شیطان کے پیرو ہو رہتے ہیں۔ فان الشاذ
من الناس للشیطان۔ کلام نمبر ۱۲۵ صہ ۵ نہج البلاغتہ +
عہد خلافت میں حضرت ابوبکر کی خلافت بلافصل سے ناراض اور زکوٰۃ
سے منکر ہوکر باقی شیعہ منافق بھی مسیلمہ کذاب سے جاملے اور انکے
امام عبداللہ بن سبا نے جو یہودی تھا اول اول جناب شیخین کی نسبت
کفر کا اتہام لگایا۔ اپنے شیعوں کی معرفت لوگوں کے دلوں میں وسواس کا

بیج بویا۔ تبرا کیا۔ جناب امیر کی وصی ہونے کا مسئلہ نکالا اور آپ کی امامت کا اعتقاد جمایا۔ چنانچہ یہ سب کچھ شیعوں کی کتاب منہج المقال میں مذکور ہے ✦

ان عبداللہ ابن سبا کان یہودیاً فاسلم و والی علیاً وکان یقول علی یہودیتہ فی یوشع انہ وصی موسیٰ بالغلو۔ فقال اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی علی مثل ذلک واول من شہر بالقول بفرضیۃ امامۃ علی واظہر البراء من اعدائہ واکفرھم فمن ھھنا التشیع والرفض ماخوذ من الیہودیۃ ✦

شیعوں کا عقیدہ درباب امامت وصیت جناب امیر و تبرا وغیرہ باقرار مذہب شیعہ غلو سے ہے نہ حق سے اور خود مذہب شیعہ ماخوذ یہودیت سے ہے نہ صراط مستقیم سے یعنے یہودیت اور شیعت ایک ہی چیز ہے ✦

یہی اثر تھا کہ آخر اس مخلص شیعہ نے جو عبداللہ سبا کے ساتھ جناب امیر کی خدمت بابرکت میں پہنچا تھا باوجود منجملہ خواص غلامان علی کے ہونے کے یہودیوں خارجیوں کے کہنے پر اس شقی بدذات نکحرام شیعہ ابن ملجم ملعون نے عین نماز کی حالت میں آپ کو شہید کیا اور تمام محبت کے غلو کو دل سے یک لخت بھولا دیا ✦

جناب امام المسلمین وسید المومنین جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ شیعوں نے کیا ظاہر ہے۔ آرام سے کعبۃ اللہ کے سایہ اور رسول اللہ کے گھر میں بیٹھنے والے خدا کے عزیز کو فریب آمیز خط بدیں صورت لکھکر مکہ معظمہ سے نکالا کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ نامہ سلیمان بن صرد مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد بجلی۔ حبیب بن مظاہر اور جمیع شیعان و مومنین مسلمین وغیرہ اہل کوفہ کیجانب سے بخدمت امام حسین علیہ السلام ابن ابی طالب ہے۔ صفحہ ۹۶

جلاء العیون جلد دوم چھاپہ جعفری لکھنو واقعہ نحاس جدید +

جب آپ بطلب ان کوفی شیعوں کے میدان کربلا کے موقع پر پہنچے تو تمام بے وفا شیعے آپ سے برگشتہ ہو کر بجائے معاون کے قاتل امام ہو گئے۔ چنانچہ جناب کے ارشاد بمیدان کربلا بخطاب شیعیان بے وفا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قاتل وہی مخلص کوفی والے شیعہ تھے جنہوں نے جناب کو بذریعہ اخلاص بھرے خطوط کے مکہ معظمہ سے نکالا تھا +

اے بے وفایان جفا کار غدار تم برباد ہو۔ تم نے ہنگام اضطراب و اضطرار اپنی مدد کو مجھے بلایا۔ صـ ۱۲۴ جلد دوم جلاء العیون +

اس ہنگام میں شیعوں کا ان خوارج کے ساتھ موافقت کرنا جنہوں نے جناب کو سخت بے رحمی اور بڑی بے دردی کے ساتھ اپنے گھر مدینہ طیبہ سے باہر کیا تھا۔ اغلباً اسی وجہ سے تھا کہ امام کیوں اوقت فرضیت التقیہ تقیہ نہیں کرتے۔ چونکہ امام سنی تھے اور ان پر تقیہ حرام تھا اسلئے آپ نے نہ کیا لیکن شیعوں نے بھی ترک فرض تقیہ کا اتہام امام پر لگا کر کربلا کے میدان سنسان میں اکیلا چھوڑ دیا اور خود شیعہ خارجیوں سے جا ملے۔ فاالتقیہ الساق باالساق۔ باقی ائمہ اطہار کے ساتھ بھی تقیہ کی بدطینتی کے اثر جس طرح ہو سکا شیعوں نے پہلو کی کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ جہاں تک ہو سکا اذیت پہنچائی۔ اور ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی انما الشیعہ کانوا یکذبون علی الائمۃ وھم قد ۲ نزو امنھم (کلینی) دراصل غرض یہ کہ کوئی انکو اہل حق نہ سمجھے۔ اور انکی اطاعت نہ کرے اور ہمارے جعلی مذہب تشیع کا پرزہ چلتا رہے۔ آخر ائمہ اطہار نے تنگ آکر اکابرین شیعہ کے حق میں مثل ھشام۔ طاق اور دوسرا ھشام۔ میثمی وغیرہ مجتہد ان شیعہ کے حق میں بددعا کردی اور ساتھ یہ بھی جتلا دیا کہ یہ لوگ ہمپر جھوٹھ کا

افترا باندھتے ہیں کہ کوئی سنی ان کا اعتبار نہ کرے۔ یروی عنا الا کاذیب ویفتری علینا اھل البیت۔ قاتلھم اللہ اخزیھم اللہ (کتاب رجال شیعہ) یعنے خدا۔ ان شیعوں کو خراب کرے اور مارے ۔ ۔ ۔ جب صورت اس مذہب شیعہ کی ابتداء سے انتہا تک یہ ہے کہ نہ انبیاؑ سے ہے اور نہ ائمہ نجباء سے بلکہ ہدایت اور سنت راشدہ کے علانیہ برخلاف ہے تو کیونکر مانا جاوے کہ ائمہ اثنا عشر اس مذہب شیعہ میں تھے اور یہ مذہب انکے نام سے اثنا عشری کہلاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ائمہ اثنا عشر معہ دیگر ائمہ اطہار اہلبیت کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اس مذہب شیعہ سے کوسوں دور اور دل سے متنفر تھے اور ہمیشہ اپنے دربار مقدس سے شیعوں کو دھر کارتے رہتے اس واسطے کہ زمانہ میں یہ مذہب شیعہ شیک بنام عبد اللہ بن سبا یہودی شیعہ کہلاتا ہے جو کسی صورت میں برحق نہیں ہوسکتا +

اے طالبان حق جب آپ لوگوں پر شیعہ مذہب کی کیفیت بخوبی کھل گئی اور اسکے مذہب باطل ہونے میں کسی صورت کا شک نہ رہا۔ تو لازم ہے کہ آپ شیعہ مذہب سے تبرا کریں اور سنی مذہب کی جو خدا رسول کی پاک سنت سے سنی مذہب کہلاتا ہے پیروی کریں کہ سنی مذہب متمسک بہ ثقلین ہے اور اس میں فلاح دارین ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حسب الامر جناب مولائے حیدر علیہ السلام واجب ہے کہ طالب نجات کا تمام بدعات سے نجات پانے کے لئے فقط سنی مذہب اقتدا کرے واقتدوا بھدی نبیکم فانہ افضل الھدے واستنوا بسنتہ وانھا اھدا السنن (ص۲ خطبہ ۵۵ نہج البلاغۃ) پیروی پکڑو اپنے نبی کی ہدایت کی کہ یہ بڑی ہدایت ہے اور سنی بنو ساتھ سنت نبی لینے کے کہ یہ بڑی ہدایت والی سنت ہے۔ ورنہ سنی مذہب سے منہ چرانے والا اپنی نجات کے لئے نقصان پہنچانے والا ہے +

بڑی مصیبت ہے شیعوں کے واسطے جو باوجود اس قدر تاکید مزید جناب تقویٰ کے درباب تقلید بمذہب سنی کے جو سراسر محبت اہل بیت کرام سے مجسم ہے بلکہ ایسے جسم کی یہ محبت آل نبوی روح ہے۔ من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعت (حدیث نبوی بجامع اخبار شیعہ) کہ جو فوت ہوا محبت آل رسول پر وہ فوت ہوا سنی ہو کر۔ پھر بھی اس مذہب سنی اہل کرام کے کو دشمنی کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور بدی سے یاد کرتے ہیں بلکہ مذہب ناحق شمار کرتے ہیں +

حالانکہ رسول خدا نے ان حرفوں میں صاف جتلا دیا ہے کہ محب اہل بیت کرام کا سنی ہے نہ غیر اس کا۔ اور وہ سنی ہو کر مرتا ہے کیونکہ یہ محبت علامت ایمان ہے اور شیعہ کی محبت میں زبانی جمع خرچ کے سوا نے ایمان کی خوش تک نہیں۔ اور سچی محبت کے لئے ایمان کے مذہب پر مرنا ہے ضروری ہے اسلئے وہ سنی ہو کر مرتا ہے کیونکہ حضرت رسول خدا نے اس سنی مذہب والے کو سنی در اصل صاحب ایمان فرمایا ہے پس سنی مذہب مذہب برحق ہے اہل بیت کرام کا اور شیعہ مذہب مذہب ناحق ہے عبداللہ بن سبا یہودی کا

اب طالبان نجات کو سوچ سمجھ کر چلنا چاہیے اور ایسے مذہب کو اختیار کو اختیار کرنا چاہیئے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہے یعنی سنی۔ نہ اندھا دھند ایسے مذہب کو اختیار کرنا جو سراسر تقیہ کے نفاق سے بھرپور ہے لیکن شیعہ صلے اور معلوم ہوا کہ میاں جعفر زٹلی کا یہ مقولہ صحیح ہے کہ السنی متمسک مذہب ناحق بزور مجادلہ +

ج۔ زٹلی کے مقولہ کو کیوں نہ صحیح سمجھو جبکہ جعفر زٹلی تمہارا امام ہے اور تم اسکے شیعہ۔ ہم تو ایسے زٹلی اماموں اور اُنکے شیعوں کو الٹے ہاتھوں سے سلام کرتے ہیں +

تم اپنے امام جعفر زٹلی کے مقولہ کو صحیح مانو اور ہم اپنے امام ہمام عالیمقام حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمودہ کو سچا مانیں انما الشیعۃ کانوا یکذبون الخ کہ شیعہ جھوٹے ہیں +

پھر شیعوں کی تکذیب پر خدا کی کلام کو گواہ لاتے ہیں ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا کہ جو جدا ہوئے دین اپنے سے اور ہوگئے شیعہ + لست منھم فی شئے نہیں تو اُن میں انکی کسی چیز پر یعنے وے شیعہ تجھ سے ایمان نہیں رکھتے جبکہ تیری بات مشتمل بر صداقت خلفاء راشدین کو سچا نہیں جانتے اور تو ان میں شیعوں سے بیزار ہے کہ وے تجھ کو کچھ نہیں سمجھتے +

. انما امرھم الی اللہ شیعوں پر عذاب وغیرہ کا حکم خدا کے پاس ہے ثم ینبئھم بما کانو یفعلون پس عذاب دیگا شیعونکو اس کام پر جسکو انہوں نے کیا ۔ مثل تکذیب کلام نبوت واتہام کذب بائمہ ہدے وسب جناب خلفاء راشدین اور اس ہتک کا بدل جو عاشورا کے ایام میں شیعہ لوگ نقل اور سوانگ کربلا کی صورت میں اہل بیت پاک کے ساتھ کرتے ہیں +

سچ ہے

ہر بے ادبی کہ رفت با آل نبی ۔ یزید یک سال کرد شیعان ہمہ سال

کوئی احمق کا مقولہ صحیح سمجھے تو سمجھتا رہے ۔ لیکن ہم خدا اور امام صادق کی کلام سچی ۔ پر شیعوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ جلد تر اس باطل مذہب سے توبہ کریں ورنہ عنقریب اپنے سب کا پھل کھائینگے +

صفحہ ۵ ۔ مقدمہ ۔ بموجب عقائد اہل سنت کے مسلماں وہ شخص ہے جو وحدانیت خدا اور نبوت انبیاء اور کتب آسمانی و ملائکہ و مبداء و معاد کا قائل ہو اور چونکہ شیعہ ان باتوں کے قائل ہیں اس لئے بعقیدہ اہل سنت انکے

ایمان میں کچھ فرق نہیں +

ج خدا کی وحدانیت کا شیطان بھی قائل ہے پھر وہ کیا مومن ہے او خوارج بھی نبوت کتب ملائکہ وغیرہ کو مانتے ہیں تو کیا وے مومن ہوئے ایسا ہی شیعہ لوگ صرف ان باتوں کی زبانی مان لینے سے مومن نہیں کیونکہ سنی مذہب میں ایمان کیلئے وحدانیت نبوت کتب کے ساتھ اُن کی کلام کی صداقت کا تسلیم کرنا بھی شرط ہے جو شیعوں میں نہیں کہ جن کو حضرت رسول خدا نے انجی۔ رفیق خلیل۔ عزت اسلام فرمایا ہے شیعہ ان کو کافر منافق تقیہ باز مانتے ہیں پس کیونکر ثابت ہوا کہ شیعہ لوگ بعقیدہ اہل سنت والجماعت کے مومن ہیں جبکہ شیعوں میں ایمان کی بو تک نہیں +

البتہ منافقوں کا سا ایمان شیعوں میں بے شک ہے ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر کہ کہتے تھے ہم خدا اور قیامت کے ساتھ ایمان لائے۔ لیکن یہ ایمان شیعوں کا قابل پذیرائی نہیں وماھم بمومنین کہ وے فی الحقیقت مومن نہیں۔ کہ مخالفوں کے سامنے صرف زبان سے ٹال مٹول کرتے ہیں واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن۔ ورنہ فی الاصل جب اپنے معرکہ شیعوں میں جاتے ہیں تو علانیہ کہتے ہیں کہ ہم نے تقیہ کیا تھا۔ جب اسطرح کا ماجرا ہے تو کیونکر شیعہ مومن ہیں نہیں ہرگز نہیں .... +

ص اور بحسب عقیدہ شیعہ متمسک باہلبیت ہونا اور امامت کو داخل رکن ایمان تصور کرنا علاوہ امورات متذکرہ بالا کے اصل الاصول ایمان ہے .... +

ج تمسک باہلبیت کرام کی تو وجہ ہے کہ سنی مذہب حضرت خلفاء راشدین علیہم السلام کی امامت کو حق مانتا ہے کہ جناب حضرت امیر علیہ السلام نے ان کی امامت کو حق کی امامت فرمایا اور آپکے ساتھ بیعت کی اور خود خلافت بلافصل سے

انکار فرمایا اور خلفا کو اپنا معاون بتایا لیکن شیعہ اس معاملہ میں جناب مولائے علی علیہ السلام سے تمسک نہیں رکھتے کہ ان کو غاصب تبلاتے ہیں +

پھر سنی مذہب جملہ اہل بیت کو امام مانتا ہے برخلاف شیعہ مذہب کے کہ یہ بجز دوازدہ کرام کے اور کسی اہلبیت علیہم السلام کو امام نہیں مانتا بلکہ کسی کو مرتد اور کسی کو کاذب جانتا ہے ....

تو اس صورت میں شیعہ مذہب نے نہ جناب اہل بیت سے تمسک پکڑا اور نہ انکی کل امامت کے ساتھ ایمان لایا یعنے بعقیدہ خود بھی شیعہ مومن نہیں ....

صنہ نہ اُنکے (سنیوں کے) سلف نے اس حکم کی تعمیل کی اور نا خلف نا انصاف اُسکے پیرو ہیں +

ج سنی سلف سعید اور خلف رشید سب کے سب متمسک باہل بیت کرام اور انکے پیرو ہیں اور خلفاء راشدین کو آئمہ ہدے اسیواسطے مانتے ہیں کہ اہل بیت کرام نے اُن کو اپنا پیش رو بنایا۔ تو اس تسلیم میں بھی سنیوں کا اہل بیت کرام کے اتباع سے تمسک ہے صحاح اہل سنت میں جناب امیر کی مرویات پانسو چھیاسی ۵۸۶ ہیں جس میں اہل سنت کے تمسک کا بجناب امیر علیہ السلام خاصہ ثبوت ہے۔ ہاں اب شیعوں کو لازم ہے کہ ثبوت تمسک بجناب رسول خدا کے لئے اپنے صحاح اربعہ سے ایکصد یا اس سے کم دو صد تک یا کچھ اس سے کم تک ایسی احادیث نکال دیویں جو حضرت رسول خدا سے مروی ہوں۔ یعنے احادیث مرفوعہ۔ ورنہ شیعہ لوگ متمسک اور پیرو بحضرت رسول خدا علیہ السلام ہرگز ہرگز نہ ہوئے +

جناب امین ہامین شریفین حضرت حسنین علیہما السلام و دیگر اہل بیت کرام علیہم السلام کے مرویات بھی اہل سنت کی کتب صحاح میں بکثرت موجود ہیں خصوصًا علم تزکیہ ارواح میں جو بہ نسبت سایر علوم دینی کے اعلے ہے اہل سنت اہل بیت ہی سے تمسک رکھتے ہیں۔ تو پھر کیونکر سنی متمسک باہل بیت نہ ہوئے

تمہارا کہنا غلط ہے بلکہ تحقیق کے رو سے صاف ثابت ہوا کہ متمسک باہل بیت
رسول سنی ہی مذہب ہے نہ شیعہ ۔

نہ فقط اپنے اجتہاد کے روء سے بلکہ شیعہ مذہب کے اجتہاد کے روء سے بھی
سنی مذہب کا متمسک باہل بیت ہونا ثابت ہے کہ بارشاد جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام کے موچھین کٹواتا ہے عن ابی عبد اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ فان الشیطان یتخذہ
مخبأ یستتر بہ فروع ج۲ ص۲۲۳ کلینی باب اللحیۃ والشارب ص۳۰ من لا یحضرہ الفقیہ
جلد اول باب اخذ الشارب وتقلیم الاظفار ۔

فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ لمبی رکھے
کوئی تم میں سے موچھیں اپنی کیونکہ شیطان اُن میں جگہ پکڑتا ہے اور
چھپ رہتا ہے ۔

حق علی کل مسلم فی کل جمعۃ اخذ شاربہ واظفارہ ومس شئی
من طیب فروع ج۲ ص۲۲۶ کلینی باب الطیب یعنے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہر جمعہ کو
موچھیں کٹوائے ناخن اتروائے اور خوشبو لگائے ۔

تحقیق کے روء سے ثابت ہے کہ یزید ملعون منجملہ دیگر ارتکاب منہیات کے
ڈاڑھی منڈواتا تھا۔ اور موچھیں نہیں کٹواتا تھا۔ اور یہی بدعات تھیں
جنہوں نے درمیان امام عالیمقام علیہ السلام کے اور اُس پلید ملعون کے
دشمنی وعداوت کو گاڑ دیا ۔

پھر تعجب ہے کہ شیعہ کس دلیری پر ائمہ اطہار کے ایسے جلی اور ظاہر حکموں کی
مخالفت کی جرأت کرتے ہیں اور مقابلہ پر ایسے مردود شخص سے اقتدا اور
پیروی کا تمسک پکڑتے ہیں جس کو خدا نے دنیا اور آخرت میں اپنے درجہ کا
ملعون بنایا۔ دیکھئے قیامت کو یزید شیعوں کی کس طرح شفاعت کریگا ہماری

شیعوں نے یزید کو اپنا پیشوا اور امام بنا ہی لیا ہے کہ یزید کی پیروی کی مونچھیں نہیں کٹواتے۔
اس پر تماشا یہ کہ سنیوں کو جناب ائمہ اطہار کا مخالف بنا دیں اور خود شیعہ متمسکین
یزید پلید اپنے آپ کو پیرو ٹھہرا دیں۔ واہ +

اب یہ معاملہ میں روشن ہو گیا کہ مونچھیں کٹوانے والے پاک مذہب ہیں یعنے
سنی اور نہ کٹوانے والے تابع پلید۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ
قال الحسین بن العلاء للصادق علیہ السلام ما ثواب من اخذ شاربہ
وقلم اظافیرہ فی کل جمعۃ قال لا یزال مطہراً الی الجمعۃ الاخرے
ص۳۸ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول باب اخذ الشارب +

امام صاحب سے دریافت کیا گیا کہ کیا ثواب ہے مونچھیں کٹوانے والے اور ناخن
اتروانے والے یعنے سنی کو۔ تو آپ نے فرمایا وہ دوسرے جمعہ تک پاک رہتا ہے
(پس ہر وہ شخص جو عمر بھر کے ہر ایک جمعہ میں کٹواتا ہو وہ ساری عمر کے لئے پاک
ہے اے سنی صاحبو آپ کو یہ پاکیزگی مبارک ہو کر بجز آپ کے شیعہ نہیں کٹواتے +

اس موقع پر علمائے کرام کا اختلاف انسان کو تحیر میں ڈال دیتا ہے کہ کس حد تک
کٹوائے آیا کل کو یا جزء حصہ شارب کو .... سنو ہم حنفیوں کا مسئلہ
بعض کے نزدیک تو اوپر سے کل کو کٹوائے لیکن مجھے تحقیق کے رو سے یوں ثابت
ہوتا ہے کہ بیچ میں سے لیکر دونوں طرف ناک کے دونوں نتھنوں کے برابر بیچ
کے بال کٹوائے کہ ایکے محاذ کا حصہ کچھ ہلکا سے نیچے کی طرف ڈھلا ہوا ہوتا ہے جسکو
شارب کہتے ہیں لعد یہ ڈھلکاؤ پینے کے وقت پانی میں ڈوب جاتا ہے اسلئے ان کے
کٹوانے کا حکم ہے +

آیت وامسحوا برؤسکم میں کل سر کا مسح ثابت ہے۔ اور سر کی حد روئیدگی
بالوں تک کی ہے۔ لیکن ہمارے مذہب حنفی میں بہ تائید حدیث مسح ناصیہ سر کا
چہارم حصہ فرضیت مسح میں داخل ہے۔

علے ہذا حدیث سنی قص الشوارب میں لفظ شارب ہے جس کی حد طرفین بکر
ناک کے بن سے لیکر نیچے والے ہونٹوں کے ملاپ والے زاویہ تک بتلائی جاتی ہے
ایسا ہی سہی - لیکن بہ تقلید اجتہاد بالا - بتائید فعل جناب امیر عمر علیہ السلام
ادھر اُدھر سوالب یعنے شاہ پر رکھواکر درمیانی حصہ جس کا ذکر اوپر کرآیا
ہوں کٹوانا چاہئے - کہ قص شوارب کی حد یہی معلوم ہوتی ہے جو ناک کے رخ
(ناس) کی حد کی عمارت کے اندر اندر ہے - واللہ اعلم بالصواب ÷
میں نے یہ حد اس سند کے ساتھ نکالی ہے - ولا باس بترک سبالیہ
وھما طرفا الشارب - فعل ذالک عمر وغیرہ لان ذالک لا
یستر الفم وغیرہ الخ (ص ۸۳ احیاء العلوم جلد اول چھاپہ نولکشور النوع
ثانی من النظافۃ) سو اگر کسی ہم مذہب ملد کی سمجھ اسکے برخلاف علم رکھتی ہو تو
اسکو بچنا چاہئے +
الغرض دونوں امر ثابت ہیں کہ تعمیل امر کٹوانے کی دونوں صورتوں
میں ہے لیکن خوبصورت طریقہ خصوصًا غازیوں کے لئے یہی دوسرا موزوں
ہے - نہ مطلق نہ کٹوانا جیسا کہ بجز غازیوں کے عام لوگوں کا بھی رواج ہو رہا ہے
ب دوم وضو میں پاؤں دھونا ہے - عن عبد اللہ بن منبہ عن الحسین
ابن علوان عن عمرو ابن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی علیہم السلام
قال جلست اتوضا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وآلہ حین ابتدأت فی الوضوء فقال لی تمضمض واستنشق واستنشق
ثم غسلت وجہی ثلاث فقال قد یجزئک من ذالک المرتان فقال
فغسلت ذراعی ومسحت براسی مرتین فقال یجزئک من ذالک
المرات وغسلت قدمی فقال یا علی خلل بین الاصابع لا تخلل
بالنار - ص ۳۲ باب وجوب المسح علی الرجلین از استبصار مطبع حیدری

واقع نخاس جدید لکھنؤ +

جناب مولائے امیر فرماتے ہیں کہ میں وضوء کر رہا تھا پس رسول خدا میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے علی ناک میں پانی ڈال۔ غرغرہ کر۔ پھر میں نے منہ دھوا تین دفعہ تو آپ نے فرمایا دو دفعہ کافی ہے۔ پھر میں نے بازو دھوئے دو دفعہ اور سر کا مسح کیا تو آپ نے فرمایا ایک دفعہ کافی ہے پھر میں نے پاؤں دھوئے تو آپ نے فرمایا اے علی خلال کر درمیان انگلیوں کے تاکہ نہ خلال کرے آگ دوزخ کی ساتھ +

اس ترتیب سے یہ وہم بھی دور ہو گیا تھا جو شیعہ پہلے پاؤں دھوتے ہیں پھر وضو کر کے پیچھے مسح کر لیتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام وضو کے بعد پاؤں کو دھویا اور مسح مطلق نہ فرمایا۔ بلکہ بصورت نہ یاد رہنے کسی عمل کے وضوء میں اور قبل اس کی تکمیل کے پاؤں دھو بیٹھے تو پھر یاد آنے کے اس بھولے ہوئے عمل کی تکمیل کے بعد پاؤں کا پھر دھونا لازم ہے۔ جس سے ترتیب وضو کی جو سنی کرتے ہیں اور دھونا پاؤں کا تصریحاً ثابت ہیں۔ ان نسیت مسح راسک حتی اغسل رجلیک فامسح الرسک ثم رجلیک باب وجوب الترتیب۔ استبصار۔ اگر مسح سر کا بھول گیا اور دھو لیا پاؤں پس مسح کر سر کا اور سر دھو پاؤں کو +

بعض شخصوں کو آیت وضوء سے مسح رجلیں کا وہم ہے۔ لیکن یہ خیال ان کا سست ہے اور سند ضعیف ہے کہ ارجل کا عطف رؤس پر ہے اور رؤس۔ وامسحوا کے نیچے ہے۔ اور معطوف معطوف علیہ کی حالت یکساں ہوتی ہے اس لئے ارجل کی حالت رؤس کے موافق ہو کر ممسوح ٹھہری نہ مغسول +

جواب رؤسِ کے سین کی زیر ہے اور ارجلَ کے لام کی زبر اور ارجل کے

آگے الی الکعبین تک کی تعدی شرط ہے اور رؤس غیر متعدی الی احد ہے
پس ارجل اور رؤس کے درمیان یک حالتی کی نسبت جو معطوف معطوف
الیہ کے لئے لازمی تھے ثابت نہ ہوئی۔ اس لئے ارجل کا عطف رؤس
پر نہیں +

بلکہ ارجل کا عطف ایدی پر ہے کہ دونوں میں آخری حروف لام۔ی
پر زبر ہے اور نیز ایدی کے تجاوز مرافق تک مثل ارجل کے تجاوز
کعبین تک کی مناسبتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ایدی اور ارجل کے
درمیان یکحالتی کی مناسبت ہے۔ جو معطوف معطوف علیہ کے لئے ہونی
ضروری ہے +

پس ارجل کا عطف ایدی پر ہے اور فاغسلوا کے نیچے ایدی کی طرح
ارجل مغسول ہے نہ وامسحوا کے نیچے رؤس غیر مناسب باوصاف عطف
کی طرح ممسوح +

الغرض آیت اور حدیث سنی و شیعہ سے کھلے طور پر ثابت ہے کہ
پاؤں کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ جس کا عملدرآمد علانیہ سنی کرتے ہیں اور
غسل رجلین کو صحیح جانتے ہیں۔ خواہ کوئی کم علم یا جاہل کیوں نہ بکتا رہے
کہ یہ خبر سنیوں کے موافق تقیہ کی اوٹ میں ہے۔ فہذا خبرا موافق
للعامة وقد ورد مورد التقیة +

کمبخت عقل کے اندھے کو اتنا نہ سوجھا کہ اکیلے حضرت رسول خدا کے سامنے
کس خوف پر تقیہ کی کیا ضرورت تھی۔ شاید جناب امیر بزعم شیعہ حضرت
رسول خدا کو بھی مخالف جانتے ہوں گے اور یقین نہ رکھتے ہوں۔ اور یہ اندیشہ
کیا ہو کہ کہیں خلفاء کو جا کر بتا نہ دیویں کہ حضرت امیر نے وضو میں پاؤں
پر مسح کیا ہے۔ پھر کوئی شامت نہ آوے۔ لو آج غسل ہی سہی۔ عمل حق

چھوٹا تو چھوٹا ہی سہی +

افسوس شیعوں کی اس حالت پر افسوس کہ ائمہ اطہار خصوصاً حیدر کرار علیہم السلام پر بھی اتہام وغیرہ قبائح لگانے سے نہیں رکتے۔ پھر نہ معلوم کس ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم ائمہ اطہار کے پیرو اور اُنکے محب۔ اگر یہی پیروی اور محبت ہے تو پھر نہ معلوم مخالفت اور دشمنی کیا بلا ہے خدایا ان کو ہدایت نصیب کر کہ اہل بیت کی دشمنی سے شیعہ باز آدیں اور ائمہ ہدا پر تقیہ یعنے منافقت کی تہمت نہ لگا دیں کہ وُے کرام اس عیب سے پاک ہیں +

سیوم ماہ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھنا ہے۔ عن هارون ابن المسلم عن مصدق ابن صدقه عن ابی عبد الله علیه السلام قال مما كان يصنع فی شهر رمضان كمان يتنفل فی كل ليلة ويزيد على صلوته التی يصليها قبل ذلك متى اول ليلة الى تمام عشرين ليلته فی كل ليلة عشرين ركعة۔ ص ۲۳۲ باب الزيادة فی شهر رمضان من النوافل از استبصار +

جناب امام صاحب نے ذکر فرمایا اُس نماز نوافل سے جو رمضان میں پڑھا کرتے تھے معمولی نماز نوافل سے کہ پڑھتے تھے بیس رات تک ہر رات میں بیس رکعت نوافل (تراویح) کی +

یعنے بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے جو سنی مذہب پڑھا کرتا ہے۔ اور اس فرق سے ہمیں کچھ غرض نہیں کہ بیس رات پڑھا کرتے تھے۔ شاید کاتب کی غلطی ہو کہ ثلثین (تیس) کی جگہ عشرین لکھدیا یا محض عداوت اہل سنت سے تقیہ کے فرض ادا کرنے کے لحاظ ثلثین کی جگہ عشرین لکھدیا تا کہ تطابق ثابت ہونا نہ پائے۔ ہمارا منشا فقط ثبوت نفس تراویح سے ہے کہ حضرت امام صاحب تراویح پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کی تقلید سے سنی

کھڑتے ہیں۔ نہ تارک التراویح جس تراویح عباد حنیفہ کے شیعہ منکر ہیں +

اداء میں فرق اوقات کا اور تعینہ ایام سے کلم یہ ثابت نہیں کرتا کہ اس چیز کا نفس شئے نہ دارد ہے جیسے اداء کے اوقات یا تعداد ایام میں فریقین کا اختلاف ہے۔ کیونکہ مسئلہ میں جس طرح کا اختلاف ہو۔ وجود ذات شئے کے لئے نفی کی دلیل نہیں اور اس اختلاف سے کوئی فرق بھی خالی نہیں +

جس طرح شیعہ مذہب کو اہل سنت جماعت سے ادائے وقت اور تعداد ایام میں اختلاف ہے ملے ھذا اہل سنت کے فریقین مقلد و غیر مقلد کے درمیان تعداد رکعات کا اختلاف ہے کہ ہم مقلدین بیس رکعت کے مقر ہیں اور برادران غیر مقلد آٹھ رکعت کے لیکن تحقیق سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ بیس رکعت کو فوقیت ہے +

تراویح کو خصوصیت ہے ماہ رمضان سے لیکن حدیث جناب عائشہ صدیقہ علیہ السلام سے (جو مندرج ہے صہ رسالہ تراویح ۸ رکعت مولفہ شیخ محمد حنیف صاحب پر) یہ خصوصیت نہیں نکلتی بلکہ اس حدیث کی نماز کیا ماہ رمضان کیا غیر ماہ رمضان دونوں ایام میں برابر تھی تو اس صورت میں تراویح نہ رہی +

ہم جستجو کرنے پر نماز تہجد ثابت ہوتی ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوتروا بخمس او بسبع او باحدی عشر رکعۃ او باکثر من ذلک اخرجہ ابن حبان وابن المنذر والحاکم من روایت ابی ھریرۃ یعنے وتر کرو پانچ پر یا سات پر یا نو پر۔ گیارہ پر۔ یا اس سے زیادہ پر تو علاوہ وتر کے باقی تہجد ہیں جس پر اہل تحقیق کا اتفاق ہے +

پر اگر یہ تہجد ماہ رمضان میں آکر تراویح بن جاتے ہیں تو بصورت احدیٰ عشر سے زیادہ پر ہم مقلدین کی بیس رکعت تراویح حسب منشاء ... رخصت نہ ...

صحیح ٹھہریں غیر صحیح تو پھر اپنے گھر سنی مذہب میں شیخ محمد حنیف صاحب کو
تفرقہ ڈالنے سے کیا سود +

حدیث کے لفظ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ
علی احدی عشرہ رکعتہ سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ نماز گیارہ
رکعت آپ کی طرف سے ماہ رمضان و غیر ماہ رمضان کے تمام راتوں
میں ہوا کرتی تھی۔ نہ کسی مہینے کی ایک دو رات میں فقط یا رمضان سے خاص
اور صحیح مسلم کی حدیث متعلقہ تراویح سے آپکا ماہ رمضان کے اندر کل تین
رات میں تراویح کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے نہ چوتھی رات کا تو حدیث احدی عشر
رکعتہ کو تراویح سے اصلاً تعلق نہیں۔ بلکہ وُہ وہی تہجد ہیں جن کا ثبوت
اوپر گذر چکا +

ہاں ہاں دوسری تیسری شب کی تراویح میں تہجد کی روایت آپ سے نہیں یہ
کہ اخیری وقت تک جواز تراویح کے جتلانے کے غرض پر تراویح کو اس وقت
تک طول دینا پڑا کہ آخر وقت تہجد کا نہ رہا۔ تو اس ایک رات میں ترک
تہجد پر جس کا آپ کو اختیار تھا تہجد کی ہمیشگی رمضان غیر رمضان سے تخلف
لازم نہیں آتا کیونکہ یہ تسلسل ضرورت کے لئے کالمعدوم ہے اور اخیر
بحث کا یہی نتیجہ ہے کہ تہجد آپ کے ہمیشہ تھے کیا ماہ رمضان اور کیا غیر
ماہ رمضان اور نماز تراویح فقط ماہ رمضان کی تین رات میں۔ نہ کل ماہ رمضان
میں اس لئے یہ حدیث گیارہ رکعت کی جس کو رمضان غیر رمضان دونوں سے
ہمیشگی کا تعلق ہے تین رات کی تراویح سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی +

جب تراویح تین رات میں ہو چکی اور چوتھی رات میں نہ پڑھی گئی تو اب
حضرت جابر کی روایت (صـ رسالہ تراویح آٹھ رکعت مطبوعہ محمدی واقع لاہور)
انہ صلے بہم ثمان رکعات ثم اوتر۔ یعنے نماز پڑھائی ہم کو رسول اللہ

صلعم نے رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر - جو اپنی طرز عبارت سے بلا حصر
تمام رمضان ثابت ہوتی ہے - خود بخود تہجد ٹھہری نہ تراویح - پھر اس کی
نقل سے جناب شیخ محمد حنیف کو ثبوت آٹھ رکعت تراویح کے لئے کیا سود +

حدیث نمبر ۲ مندرجہ رسالہ آٹھ رکعت شیخ محمد حنیف صاحب جس میں
آپ بحوالہ موطا امام مالک صاحب رضی اللہ تعالے عنہ تعداد رکعت گیارہ بتلاتے
ہیں بروایت اصحاب سنن حضرت عبدالرحمن بلبنیدہ کل احوال بچشم خود
یوں مذکور ہے کہ لوگ متفرق متفرق پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر نے
اُن کو ایک قاری ابی بن کعب پر جمع کیا - پھر میں دوسری رات آئے تو لوگ
جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے (خلاصتاً) اس میں مطلق تعداد رکعت
کا ذکر نہیں تو بہر حال ان میں وہی تعداد حنفی تقلید کے اندر ٹھہر گئی جب یہ
خلفاء راشدین میں سے کسی نے خود عمل کیا یا لوگوں نے ان کے سامنے عمل کیا
اور ان کرام نے لوگوں کو برضاء خود ترغیب دی +

ہم حنفی مقلد ہوں یا غیر مقلد - کوئی ایسی سند پیش نہیں کر سکتا جس
جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نماز تراویح کی رکعت کی
طور تعداد بیان ہو - اور جو کچھ ہیں تو ان پر مقلدین کی طرف سے عدم تعلق
بہ تراویح کا عذر درپیش ہے اور غیر مقلدین کی طرف سے عدم صحت روایت
حملہ ہے جس میں کوئی کسی کی بات کو ٹکنے نہیں دیتا اور ایک کمر سنی ہو کر خواہ
مخالف شیعہ کو اپنے پر ہنساتا ہے . . . .

اس کشمکش کے دوران میں لازم ہے کہ جناب خلفاء راشدین کی طرف
منہ کریں کہ اول تو ان کا قول اور فعل حسب الارشاد جناب [illegible]
خدا سنت کا منصب رکھتا ہے دوم انہوں نے اس معاملہ میں فیصلہ [illegible]
تعداد کی تقلید کی ہے جو انہوں نے اپنے رہبر کو اس معاملہ میں کرتے دیکھا

پس اس تعداد کے تشخیص ہو جانے پر ہمیں ضرور مان لینا پڑیگا کہ آپ کی
تراویح کی تعداد ہی تھی جس تعداد پر خلفاء راشدین نے تراویح کو ادا کیا
کیونکہ ان کو متابعت تام اور محبت آپ سے تھی۔ اور ان کی معمول بہا تعداد
صحیح ہوگی کیونکہ ان کا زمانہ خیر القرون۔ کذب وضع کے تمام عیوب سے مبرا اور پاک تھا

...... و البیہقی بسند صحیح انھم کانوا یقومون علی
علی عہد عمر عشرین رکعۃ و علی عہد عثمان و علی مثلہ +

در کتاب معرفت عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان
بعشرین رکعۃ والوتر +

در موطا مالک عن یزید ابن رومان قال کان الناس یقومون
فی رمضان فی زمان عمر بثلث وعشرین رکعۃ +

عینی شرح ہدایہ میں ہے فی المغنی عن علی انہ امر رجلا ان یصلی
بھم بعشرین رکعۃ والوتر +

ان احادیث سے لوگوں کا خلافت راشدہ کے عہد ہدایت مہد میں
خلفاء راشدین کی طرف سے تراویح کی بیس رکعت پر کھڑا کیا جانا اور امر
کیا جانا اور صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا صحیح روایات سے ثابت ہے
جو اندازہ قربت زمانہ و چشم دید عملیات رسول یگانہ کے باوجود ان کا عمل
بیس رکعت تراویح پر پایا گیا ہم سے اقرار کراتا ہے کہ بے شک فعل رسول تعداد
تراویح میں بیس رکعت کا تھا۔ جیسا کہ ہم حنفی مقلدوں کا معمول ہے +

حدیث اول صحیح ہے دوسری کا راوی بھی سائب بن یزید ہے
جس کی روایت سے شیخ محمد حنیف صاحب اپنے رسالے کے ص ۳ پر حدیث
لائے ہیں اور چوتھی تو جناب مولائے علی علیہ السلام کا امر ہے۔ کوئی خارجی ہو
تو انکار کرے ورنہ کسی کی مجال نہیں اور تیسری کا راوی یزید بن رومان ہے

جس پر شیخ صاحب اپنے رسالہ تراویح ۸ رکعت کے صفحہ ۵ میں جرح کرتے ہیں سو یہ اثر منقطع ہے یزید بن رومان نے زمانہ حضرت عمر کا نہیں پایا +

جواب یزید بن رومان نے حضرت عمر کے ہم عہد ہونے کا دعوے تو نہیں کیا تا کہ وہ اس جرح کا مصداق ٹھہرے یہ تو اس عہد کی حالت کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اب کوئی صحیح مسلم کو دیکھ کر کہئے کہ حضرت علیہ السلام تراویح پڑھا کرتے تھے تو اب اس معاملہ میں اسکا یہ کہنا باعث نہ پانے آپ کے زمانہ کے تمہاری جرح کا مجروح نہ ٹھہریگا۔ علے ہذا یزید بن رومان کا یہ کہنا مجروح علیہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ عہد نبوی و خلفا سے لیکر طبقہ خامہ تک ثبوت ملتا ہے کہ تراویح کی رکعت بیس تھی شکم سا اور اگر ضعیف بھی ہو تو یہ ضعف اس اثر کے لئے حنفی مذہب کے امام صاحب کے اخذ سے بعد کا ہے جو حنفی مذہب کی قوت کے لئے کسی صورت کا برا اثر نہیں کر سکتا کہ یہ روایت بحکم آثار اور عمل صحابہ کے قوی کی حیثیت رکھتی ہے...

گیارہ و تیرہ رکعت کی احادیث اگرچہ تراویح کے لئے نہیں کہ محدثین رحمہم اللہ تعالے بھی ان احادیث کو قیام اللیل میں لاتے ہیں لیکن تراویح کے لئے فرضاً مان لینے پر آخر یہی کہنا پڑیگا کہ اول رات تراویح کی تعداد رکعت پھر تیرہ سے گیارہ ہوئیں علے ہذا دوسری رات میں تیرہ ہوئیں اور تیسری رات میں بیس رکعت تراویح تین رکعت وتر سے تیئیس ہوئیں جس پر صحابہ کرام نے جن کو خدا کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرتا اجماع کیا۔ لکن اجمع الصحابہ علے ان التراویح عشرون رکعت صحیح ابن خزیمہ و ابن حبان +

اس صورت میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالے عنہ کا بھی عمل گیارہ رکعت صحیح رہا اور ہمارے حنفیوں کا عمل بیس رکعت کا بھی صحیح ہے لیکن غیر کر نے تقلیدی کی صورت میں یہ آٹھ رکعت قطعاً تراویح کے لئے نہیں ہوسکتیں

جب اپنے ثبوت کا یہ حال ہے تو کس فخر پر جناب شیخ محمد حنیف صاحب نے بیس رکعت تراویح کے لئے فی حدیث دس روپیہ کا انعام رسالہ تراویح ۸ رکعت کے حصے کے حاشیہ پر مشتہر کرایا کہ قبل ازیں اپنا ثبوت پختہ کرنا چاہیے مقلدین کے لئے تو عمل خلفاء کرام کا حضرت علیہ السلام کے بیس رکعت تراویح کے لئے کافی ثبوت ہے +

صفحہ ۶ رسالہ ۸ رکعت تراویح۔ صاحب مجمع البحار تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ جو روایت کیا جائے صحابی سے قول ہو یا فعل متصل ہو یا منقطع وہ حجت نہیں +

جواب۔ جب صحابی کا قول فعل حجت نہیں تو اس عدم حجت کے ثبوت کے لئے صاحب مجمع البحار کا قول (بشرطیکہ انہوں نے اسی مطلب کے لئے کہا ہو) کب حجت ہو سکتا ہے +

صاحب مجمع البحار کے لئے اگر ان کا یہی مطلب ہے جو آپ نے نکالا ہے تو مغفرت چاہتے ہیں ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اور آپ شیخ صاحب غیر مقلد کے لئے نصیحت کرتے ہیں کہ اس ناجائز تقلید پر آپ نہ اڑے رہیں ورنہ اس کی شامت سے آپ کو ایک دن احادیث سے منہ موڑنا پڑیگا کیونکہ احادیث کی حجت کے لئے انہیں صحابیوں کا قول فعل حجت ہے جس کو آپ فرماتے ہیں کہ حجت نہیں +

الغرض ہم سبھی تقلید کے پیروں کے لئے اصحاب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وآلہ کا قول فعل جنکے ذریعہ ہم قرآن احادیث کی صحبت پا سکتے ہیں حجت قوی ہے کہ انہوں نے جو کچھ آپ کو کرتے یا کہتے دیکھا اور سنا آگے انہوں نے اسی کو جاری کیا اور کہا۔ اور حضرت رسول خدا بھی انکے سالہا حجت دلیل سند پکڑنے کو فرمایا کہ علیکم بسنتی وسنتہ خلفاء الراشدین کیونکہ حضرت رسول خدا کی صحبت بابرکت نے انکو

اس قابل بنا دیا تھا کہ وے عالم میں سند لئے جانے اور حجت شرعی پکڑے جانے کی جگہ اور دلیل ہدا ہوں +

تو اب ہم کیونکر رسول خدا کے مقابلہ پر صاحب مجمع البحار کے قول کو معتبر سمجھیں اور اہل بیت کرام جنکے شان میں ہے مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا غرق و اصحاب عظام جنکے حق میں ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہدیتم کے اقوال و افعال کو حجت نہ سمجھیں۔ حالانکہ آپ کے ان فرمودوں کا یہی مطلب ہے کہ آنے والے لوگ ان سے حجت شرعی پکڑیں جیسا کہ ہم ان کے قول فعل سے لیقین بست رکعت تراویح کی سند پکڑتے ہیں اگر صاحب بحار کا کچھ اور مطلب ہے اور شیخ محمد حنیف صاحب نے کچھ اور نکالا ہے تو یہ شیخ صاحب کی سمجھ کے ذمہ رہا۔ ہم بری +

ص۶۔ ایضاً۔ باقی ضعیف روایت بمقابلہ روایات صحاح قابل احتجاج نہیں ہیں ...... +

جواب۔ ٹھیک لیکن جب کسی امر کے لئے صحاح ہی ہوں اور مقابلہ پر فریق ثانی کے پاس صحاح ہوں تو پھر یہ نامعقول عذر کیوں۔ جیسا کہ ۸ رکعت تراویح کے لئے آپکے پاس کوئی ثبوت نہیں اور ہم معتقدین کے پاس بست رکعت کا عمدہ ثبوت ہے +

ص۷۔ رسالہ تراویح ۸ رکعت۔ گیارہ پڑھنے والوں کو طعن تشنیع سے پیش آتے ہیں جیسا کہ آجکل حنفیوں نے وتیرہ اختیار کر رکھا ہے +

جواب۔ وے لوگ حنفی ہی نہیں جو اس معاملہ میں یا آمین بالجہر و رفع یدین و قرأت فاتحہ خلف امام وغیرہ معاملوں میں جن کا تذکرہ احادیث میں آچکا ہے اور ائمہ حق نے ان پر مذہب تسلیم کر لیا ہے طعن تشنیع کرتے ہوں کہ اس صورت میں انہوں نے خود جناب رسول خدا و ائمہ ہدیٰ پر طعن کیا ہے

نعوذ باللہ منہا ۔

گو ہم اُن کے مقابلہ پر سنت کثیرہ اور جو آمین بالاخفاء و عدم رفع یدین و عدم قرأت فاتحہ خلف الامام کے سندیں رکھتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقابلہ کے دوسرے کام ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سنن ہی نہیں سنن ہیں اور فرق یہ ہے کہ مقابلہ کے ہمارے کام ہمارے امام کے نزدیک اعلیٰ سنن ہیں جن پر ہم بہ تقلید اپنے امام کے عمل کرتے ہیں اور دوسرے کاموں پر جو بہ نسبت خفی سنن کے دوسرے درجہ کے سنن ہیں دیگر ائمہ مقلدین یا غیر مقلدین کلہم فرقہ اہل سنت جماعت عمل کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں طاعن نے سنن رسول خدا پر مذہب ائمہ مہدیین تشنیع کیا۔ جو کسی وجہ سے اسلام کا کام نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ ہمارے رسول علیہ السلام کے جملہ سنن عالم میں جاری ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تعین مذاہب خدا کی رحمت ہے۔ خدا کو منظور تھا کہ آپ کے جملہ سنن عبادات معاملات کے متعلق جو آپ نے انسان کی بہبودی کے لئے عمدہ سے عمدہ اور احسن سے احسن صورت میں ادا کر وقتاً فوقتاً بعد وقت جاری کئے تھے اور لوگوں کو ان پر چلایا تھا۔ ہمیشہ کے لئے جاری ہیں اور میرے پیارے رسول علیہ السلام کا کوئی کام ذرہ تک کبھی مفقود ہونا نہ پاوے لیکن انسان کے لئے مشکل تھا کہ وہ ایک عمل میں اس کی جملہ صورتوں کو جمعاً نبھاوے اسلئے تعین مذہب کی صورت نکل آئی کہ ہر ایک سنت فرداً فرداً لیئے ایک عمل مثلاً نماز میں بہ تقلید قید مذہب بلا کسی دُرشتی کے جاری ہے کہ کہیں آرام سے دست بستہ ہے کہیں رفع یدین ہے اور بندش کہیں سینہ پہ ہے کہ تخیلات بد سے دل محفوظ ہے کہیں پیٹ پہ ہے کہ لقمہ حرام سے بچوں۔ کہیں زیر ناف ہے کہ زنا سے امن ہو۔ کہیں پیر کھلے پاؤں میں کہ عذاب قبر سے بدن کو نجات ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آپ کا منصب کامل فرد ہونا تقاضا رکھتا تھا کہ آپ اپنی امت کے لئے اُن جملہ وسائل متعلقہ ہائے عبادات و معاملات کو اکٹھا کریں جو عقل سلیم کے موافق ہوں اور کامل ہوں تاکہ امت کسی عمدگی اور خوبی سے محروم نہ رہے کہ تکمیل دین جس کو آپ سے خصوصیت تھی اسی کا نام ہے +

تو اس صورت میں طعن تشنیع کسی شخص کے کام پر نہ ہوتی بلکہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وآلہ کی مقدس سنت پر ہوئی پھر سنت پر طعن تشنیع کرنیوالا کیونکر حنفی رہ سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک ایسا مردود ڈبل بدعتی ہے ......

ہم حنفی ہرگز ہرگز کسی سنت کے عمل پر طعن تشنیع نہیں کرتے یہ آپ کا وہم ہے البتہ غیر مقلدین کی ترک تقلید پر اعتراض ضرور ہے کہ اس صورت میں غیر مقلدوں نے اُس مقدس شخص کا مقابلہ کیا ہے جس کو خدا نے مقلد بہ ہونے کا منصب عطا کیا ہے۔ بحالت اسکے کہ ان کو یہ استحقاق نہیں لہٰذا بے تقلدی پر طعن کریں تو بجا ہے +

خیر یہ تو سنیوں میں آپس کے جھگڑے ہوئے۔ مخالفان مذہب کے بحث میں چھیڑنے مناسب نہیں غرض ثبوت تراویح سے ہے کہ کیا ہم مقلد اور کیا دیگر غیر مقلد دونوں شاخوں کی طرف سے سنی مذہب سنت تراویح کا کامل ثبوت رکھتا ہے اور اس مذہب کی دونوں شاخیں اس معاملہ میں باجتہاد شیعہ مذہب کے جناب سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے متابعت رکھتے ہیں۔ مقلد بہیت مجموعی کہ آپ نے جملہ تراویح بیس رکعت پڑھیں اور معرکہ غیر مقلد بہیت داخل ہونے آٹھ رکعت کے بیس میں بیس پڑھنے سے آٹھ ادا ہو گئیں +

اس مسئلہ یعنے بیس رکعت تراویح کے ثبوت کے لئے نہ فقط ایک ہی مذکورۃ الصدر حدیث ہے بل دوسری حدیث اس سے بھی زیادہ واضح طور پر

ثابت کرتی ہے کہ یہ بیس رکعت آپ خاص ماہ رمضان میں اول رات سے لیکر بیس
رات تک پڑھا کرتے تھے جو خصوصیت ماہ رمضان کی ثابت کرتی ہے
کہ یہ تراویح تھیں الحسین ابن سعید قال سالتہ عن رمضان کم یصلی فیہ
فقال کما یصلی فی غیرہ۔ الا ان برمضان علی سایر الشھور من الفضل
ما ینبغی للعبد ان یزید فی تطوعہ۔ فان احب و قوی علی ذلک ان
یزید فی اول لیلۃ من الشھر الی عشرین لیلۃ کل لیلۃ عشرین
رکعۃ ص ۲۳۲ استبصار +

بلکہ اس حدیث سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ فضیلت ماہ رمضان کو تراویح سے ہے
اور انسان مومن تراویح کے لئے بروئے مذہب شیعہ کے مجبور ہے۔ یعنے
جس نے بیست رکعت تراویح نہ پڑھی تو اس نے ماہ رمضان کو فضیلت وہی
علاوہ بریں نئے تعداد رکعت کے جن کی تفصیل ثمانی رکعات بعد المغرب
واثنی عشر بعد العشاء وایضاً بعد عشاء الآخرہ وغیرہ وغیرہ ہے اور اسکی
جمع کو بست رکعت کی جمع سے مطابقت نہیں و نفل تراویح بست رکعت میں
نہیں۔ بلکہ یہ اور نوافل مزید بران ہیں جیسا کہ احدی عشرین رات میں
مایۃ رکعت نوافل مذکور ہیں۔ یعنے علاوہ تراویح کے امام صاحب اور نوافل
بھی پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ سنی لوگ مثل تہجد وغیرہ کے پڑھتے ہیں ...

چہارم سنی مذہب کسی مقدس شخص کی سب نہیں کرتا کہ جناب مولائے امیر
علیہ السلام نے بروں کی سب تک منع فرمایا ہے پھر کیونکر ہو کہ بحالت اتباع
جناب امیر کے اُن کے برخلاف نیکوں کی سب کرے +

وقد سمع قوماً یسبون اھل الشام ایام حربھم بصفین انی اکرہ
لکم ان تکونوا سبابین۔ ولیکنکم لو وصفتم اعمالھم وذکرتم
حالھم کان اصوب لکم با القول وابلغ فی العذر ص ۱۹۰

کلام نمبر ۱۸ نہج البلاغۃ ۔

جناب امیر نے شیعوں کو صفین کی لڑائی میں شامیوں (خارجیوں) کی سب کرتے ہوئے سنا تو فرمایا میں تمہارا سب کرنا بہت برا جانتا ہوں اگر اُن کے اعمال اور احوال کی نیکی بیان کرو تو تمہارے لئے بہت بڑا صواب ہے کلام میں اور عمدہ عذر ہے ۔۔۔۔

شامی باعتقاد شیعہ خوارج ہیں سو جب بقول جناب امیر کے اُنکی سب ممنوع ہے تو تعجب ہے کہ شیعہ اُن شخصوں کی سب کیوں ثواب جانتے ہیں جن کی تعریف خدا رسولؐ اہل بیت کرام و آئمہ عظام نے بڑے اہتمام سے کر دی ہے اور جتلا دیا ہے کہ وے مقدس اشخاص ہیں ہمارے الحمد للہ کہ سنی مذہب بہ تقلید جناب امیر کے اس شیعہ کے سب سے محفوظ ثابت ہوا بر خلاف اسکے شیعہ مذہب کے موذیاں سلف ہمیشہ خلفا جناب آئمہ اطہار علیہم السلام کو ایذا پہنچاتے رہے کما مر شیوتہ ۔ اور ما نا انصاف نہ سچے دل سے جناب اہل بیت کرام علیہم السلام کے پیرو تھے بلکہ عناد کے رو سے ان کو تقیہ باز ٹھہرا کر انکے ہر ایک قسم کے اقتدے کے مخالف ہیں ۔ کہ طہارت کے تارک ۔ عبادت کے منکر ۔ تہذیب اخلاق سے عاری ۔ پھر نہ معلوم کس منہ سے دعوے ہے کہ سنی اہلبیت کے پیرو نہیں چہ خوش الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ۔۔۔۔ اور ہم شیعہ اہل بیت کرام کے پیرو ہیں ۔۔۔۔ اس موقع پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سنی مذہب میں صحابہ کرام کی [illegible] تمسک اہل بیت کرام کس حد تک تسلیم اور اقتدا سے ہے اور شیعہ مذہب کے رو سے اہلبیت کو فیما بین تمسک اور اقتدا کے کس قدر تفرقہ ہے تاکہ دونوں مذاہب کی موافقت بہ اہل بیت کرام کا صاف صاف نتیجہ نکل آئے ۔

سنیوں کی صحاح میں اور شیعوں کی نہج البلاغتہ میں اگرچہ صحابہ کے تمسک بہ اہل بیت کرام کا خاصہ ثبوت ہے۔ لیکن اس وقت ایک تمسک کو غیر قوم کے مورخین کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں تاکہ کسی بھلے مانس کو کچھ تو شرم آئے کہ ایسے ظاہر تمسک کے ثبوت پر بھی سنیوں کو بے تمسکی کا الزام لگانا سراسر بے حیائی نہیں تو کیا ہے۔ بیت المقدس کے سفر میں جناب مولائے حیدر سے تمسک جناب امیر عمر کا بہ تشریح ذیل یوں ثابت ہے کہ حضرت عثمان اس بات سے کہ وہ دشمن (یا دری سوفرو نیس بیش نماز و سردار یروسلم) جو مغلوب ہو گیا تھا شرطیں کرتا ہے بہت خفا ہوئے اور انکے (شرائط صلح کے) قبول نہ کرنے پر بہت سا کچھ کہا۔ لیکن کہنے سے حضرت علی کے کہ مسلمانوں نے جو تکلیفیں کہ جاڑے کے سبب سے لڑائی میں اٹھائیں اور تھکے ہوئے ہیں دیکھنے سے خلیفہ کے بھول جاوینگے اور انہیں پھر قوت حاصل ہو گی حضرت عمر نے سوفرو نیس اور ابو عبیدہ کی مرضی کے موافق (امیر خود تشریف آور یہود ہیں) کیا +

حضرت علی کو اپنی جا پر قایم کیا اور تھوڑے سے رفیقوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ان میں سے بہت سے لوگ تھوڑی دیر تک اُنکے ساتھ گئے۔ اور مدینہ کو الٹے پھرے۔ وہ ایک اونٹ سرخ پر سوار ہوئے الخ خلیفہ نے اس سامان اور تیاری کے ساتھ کوچ کیا ص۲۷ باب از کتاب میرالاسلام مصنفہ۔ ترجمہ منشی نور محمد صاحب +

ابو عبیدہ نے یہاں سے خلیفہ سے استمزاج کیا کہ حکم ہو تو یروسلم کا محاصرہ کیا جائے یہ خط اس وقت پہنچا جبکہ حضرت علی بھی حضرت عمر کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اونہوں نے بھی یہ صلاح دی کہ اس شہر کا محاصرہ ضرور جائے کیونکہ ہمارے پیغمبر صلعم کی تمنا تھی تا باب ۱۲ کتاب واشنگٹن

ارونگ مطبوعہ لندن ۱۸۶۶ء +

حضرت عمر نے حضرت علی کی صلاح کو پسند کیا اور ابو عبیدہ کو حکم بھیجا کہ یہودیہ میں فوج سے جاکر یروسلم کا محاصرہ کرو۔ ایضاً +

ان تحریروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ باوجود بہت کچھ کہنے جناب امیر عثمان کے امیر عمر نے مولائے مرتضٰے کے منشاء اور صلاح کا تمسک کیا اور باقتدائے انکے فرمانے کے یروسلم کے محاصرہ کا فرمان بنام امیر الافواج حضرت ابو عبیدہ روانہ فرمایا اور بوقت آمد التجاء برائے صلح اہل یروسلم آپ کے ہی ارشاد کا تمسک کرکے اس طرف کا سفر تن تنہا اُس بہادر جوان نے اختیار فرمایا +

تاکہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو کئے سو برس سے پہلے خدا نے امیر عمر خلیفہ رسول کے شان میں فرما رکھی تھی۔ ملاکی ۳ باب ۱-۲- ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو۔ وہ اپنی ہیکل کو آویگا دیکھو وہ یقیناً آویگا رب الافواج فرماتا ہے پر اسکے آنے کے دن کون ٹھہر سکیگا اور جب وہ نمود ہو گا کون ہے جو کھڑا رہیگا کیونکہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند ہے +

عہد یعنے جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و آلہ جن کی مدد خدا نے جناب موسیٰ علےٰ نبینا و علیہ السلام سے عہد کیا تھا دیکھو استثنا ۱۸ باب ۵ الغایہ ۱۸ ورس +

رسول جناب امیر عمر ہیں کہ آپ کی ذات رسالت کی حیثیت رکھتی تھی بشرطیکہ جناب رسول خدا علیہ السلام پر رسالت کا خاتمہ نہ ہوتا بعد میں امیر عمر رسول خدا ہو کر آتے لو کان بعدی نبی لکان عمر لیکن خاتمہ نبوت بجناب رسول خدا علیہ السلام کے باعث آپ یعنے امیر عمر جناب رسول خدا کے رسول کہلائے +

عہد کا اصول یعنے امیر عمر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول
جس سے تم خوش ہو کر سوفرونیس امیر بیت المقدس نے جب صلح کو منظور
کیا تو اس شرط پر کہ خلیفہ اسلام یعنے امیر عمر خود تشریف لاویں ورنہ کسی کے
ہاتھ بیت المقدس کو سپرد نہ کرونگا۔ جس میں اس کی حضرت امیر عمر کی آمد پر طبعی
فرحت کا ثبوت ہے کہ وہ آپ کے آنے پر خوش تھا اور ہوا +

وہ اپنی ہیکل کو آویگا یعنے بیت المقدس کی ہیکل (مسجد) امیر عمر کی ہیکل
(مسجد) کہلاویگی چنانچہ (ان دنوں اسی جگہ پر مسلمانوں کی ایک مسجد الصخرہ جو
عمر کی کہلاتی ہے بنی ہے۔ دیکھو تفسیر اسکاٹ رومن کالم نمبر ۲ صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ
الہ آباد سنہ ۱۸۶۶ء وہ یقیناً آویگا۔ باوجودیکہ حضرت امیر عثمان نے بہت
کچھ روکا مگر جناب جند اصادق البیان کی پیشین گوئی کے موافق حضرت
مولائے مرتضےٰ کے رائے پر حضرت امیر عمر بیت المقدس میں ضرور تشریف
لائے +

جب وہ موجود ہوگا کون ہے جو کھڑا رہیگا یعنے اس کی ہیبت وجلال کے سامنے
کوئی شخص مقابلے پر جنگ کے لئے کھڑا نہ رہ سکیگا۔ بل بے اختیار اسکے سامنے
مخالفوں کے ہتیار کھل جائینگے +

چنانچہ اس وقت ایسا ہوا کہ آپ کے جلال کو دیکھتے ہی سوفرونیس
وغیرہ اہل یروشلم نے قلعہ کی چابیاں جو چھ ماہ کی لڑائی سے نہ کھل سکتی تھیں
بے اختیار ہو کر خود بخود کھولدیں۔ ہتہیار اور چابیاں آپ کے سامنے جیسا کہ
عاجز دلوں کی طرح بڑے ادب سے کانپتے کانپتے رکھدیئے +

کیونکہ خلیفہ اسلام حضرت [illegible] کی آنکھ [illegible] ہے۔ کہ جیسے یہ لوگ سخت چیز دیکھ
وغیرہ تو بیکار ہیں ہے ایسا ہی امیر عمر کی صولت۔ دبدبہ۔ تلوار سمیت تمام
بڑے بڑے سخت دلیر طبع بہادروں کے قوی زائل ہو گئے کہ خود سوفرونیس

نے کہا اس جگہ اپنی مسجد بناؤ یعنے جہاں پہلے حضرت سلیمان کی مسجد تھی +
پھر دھوبی کے صابون کی مانند ہے کہ بیت المقدس کو کفر شرک تثلیث اور صلیب پرستی کی میل کچیل سے صاف پاک کیا۔ چنانچہ اس دن سے لیکر آج دن تک توحید کی پاکیزگی سے مزین ہے اور رہیگی۔ انشاء اللہ تعالے +

اے توحید کے رکن اعلے اور نبوت کے سچے خادم یا امیر عمر خلیفہ برحق رسول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ۔ خدا تجھ کو تیری کرامت کا یہ نشان تاقیامت مبارک رکھے کہ یروسلم کی دیواریں تیری احسان کا کلمہ پڑھتی ہیں اور دیکھنے والے کو یاد دلاتی ہیں کہ میرا اجڑے گھر کو حضرت امیر عمر نے آباد کیا اور میرے قلعے کی بلند چوٹی پر توحید اور رسالت کا سچا جھنڈا گاڑا اور میرے بیت کو شرک و انکار کی میل سے صاف کیا اور تیری ہی ہیبت سے میرے محکم دروازے جن تک پہنچنے کی کوئی بہادر جرات تک نہ کر سکا تھا خود بخود کھلگئے اور دیواریں لرزہ کھا کر گریں پھر تو تو اے اسلام کا رب الافواج اسلامی تمغہ پہنے ہوئے مجھ میں چاند کی طرح نمودار ہوا۔ اور اُس شان شوکت سے داخل ہوا کہ مقابلے کے لئے کوئی شخص تیرے سامنے کھڑا نہ ہوسکا۔ بلکہ مجھ کے سردار ایسے رعب میں پھنسے کہ جب تو نے نماز کا ارادہ کیا تو سوفرونیس گڑگڑا کر ملتمس ہوا کہ حضرت اعلے اس جگہ پر نماز پڑھیں۔ جہاں حضرت سلیمان ودیگر انبیاء کرام کے سوائے آج دن تک ہم میں سے کسی اور شخص نے قدم دھرنے کی جرات نہیں کی اور نہیں دھر سکا +

اے آقا اسی مصلے پر نماز پڑھئے کہ یہ مصلے مقدسوں کے لئے مخصوص ہے اور مدت سے آپ کی انتظار کر رہا ہے چنانچہ حضرت امیر عمر نے اسی جگہ پر نماز پڑھی جگہ کو وہاں کے مجاور صبح شام ادب سے چوما کرتے تھے۔ کیونکہ آپ مقدس تھے اور حق تھا کہ آپ مقدسوں کے مصلے پر نماز پڑھیں +

حضرت امیر عثمان نے اہل یزد وسلم کو ذلیل وخوار سمجھ کر بفتح ملوار یزد وسلم کے لینے کی رائے دی جس میں خلیفہ اسلام کے وہاں جانے کی چنداں ضرورت نہ تھی اور پیشین گوئی کا پورا ہونا آپ کے خود جانے پر منحصر تھا اس لئے آپ بہ تمسک واقتدائے رائے حضرت مولائے علی مسافر یزد وسلم ہوئے +

اب مقابلہ کے لئے تمسکات شیعہ کا احوال سنئے۔ جناب مولائے علی امیر معاویہ سے عندالشیعہ ہمیشہ جنگ کرتے رہے جیسے کہ کتاب نہج البلاغتہ کے مطالعہ سے ثبوت ملتا ہے۔ اور شیعہ لوگ اسی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو نہایت ہی برا مانتے ہیں۔ لیکن جناب امام حسن علیہ السلام نے اس شخص کے ساتھ جس کے ساتھ باپ کی ہمیشہ لڑائی رہی برخلاف اپنے والد ماجد کے صلح کی نہ فقط صلح کی بلکہ بیعت کی جیسا کہ صـ۱۴-۱۵ حبیب السیر جلد دوم مصنفہ غیاث الدین شیرازی اور کشف الغمہ و جلاء العیون جلد اول صـ۲۶۹ میں مسطور ہے +

انصاف کیجئے شیعہ مذہب کا تمسک واقتدائے بجناب مولائے علی علیہ السلام کہاں رہا۔ اور نہیں تمسک کے لئے ایک جنگ تو ضرور ہی ہو جاتا۔ امیر عثمان علیہ السلام پر منہ چڑھا اعتراض ہے کہ مروان علیہ ما یستحقہ کو برخلاف جناب رسول خدا و شیخین علیہم السلام کے مدینہ طیبہ میں کیوں واپس بلایا۔ اور یہاں گھر میں سانس تک نہیں نکلتے کہ برخلاف جناب امیر علیہ السلام کے کیوں صلح اور بیعت کی۔ وہاں تو ایک عذر معقول تھا کہ مروان جناب امیر عثمان علیہ السلام کا نہایت قریبہ رشتہ دار تھا اور مسلمان تھا اگر آپ نے اس کی تقصیر معاف کی جس کا اختیار رکھتے تھے اور بلا لیا تو کون سا غضب ہوا۔ اور یہاں کونسا عذر چل سکتا ہے کہ طرفین کی فوجیں میدان میں لڑنے بھڑنے کو صف باندھی کھڑے ہیں اور پاس فوج بھی

کثیر رجستہ ہے کوئی موقع تقیہ کا بھی نہیں۔ باوجود ایں باپ کے دشمن سے صلح اور بیعت کرلی اور سنت جناب امیر کی اقتدے کا کچھ خیال نہ فرمایا +

شیعہ مذہب میں جناب امیر پر تقیہ بازی کا بھی اتہام ہے لیکن جناب امام حسین علیہ السلام نے عین اس وقت جبکہ مخالف کثیر تھے پچیس ہزار کی فوج اور جناب بہتر کی تعداد سے زیادہ نہ تھے بحالت فرضیت تقیہ کے جناب نے تقیہ کا اقتدے نہ فرمایا جیسا کہ ترک تقیہ کا شیعہ خود مرثیہ گایا کرتے ہیں کہ ایسی نازک وقت میں جناب امام صاحب نے والد ماجد کے تقیہ سے تمسک نہ کیا جبکہ سخت ضرورت تھی تاکہ باپ کی طرح مخالفین کے درمیان بچے رہتے +

لیکن یاد رہے کہ سب کچھ جناب ائمہ اطہار کی نسبت شیعہ مذہب کہتا ہے ورنہ ہم سنیوں کی طرف سے جناب ائمہ اطہار علیہم السلام پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا کہ جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح امیر معاویہ سے ہوئے تو اقتدے جناب امیر پر کہ آپ نے بھی امیر معاویہ سے صلح کرلی تھی اور تقیہ ہمارے مذہب میں ائمہ اطہار کے لئے حرام ہے فقط شیعوں کی تہمت ہے بلکہ اس موقع پر جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے عند السنی جنگ کرنا فرض تھا کہ یہ تا قیامت موجب حفظ شریعت ہوا +

اس لڑائی کی برکت سے آپ نے شریعت کو بدعت سے محفوظ رکھا جان گئی تو کیا ہوا مردان خدا خدا ہی کے کام آتے ہیں اور یہی معنے ہیں سنیوں کی حدیث سفینۃ النجات کے کہ آپ نے شریعت کی بیڑی کو بدعت کے گھیر سے بچا کر بامن و امان پار اتارا +

یہ آپ کی لڑائی کی برکت ہے کہ آج دن تک سنی مذہب شریعت کی سنت پر

عمل کرتا آتا ہے ورنہ شیعوں سے لئے تو شریعت اور صاحبان شریعت کا کام تمام ہی کر رکھا اگر یقین نہ آئے تو کتاب جلاء العیون کا دوسرا جلد ملاحظہ فرمائی کہ قاتل امام کے یزیدی لوگ عموماً شیعہ تھے ✦

اب ان تمسکوں اور ان اقتدایوں کا آپس میں مقابلہ کیجئے اور انصاف سے داد دیجئے کہ آیا اہلبیت کرام کے پیرو و متمسک و اقتداء کرنے والے سنی اور انکا مذہب سنی ہے اور مخالف انکے بے فرمان شیعہ ہیں یا کیونکر ✦

ص۵ حدیث ثقلین کی صحت میں تو انکو کلام نہیں۔ تعمیل اُسکی سو ظاہر ہے کہ صحابہ نے اہل بیت سے تمسک نہیں کیا ✦

ج۔ حصر اہل بیت کرام کا فقط جناب مرتضےٰ و جناب فاطمۃ الزہرا علیہا علیہم السلام پر نہیں بلکہ ازواج مطہرات و جملہ بنات طیبات اور عم۔ عمزادگان و عمہ و عمہ زادگان و جملہ دیگر لواحقین بھی اہل بیت ہیں کہ ان جملہ سے سنی مذہب تمسک رکھتا ہے دیکھو ابن ماجہ میں ہے کہ جناب سیدۃ النساء حضرت عائشہ صدیقہ علیہا السلام نے مسئلہ مسح خفین کے سائل کو جناب امیر کیطرف بھیجا کہ وے مجھسے زیادہ جانتے ہیں ✦

علاوہ بریں ہر ایک کتاب اہل سنت میں دیکھینگے کہ صدہا روایات اہل بیت کرام سے مروی ہیں۔ اور ہر ایک صحابہ کرام کیا خلفاء راشدین و کیا دیگر مریدین اہل بیت کرام کی زیادہ حرمت اعانت وقعت عزت تعظیم بجا لاتے تھے۔ اور سب سے زیادہ عزیز جانتے تھے دیکھو صحیح بخاری صحیح مسلم۔ فصل الخطاب مدارج النبوت۔ ماثبت بہ السنت۔ دار قطنی۔ رجوم الشیاطین۔ مناقب السادات صواعق معرکہ کشف المحجوب وغیرہ ✦

جناب عایشہ صدیقہ کا لوگوں کو بہ تمسک جناب امیر کا حکم دینا تو ثابت

ہو گیا۔ اب شیعہ مذہب کا اصول سنئے جو جناب اہل بیت سے تمسک پکڑنے
اور ان کی اطاعت کرنے کو نہ فقط ناجائز رکھتا ہے بلکہ موجب عذاب
دوزخ بتلاتا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ۔ یا علی من
اطاع امراتہ اکبہ اللہ تعالیٰ علی وجہہ فی النار ص ۲۲۷ جلد رابع باب
وصایا از من لا یحضرہ الفقیہ ✦

شیعہ مذہب میں ہے کہ جناب رسول خدا علیہ السلام نے حضرت امیر کو وصیت
فرمائی کہ اے علی جس نے اطاعت کی اپنی بیوی کی تو خدا اُسے دوزخ میں
سینے کے بل گھسیٹ کر پھینکے گا ✦

وصیت تقاضا رکھتی ہے کہ وصی وصیت پر عمل کرے تو اس وصیت سے
یہ ثابت ہوا کہ حضرت علی جناب معصومہ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام
کی جو آپ کی بیوی ہیں کسی کام میں اطاعت نہ کریں ورنہ بصورت اطاعت
اس جناب پاک مادر ائمہ اطہار کی جناب مولائے علی علیہ السلام والد ائمہ
اطہار کے لئے شیعہ مذہب میں کیا ہے شیعوں کی حدیث کا عذاب
استغفر اللہ من ہذہ المفتریات ✦

اور یہ ظاہر بات ہے کہ بوقت وصیت تا حیات جناب رسول خدا
علیہ السلام حضرت علی کے لئے ایک ہی بیوی تھیں جناب معصومہ جن کی
اطاعت میں شیعہ عذاب چاہتے ہیں۔ نہ کوئی اور دوسری بیوی تو ہر حالت
میں یہ وصیت تنبیہ اطاعت امراتہ حضرت امیر کو جناب معصومہ سے ہی
کی گئی ہے شیعہ مذہب والو نہ کسی اور بیوی سے ✦

اب شیعوں کو انصاف کر کے شرمندہ ہونا چاہیئے کہ کس مذہب والوں
نے ثقلین والوں سے تمسک پکڑا سنیوں نے۔ اور کس مذہب والے ثقلین والوں
کے تمسک سے خارجی ہوئے اور ان کی اطاعت کو موجب عذاب ٹھہرایا

شیعوں نے۔ یا کسی اور نے .... +

ص ۵ ۔ اور قول حضرت عمر حسبنا کتاب اللہ بروایت بخاری دلالت عدم تعمیل ارشاد نبوی پر کرتا ہے +

ج ۔ کیا قرآن پر عمل تمہارے شیعہ کے نزدیک ارشاد نبوی سے باہر ہے اور اہل بیت کو قرآن کے ساتھ تم شیعہ نہیں مانتے۔ اس موقع پر نفرت قرآن سے تمہاری عجب ایمانداری ظاہر ہوئی +

اگر اس وجہ سے عدم تعمیل پر دلالت کرتا ہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ اہل بیت کا مذکور خیر ہے تو بہت موقعوں پر شیعہ مذہب میں خود جناب امیر نے کتاب اللہ کے ساتھ اھل بیت کا ذکر خیر نہیں فرمایا ہے۔ حالانکہ وہاں ذکر بھی تمسک کا فرمایا ہے جو عین موقعہ تھا ذکر اہل بیت کا واسطے بتلانے حق تمسک با اہل بیت کرام کے مثل قرآن مجید کے +

وتعلموا القرآن فانہ احسن الحدیث وتفقھوا فیہ فانہ ربیع القلوب واستشفوا بنورہ فانہ شفاء الصدور واحسنوا تلاوتہ فانہ انفع القصص ص ۲۳ خطبہ ۱۰۵ نہج البلاغتہ +

فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول فردوہ الی اللہ ان نحکم بکتابہ وردہ الی الرسول ان ناخذ بسنتہ ص ۸۳ کلام نمبر ۱۲۵ ایضاً +

وعلیکم بکتاب اللہ فانہ الحبل المتین والنور المبین والشفاء النافع والعصمۃ للمتمسک والنجاۃ للمتعلق ص ۱۰۲ کلام نمبر ۱۵۴ ایضاً

قرآن عمدہ ذکر ہے اسکے نور سے شفا پکڑو کہ یہ بہار (خوشی) میں لانے والا دل کا ہے جب تم جھگڑا کرو تو فیصلے کے لئے تمسک پکڑو بکتاب خدا

و سنت رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم اور اخذ یعنے تمسک کرنا تمہیں ساتھ کتاب اللہ کے ضروری ہے کہ یہ رسن ہے محکم اور نور ہے روشن اور دوا ہے عمدہ متمسک کے لئے نگہبان ہے اور پیرو کے لئے نجات ہے +

ان خطبوں اور کلاموں سے بے شک تلاش کرلیجئے۔ کہیں جناب امیر نے باوجود ذکر تمسک بہ قرآن مجید کے تمسک بہ اہلبیت کرام کا ذکر نہیں فرمایا۔ تو کیا ان احادیث شیعہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب امیر نے بروئے شیعہ مذہب ارشاد نبوی باہل بیت کرام علیہ السلام کے تمسک کی کی تعمیل نہیں کی +

اولیس تو امیر عمر علیہ السلام کے مجرد ذکر قرآن پر کیوں طعن جبکہ اُس موقعہ پر اہل بیت بھی موجود تھے جو تمسک بہ قرآن سے مامور ہیں۔ یا اے شیعو انکار کیجئے کہ اہل بیت مامور بہ تمسک قرآن نہیں ہیں۔ اور اگر اقرار ہے تو پھر ان کی موجودگی میں فقط قرآن کا ذکر کرنا جیسے تمسک سے انکار کیا اہلبیت و دیگر اشخاص ماہر ہیں۔ کیونکر جائے طعن ہے۔ حالانکہ جناب امیر کے فرمودوں کا موقع ضرورت رکھتا تھا کہ وہاں قرآن کے ساتھ اہل بیت سے تمسک کا ذکر ضرور جتلایا جاتا +

اے شیعوں کے پت شیخ احمد سنو تمہارے خیال بموجب اقوال جناب امیر مندرجہ نہج البلاغۃ آمر بہ تمسک بالقرآن وغیر ذاکر تمسک بہ اہلبیت کرام وسیلہ نجات دلالت بہ عدم تعمیل ارشاد نبوی بہ تمسک اہل بیت نبوی کرتے ہیں +

اور عندنا اقوال امیرین میں ترک اصلی واقعہ نہیں کیونکہ ہر دو شے واحد ہیں الا قرآن بزرگ تر ہے اور اہلبیت اُسکے اندر ہیں جیسا کہ جنت کے اندر اسکے النعمۃ سپر کہیں جنت کا مفرد ذکر ہے قرآن میں اور کہیں مع النعمۃ تو

اس مقصود ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا لے نے الخمسہ جنت کو چھوڑ دیا ہے بلکہ جنت کے ذکر مقصود میں بھی اسکے الخمسہ ساتھ مذکور ہیں +

ایسا ہی سمجھو کہ ان اقوال امیر میں قرآن کے ذکر سے ترک اہل بیت کی لازم نہیں آتی بلکہ وہ کرام بصورت اسکے جزو ہونے کے اسکے ساتھ مذکور ہیں کما هو اعتقاد اهل السنت والجماعت - مگر شیعوں کو جناب امیر کے ترک ذکر اہلبیت کا جواب دینا باقی ہے +

گو ہم نے شیعہ کے اعتقاد بموجب ثابت کر دیا ہے کہ صحابہ کرام نے اہل بیت سے تمسک بتعمیل حسب الارشاد نبوی پوری پوری کی لیکن اُن کو یاد رہے کہ اس حدیث ثقلین میں اہل بیت ازواج مطہرات ہیں جن کی خبرگیری کے لئے آپ نے فرمایا +

عام فطرت کا طریقہ ہے کہ انسان اپنی موت کے متیقن ہو جانے کے وقت اپنے لواحقین اور خادمین کو تنبیہ کر جاتا ہے کہ وے اسکے بعد میں اُس کی مستورات و خورد سال بچوں کی پرورش و دیگر ہر قسم کی خبرگیری کرتے رہیں سو اس حدیث میں اپنے صحابہ کرام کو جن میں جناب امیر بھی شامل ہیں عام وصیت کی کہ میرے بعد میری ازواج مطہرات کی خبرگیری کرنی کیونکہ وے مطہرات نہ تو ثانیاً کسی کے نکاح میں ہی آسکتی تھیں اور نہ کوئی اولاد تھی تاکہ وے انکے ذریعہ اوقات بسر کرتیں - پس ان کی خبرگیری کے لئے کل صحابہ خصوصاً خلفا مامور تھے جن میں جناب امیر بھی اس ارشاد کی تعمیل کے مامور ہیں +

جناب رسول خدا کی بجز جناب خاتون قیامت کے اور کوئی اولاد صاحب حیات خیر تھی - اور جناب معصومہ حضرت فاطمۃ الزہرا خود صاحب خانہ و صاحب اولاد تھیں اور آپ کی وفات کے وقت انکے خبرگیران موجود تھے اسلئے ضرورت انہیں کے لئے تھی جن کی کوئی اولاد و خبرگیران آپ کے بعد نہ تھی اور

اور خود رخصت ہونے والے تھے سو دوسرے ازواج مطہرات ہی تھیں جنکے
لئے آپ نے اس حدیث ثقلین میں ایک عورت کی وصیت کی۔ اور بصورت
شمولیت جناب معصومہ با اہلبیت مستذکرہ حدیث ثقلین میں ان کی خبرگیری کے
لئے اس ارشاد نبوی کے مامور حضرت علی ثابت ہوتے ہیں لیکن تقریر بالا
اسی طرف ہے کہ اس موقعہ پر ازواج مطہرات ہی اہلبیت ہیں اور جس طرح
حین حیات تھیں آپ ہر وقت کسی نہ کسی جگہ جا سکتے تھے ان کی خبرگیری کے لئے
حضرت امیر کو نہیں چھوڑ جا سکتے تھے علیٰ ہذا اسی قدر کبھی آپ حضرت
علی کو ان کی خبرگیری کے لئے بالخصوص و بالعموم ہر ایک شخص کو ارشاد
فرما گئے۔ اور جبکہ وصیت یہ کہ دیگر خلفاء کو نہایت مشاغل سے
فراغت اس قدر نہ ہو سکتی تھی کہ وہ بے فکر ہو کر کما حقہ ان کی خبرگیری
رکھ سکتے اور حضرت امیر انکے عہد میں خلافت کی بار سے فارغ
رہتے تھے اس لئے جیسے کہ وہ کر سکتے تھے تو خصوصاً جناب امیر [illegible]
خلفاء کے لئے اور عموماً جماعت صحابہ کے لئے آپ نے ازواج مطہرات کی
خبرگیری کی اس حدیث ثقلین میں وصیت فرمائی۔ سنی مذہب میں ہر ایک
شخص نے ہر ایک اہلبیت کی خواہ ازواج مطہرات تھے یا دیگر جناب امیر
علی و جناب فاطمۃ الزہرا و جناب امامین و عم و عمہ زادگان و دیگر
لواحقین تھے سب کی خبرگیری کی اور اس ارشاد نبوی کی پوری پوری تعمیل
کر دکھائی +

ہاں شیعہ مذہب نے اس ارشاد نبوی کی تعمیل مطلق نہ کی۔ کہ اہلبیت کبریٰ
کو اہلبیت نہیں مانتا۔ اور اہلبیت صغریٰ کی بھی اپنے مقابلہ اور معتقدہ باطلہ
مصائب کے وقت کچھ ہمدردی نہ کی۔ حالانکہ شیعوں کے نزدیک یہ عین ایسے
واقعات تھے کہ وہاں ضرور بالضرور جناب امیر جناب معصومہ کی مدد کے لئے تلوار

اٹھاتے اور ارشاد نبوی کی تعمیل کر دکھاتے ......+

شیعہ کہتے ہیں کہ جناب معصومہ کا پیارا باغ فدک باپ کی نشانی بڑے ظلم ستم کے ساتھ چھینی گئی۔ اور ہر چند آپ نے جناب امیر کو مدد کے لئے اکسایا۔ معاونت کے لئے بلایا کہ اب وقت ہے اُٹھو۔ ذوالفقار کی مار اور رسد اللہیت کا زور دکھلاؤ۔ میدان میں بڑھو دشمنوں کو مارو اور میرے باپ کا دیا ہوا باغ واپس لے دلواؤ۔ اور ارشاد نبوی کی تعمیل کرو +

باوجود ایں منت وسماجت وحق معاونت بارشاد نبوی حضرت امیر نے جناب معصومہ کی باتوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور نہیں تو حجت قایم کرنے کے لئے ایک دفعہ تلوار چاہی اٹھاتے اور ارشاد نبوی کی تعمیل کر دکھلاتے لیکن شیعہ مذہب کہتا ہے آپ نے کچھ نہ کیا +

جب جناب معصومہ نے اس منت سے کام نکلتا نہ دیکھا۔ تو ایسے انفاظ دد کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ ومثل خائبان در خانہ گریختہ۔ خود را ذلیل کردہ الخ واز جائے خود حرکت نمے کنی سخت فرمائے جس سے آپ کو امنگ پیدا ہو اور مدد جناب زہراؓ کے لئے تلوار اٹھائیں اور ارشاد نبوی کی تعمیل کر دکھائیں +

مگر ان باتوں سے بھی مطلب بر آمد نہ ہوا۔ اور بجائے اسکے کہ آپ کی مدد کرتے ارشاد نبوی کی تعمیل کرتے۔ حق واپس دلا کر آپ کو راضی اور خوشنود کرتے بدیں الفاظ امیر المومنین فرمود صبر کن و آتش خود را فرو نشان ایسا کڑوا جواب دیا کہ ویسا کسی شیعوں کے دشمن نے بھی نہ دیا ہوگا۔ پھر اس پر جناب صدیق رنج کرنے کے الزام سے معترض علیہ ٹھہرائے جاویں تعجب خیر یہ ماجرا تو آگے چلکر نبھیگا۔ یہاں تو حق الیقین کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ شیعوں کے مذہب میں جناب امیر نے اہلبیت کی نسبت اس

ارشاد نبوی کی تعمیل نہ کی جو آپ نے اپنی اہلبیت کے لئے فرمایا تھا +

شیعہ کہتے ہیں کہ (حضرت) عمر نے دروازہ پر جناب معصومہ کو صدمہ پہنچایا اور آپ نے اس مصیبت میں اپنے والد ماجد کو یا رسول اللہ کر کے مدد کو بلایا لیکن حضرت امیر جو پاس بیٹھے تھے اور یہ تمام حالت دیکھ رہے تھے آپ کے مدد کے لئے سب کچھ دیکھ سنکر نہ اٹھے تاکہ ارشاد نبوی بحق اہلبیت کی تعمیل کرتے +

اگر یہ عذر ہے کہ آپ کو وصیت تقیہ کی تھی تو سراسر جھوٹ ہے کیونکہ سانحہ یہ بھی ہوا ہے کہ جب امیر عمر جناب حیدر پر پہنچے تو انہوں نے اٹھ کر امیر عمر کو پکڑ کر زمین پر ایسا دے مارا کہ ان کی ناک گردن زخمی ہوئے +

کیوں شیعو اپنے لئے تقیہ یاد نہ رہا اور جناب اہلبیت کی مدد کے لئے انکے مصائب کے وقت میں تقیہ یاد آیا اور وصیت ارشاد نبوی بحق اہلبیت کو جو ایک اعلیٰ وصیت تھی اور جس کی تعمیل ضروریات سے تھی باوجود ان کی فریاد اور طلب معاونت کے فراموش کر دیا۔ واہ۔ ۔ ۔ ۔ جلاء العیون جلد اول کے صـ ۱۵۱ سے جب یہ سب باتیں عدم تعمیل ارشاد نبوی بحق اہلبیت کرام کی نسبت جناب امیر علیہ السلام کے ثابت ہیں تو کس منہ سے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے خصوصاً جناب امیر عمر علیہ السلام نے ارشاد نبوی کی تعمیل نہیں کی +

الغرض شیعوں کے نزدیک کوئی مومن مسلمان حضرت مولائے علی مرتضیٰ ہوں یا کوئی دیگر صحابہ کرام۔ ارشاد نبوی بحق اہلبیت کرام کا تعمیل کنندہ نہیں اور ہم سنیوں کے نزدیک ہر ایک شخص جناب اہلبیت کی نسبت ارشاد نبوی کا تعمیل کنندہ ہے خواہ جناب مولائے مرتضیٰ علی ہو یا حضرت امیر عمر یا دیگر صحابہ کرام جیساکہ سنی مذہب سے ثابت ہے کہ حضرت امیر جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ و دیگر ازواج مطہرات علیہن الصلوٰۃ و السلام جناب

مقصود یہ کہ حضرت زہرا علیہا السلام و دیگر اہلبیت کرام کی ہر طرح سے جو جو ان کے رتبہ کے شایان تھی خبر گیری کرتے رہے۔ خدمت سے عزت سے تعظیم سے اور ایسا ہی دیگر خلفاء و صحابہ کرام ارشاد نبوی کی پوری پوری تعمیل کرتے رہے۔ متلاشی حق کو کتب اہلسنت کا سیر کرنا چاہیئے +

چونکہ اس موقع پر مخالف نے جناب امیر عمر پر اعتراض لگایا ہے جس کا جواب الزامی ہو چکا ہے لیکن تحقیقاً اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے منتخب الحقائق شرح کنز الدقائق کا یہ مقام دیکھنا چاہیئے جسکے مطالعہ سے ماننا پڑتا ہے کہ حضرت امیر عمر باوجود اپنے اجتہاد کی اختیار کے جناب امیر علیہ السلام کے اجتہاد کی تقلید کیا کرتے تھے۔ یعنے آپ ارشاد نبوی کے تعمیل کنندہ اور یہ اعتراض آپ کی نسبت عدم تعمیل کا۔ مخالف کے سراسر تعصب سے ہے +

حاشیہ کنز الدقائق مطبوعہ احمدی دہلی کے حاشیہ پر واقع رجع عمر الی قول علی عورت جس کا خاوند مفقود الخبر ہو امیر عمر کے نزدیک چار سال انتظار کرے اور حضرت امیر کے نزدیک طلاق یا خبر موت تک انتظار کرے۔ مگر اس مسئلہ میں حضرت عمر نے اپنے اجتہاد کو ترک کر کے حضرت مرتضے کے اجتہاد پر عمل کیا یعنے ارشاد نبوی کی تعمیل کی جیسا کہ اوپر والی عبارت سے ثابت ہے۔۔ سو اب معترض کو شرمندہ ہونا چاہیئے کہ کس مذہب کے نزدیک کون اہلبیت سے متمسک نہیں آیا شیعہ یا کوئی اور اور کون التعمیل کنندہ ارشاد نبوی بحق اہلبیت کرام کا ہے آیا سنی یا کوئی اور +

الغرض جستجو سے ہر طرح ثابت ہوگا کہ متمسک اور التعمیل کنندہ ارشاد نبوی کا فقط سنی مذہب ہے اور بس۔ باقی نرے زبان کے مدعی ہی مدعی ہیں نہ اصل میں متمسک +

ف اور ثابت کر دینگے کہ ائمہ اربعہ اہل تسنن سے صرف اجتہاد فاروقی کے منکر ہیں

کیا ہے اور اجتہاد مرتضوی کو قصداً ترک کیا ہے +

ج - اُس وقت ہم بھی ثابت کر دینگے کہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین
اہلسنت نے ہر چہار خلفاء راشدین کے اجتہادوں سے اخذ کیا ہے اور کسی کو قصداً
ترک نہیں کیا - نہ یہ ثبوت فقط زبان سے بلکہ کتابی ثبوت سے ثابت کرینگے کہ اہلسنت
کے ائمہ اربعہ اہل ہمہ نے کس قدر فقہی مسائل میں جناب مرتضوی اجتہاد کو تقلید
فرمایا ہے - پھر اُس وقت دیکھ لینا جھوٹے مفتری خودبخود شرمندہ ہونگے +

ص۶ اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجے و من تخلف عنھا غرق -
محیط ناپیدا کنار ضلالت و ظلمت میں ڈوب مرے +

ج - ناظرین کو شیخ الشیعہ کی اس عبارت پر ذرا غور سے توجہ فرمانا چاہئے کہ محیط
ناپیدا کنار میں ڈوب مرے کن کو بتلاتا ہے - ظاہر عبارت سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اہل حق کی بے ادبی کرتا ہے اور ان کو بتلاتا ہے - لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس بحر ظلمات
شیعیت محیط ناپیدا کنار شیطنت کی ضلالت میں شیعہ اور شیعہ مذہب ڈوب مرے
ہیں - جنہوں نے کشتی نجات کو پاش پاش کیا کہ ایک کو اہلبیت سے نکالا دوسرے
کی سب کی وغیرہ وغیرہ اور تبرا و سب کے کفر کی تعر میں غوطے کھائے +
یہ تو شیعہ کا کھلا مسئلہ ہے کہ جن کو خدا نے اہلبیت فرمایا ہے حضرت علیہ السلام
کے ازواج مطہرات یہ اُن کو اہلبیت نہیں مانتے باقی رہے وہ اہلبیت جن کو حضرت
علیہ السلام نے بذریعہ دعاء داخل فرمایا ہے - یا قاعدہ نسب و رشتہ داری نے
بنایا ہے سو ان میں سے بجز دوازدہ امام کے جن سے وصیت خاص بتلاتے ہیں
یعنے اوصیاء کے سوائے اور کوئی اہلبیت نہیں اگرچہ آل محمد علیہ السلام و اولاد علی
کرم اللہ وجہہ کی بھی ہو +

شیعوں کی شافی شرح کافی میں تحت حدیث ان اہلبیت کل نبی اوصیائہ
کے لکھا ہوا ہے وعلی ہذا یمکن دخول فاطمۃ فی اہلبیۃ باعتبار انھا

وسیلتنا اوصیائہ ویمکن ان لا تکون داخلۃ فی اهلبیت" اهل بیت کل۔
نبی کے فقط اس کی وصی ہیں یعنے اس قاعدہ پر ہوسکتا ہے کہ جناب معصومہ
داخل اہلبیت ہوں باعتبار اس امر کے کہ آپ وسیلہ اوصیا ہیں اور ہو بھی
سکتا ہے کہ جناب معصومہ داخل اہلبیت نہ ہوں ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ +
اگرچہ ثبوت انکار اہلبیت ہونے جناب معصومہ علیہ السلام کے لئے عندالشیعہ
اُن کی حدیث ہی کافی تھی جس میں حصر اہلبیت کا با وصیا ہے اور جناب معصومہ کو
یہ لوگ وصی نہیں مانتے لیکن ان کی مجتہد نے صاف فتوے لکھدیا ہے کہ داخل
اہلبیت نہیں۔ اور جو کچھ بابت امکان کے لکھا ہے وہ قابل پذیرائی نہیں کیونکہ
اہلبیت ہونا بہ تعلق نبوی کے ہے۔ سو اس امکان میں مجتہد نے بہ تعلق اوصیا
کے ممکن ٹھہرایا ہے۔ نہ بہ تعلق حضرت علیہ السلام کے۔ پس یہ امکان بھی
شیعوں کا لاتکون کی مد میں داخل ہے یعنے عندالشیعہ جناب معصومہ علیہ السلام
داخل اہلبیت نہیں +

پھر اور سنئے " عن مکان عبدالرحیم ابن القصیر عن ابی جعفر
فی قولہ اللہ تعالیٰ۔ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم
واولی الارحام بعضھم اولے ببعض فی کتاب اللہ فی من نزلت فقال
نزلت فی الامرۃ۔ ان ھذہ الآیۃ جرت فی ولد الحسین من بعدہ
فنحن اولے بالامر برسول اللہ والمھاجرین والانصار۔ قلت فولد
جعفر فیھا نصیب فقال لا۔ قال فقلت فولد العباس فیھا نصیب فقال لا
فعددت علیہ بطون بنی المطلب کل ذلک یقول لا۔ وقال ولنسیت
فقال لا۔ واللہ یا عبدالرحیم ما لمحمدی فیھا نصیب غیرنا " ص ۱۷۰
کلینی جلد اول +

عبدالرحیم بیان کرتا ہے کہ میں نے جناب حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام

سے دریافت کیا کہ یہ آیت حضرت رسول خدا مومنین کو اپنے وجود سے زیادہ سزاوار ہیں اور آپ کے ازواج مطہرات مومنین کی والدہ ہیں اور رشتہ دار آپکے اولے ہیں بعض سے۔ کن کن کے حق میں اوتری ہے تو آپ نے فرمایا یہ اوتری ہے اولاد میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور ہم بہت اولے ہیں بیچ امر قرابت کے بہ نسبت اوروں کے ساتھ حضرت رسول خدا کے بروے مہاجرین اور انصار ہونے کے ÷

پھر میں نے پوچھا کیا اولاد حضرت جعفر طیار و حضرت عباس علیہم السلام و دیگر اولاد عبد المطلب کو کچھ حصہ ہے امر قرابت میں ساتھ حضرت رسول خدا کے تو آپ نے سب کے لئے فرمایا نہیں۔ لیکن میں اولاد جناب امام حسن علیہ السلام کی نسبت پوچھنا بھول گیا۔ پھر لوٹا اور پوچھا کہ یا امام کیا اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے لئے کچھ حصہ ہے بیچ امر قرابت کے ساتھ حضرت رسول خدا کے علیہ السلام۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر خدا کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ ہم حسینیوں کے سوا اور کسی یعنے حسنیوں کو کچھ حصہ قرابت نبوی کا نہیں ÷

اگرچہ بہ تکلف جناب امیر بھی اس حدیث کے رو سے اہلبیت یعنے قرابت سے دور ہوتے ہیں لیکن جناب امام حسن اور آپ کی اولاد خاندان فاطمہ و دیگر اولاد جناب امیر علیہ السلام کے لئے شیعہ مذہب میں قرابت نبوی سے خارج ہونے میں کسی صورت کا شک نہ رہا ÷

اگر اولے بالامر رسول اللہ سے صاحب امامت و صاحب وصیت مراد ہوں تاہم بقاعدہ حصر حدیث بالا خاندان حسینی سے بجز اوصیاء و وارثوں کے کوئی شیعوں کے نزدیک حسینی بھی اہلبیت نہ رہا ÷

شاید یہی وجہ ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ اصل میں کوئی سید جہاں میں نہیں

اگر ایسا ہے تو شیعہ مذہب میں شیعہ سیدوں کو کس فضیلت اور اس مذہب کی حقانیت کا فخر ہے جبکہ سیدے کرام اس مذہب میں آکر سید ہی نہیں رہ سکتے +

گو شیعوں کو زبانی اولاد حسینی کے وجود کا سرے سے انکار ہے لیکن اس حدیث شیعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد حسنی اس وقت کے بعد موجود تھی جس وقت پر شیعوں کو ان کے خاتمہ کا دعوے بے دلیل ہے۔ تو اس ثبوت پر و دیگر اپنے کے ثبوت پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حسنی سادات دنیا میں موجود ہے حتے کہ حضرت امام آخر الزمان جناب محمد مہدی علیہ السلام اسی حسنی خاندان سے ہونگے اور ایک امام عالی مقام اولے العزم جناب حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث صمدانی علیہ السلام پہلے ہو چکے ہیں مگر شیعوں کا ان پر ایمان نہیں اور یہی کہتے ہیں کہ بجز حسینی خاندان کے بعض چند شخصوں کے سوا اور کوئی اہلبیت نہیں +

لیکن اس حسینی مقدس خاندان کی نسبت بھی شیعوں کا عقیدہ سن لیجئے مناظرہ کی کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ شیعہ مذہب حضرت زید شہید امام ابن الامام حضرت زین العابدین علیہما السلام کو برا مانتے ہیں۔ ساتویں امام حضرت موسے کاظم کے فرزند جناب امام حضرت ابراہیم و حضرت امام جعفر ثانی کو کذاب یعنے جھوٹھا جانتے ہیں۔ حضرت امام جعفر ثالث ابن امام حضرت علی رضا عند الشیعہ امام دہم برادر حضرت امام حسن عسکری امام یازدہم کو دشمن رکھتے ہیں +

نیز حضرت امام عبداللہ فرزند رشید جناب امام جعفر صادق و حضرت امام ذکریا ابن جناب حضرت امام محمد باقر علیہم السلام کو اچھا نہیں جانتے اور حضرت امام محمد بن امام قاسم ابن حضرت جناب امام حسین و حضرت امام یحیٰے فرزند جناب امام عمر ابن حضرت امام زین العابدین علیہم السلام کو توبہ کی آفت سے بتلاتے ہیں +

حضرت امام حسن مثنے فرزند جناب امام حسن المجتبے کو جن سے حضرت

امام حسین نے اپنی مقدسہ معصومہ بیٹی جناب حضرت فاطمہ صغرےٰ کا ناطہ کیا تھا جناب امام حسن المجتبےٰ علیہم السلام کا فرزند نہیں مانتے اور ان کے بڑے بیٹے حضرت امام حسن ابن حضرت امام حسن مثنےٰ کو اور اُن کے فرزند حضرت امام عبد اللہ محض و پوتے جناب امام حسن المجتبےٰ اور پڑ پوتے اُن کے حضرت امام محمد علیہم السلام کو تو بیہودہ رتد مانتے ہیں +

اب مبتلا ئے کشتی نجات کو توڑ تاڑ اور شکستہ کر کے بحر محیط بدعت و شیعیت میں کون ڈوب مرے شیعہ مذہب اور اُس کے پیرو رافضی ۔ مصداق آیت تعفرون ببعض و تؤمنون ببعض جو چند اہلبیت کرام کو مانتے ہیں پر لقے تمام ائمہ اور باقی اہلبیت کو نہیں مانتے بلکہ اُن کی سب او تبرا کرتے ہیں +

کنارۂ نجات پر کون پہنچے سنی مذہب اور اس کے پیرو اہل سنت و الجماعت جنہوں نے کشتی نجات کی کل ریسمانوں کو محکم پکڑا اور ہر ایک حبل المتین سے اپنے آپ کو مضبوط جکڑا اور بحر ظلمات کے قعر اور طوفان کے صدمات سے بے کھٹکے سلامت پار جا اُترے +

جب اس مذہب کی یہ حالت ہے کہ اہل بیت کل سے ایمان نہیں رکھتا تو اے سادات عظام حسنی و حسینی آپ صاحبوں کو لازم ہے کہ اس مذہب سے متنفر اور دور رہیں ۔ کیونکہ اول یہ مذہب آپ موجودین کو سید نہیں مانتا اور حسنی خاندان کو سرے سے آل رسول علیہ السلام نہیں جانتا ۔ حسینی خاندان کے اکابرین کی نسبت ارتداد اور کفر کا الزام لگاتا ہے ۔ انکو برا مانتا ہے پھر کیا وہ سید جو اپنے باپ دادا کی عزت کا حافظ ہے اس مذہب شیعہ میں داخل ہوگا جس میں اُن کی نسبت بہت کچھ برا لکھا ہوا ہے اور اُس کے اکابرین پر داغ لگانے کا عقیدہ رکھتا ہے +

کچھ شک نہیں کہ صحیح النسب سید اس مذہب سے ضرور متنفر رہیگا کیونکہ

تاثیر محمدی اس کو اس بدعت سے دور رکھنے والی ہے۔ اور سنت کی طرف رغبت دینے والی کہ یہ وسیلہ نجات ہے اور کشتی بغیر ہدایت نجوم کے چل نہیں سکتی۔ پس نجات یافتہ وہ ہے جو کشتی نجات کو نجوم الہدے کے نشان پر چلاتا ہے یعنے سنی مذہب سفینہ نجات اہلبیت عظام و نجوم الہدے خلفا کرام سب کو مانتا ہے صاحب نجات ہے اور بفحوائے "کل شیئ یرجع الی اصلہ" سادات عظام کو سنی مذہب سے چنگل مارنا چاہیئے کہ یہ اُنکے پاک نانے اور مقدس دادے کا مذہب ہے اور سادات کو سادات مانتا ہے۔ نہ شیعہ مذہب سے جسنے سادات کو ساداتی سے نکالا۔ نہ فقط یہی بات بلکہ اُنکے اکابرین معظمین سے بعض کو دروغگو تقیہ باز ٹھہرا۔ بعض کو خارج از اہلبیت بتایا۔ کسی کو کاذب کسی کو مرتد وغیرہ بنایا۔ اور خود سادات عظام تو جانتے ہی ہیں کہ ان کو ایک صورت میں شیعہ مذہب نے غیر صحیح النسب بتایا۔ پھر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ سید صاحبان باوجود دین الفت شیعہ مذہب کے دیدہ و دانستہ سنی مذہب سے کنارہ کشی فرما دیں جو سادات عظام کو شریف اور صحیح النسب فرماتا ہے +

الغرض پہلے جو کچھ شیعوں کی زبانی تحریر تھی ان باتوں کے کھلنے پر اونٹ کا پید (شتر گوز) ہوگئیں۔ اور صاف ثابت ہوگیا کہ اہلبیت عظام کی سفینہ نجات کو چھوڑکر اور اس کی مخالفت و عداوت کی مارے شیعہ لوگ بحر ظلمات محیط ناپیداکنار ضلالت و ظلمت میں ڈوب گئے ہیں +

صہ اور متمسک باہلبیت نہیں ہیں +

ج یعنے کلب* کلوب شیعے۔ پھر دوسرے خارجی۔ ناصبی +

صہ اب متمسکان اہل بیت کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حضرت علی مرتضےٰ بلا فصل خلیفہ اور امام برحق ہیں اور اُن کے بعد

---

*یہ اسماء اکابرین شیعہ کے ہیں +

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اسی طرح تا امام دوازدہ +

ج بروئے اصول شیعہ مذہب کے یہ عقیدہ شیعوں کا از روئے تحقیق ان کے اُنہیں کے مذہب کے غلط بل محض غلط ہے کیونکہ وے تعریفیں مروّیہ شیعہ مذہب جو حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خلفاء راشدین کے حق میں فرمائی ہیں + شیعہ مذہب میں ان پر ثابت نہیں آتیں

عـــہ قال امیر المومنین علیہ السلام۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اللھم ارحم خلفائے۔ قیل یا رسول اللہ من خلفائک قال الذین یاتون من بعدی و یروون حدیثی و سنتی صـ۳۶۲ جلد چوتھا من لا یحضرہ الفقیہ +

حضرت امیر راوی ہیں کہ فرمایا رسول خدا نے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم خدا رحم فرمائے میرے خلیفوں پر صحابہ نے عرض کیا وے خلفا کون ہیں (جن کے لئے آپ رحمت طلب فرماتے ہیں) تو آپ نے فرمایا وے لوگ ہیں جو آئینگے میرے بعد اور جاری کرینگے میری سنت اور حدیث کو +

دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ بعد حضرت رسول خدا علیہ السلام کے جناب امیر خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت صدیق ہوئے ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی۔ پس اگر بعد آپ کے حضرت امیر ہوتے تو البتہ شیعوں کا یہ سلسلہ قائم رہتا اور حدیث کے مصداق ہوتے۔ کیونکہ کلام رسول کو اُس شخص کے حق میں ویسا ہی پورا ہونا لازم ہے جیساکہ آپ کسی کے حق میں فرمائیں سو جب یہ خلافت کی صورت متذکرہ فی الحدیث بروئے شیعہ مذہب جناب ائمہ اطہار دوازدہ پر موافق ارشاد نبوی کے پوری نہیں آتی تو شیعہ مذہب میں وے کرام کیونکر خلفاء ٹھہرینگے +

یہ بھی ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے کہ شیعت کی امامت کو سنت ہے پر ملا عنایت اللہ بزمانہ جناب امیر و سبط اکبر تقیہ کی بدعت میں گذری اور مخالفین منافقین کافرین کے ساتھ باوجود طاقت ظاہری و باطنی جہاد کرنے کی سنت کو جاری نہ فرمایا پھر سید اصغر کے عہد میں تا پدر بھائی کا تخالف واقعہ ہوا اور ترک فرض تقیہ کے جرم ٹھہرے پھر بعد میں وہی کی عبدت حتے کہ سر من رائے مہدی کے عہد میں کچھ ایسی ڈر کر بھاگی اور غار میں جا چھپی کہ آج دن تک منہ نہ دکھلایا۔ کر دڑ ہا بدعتیں قائم ہوئیں تعزیہ بنا۔ راگ حلال ہوا۔ ماتم دین جاری ہوئے۔ ائمہ اطہار علیہم السلام کی نقلیں اتاری گئیں۔ اُن کی ہتک کی گئی۔ اور سال بسال ان کی شجاعت خداداد پر عیب اور بٹہ لگایا گیا اور وغیرہ وغیرہ ظلموں سے عالم بھر گیا مگر شیعوں کی امامت نے آکر سنت کو جاری نہ کیا۔ تاکہ وہ ان بدعتوں کو نکالتی یا نہ جاری کر سکتی کیوں۔ اس لئے کہ شیعوں کی امامت خدا و رسول کی طرف سے نہ تھی +

باقی رہی روایت حدیث۔ سو بحار الانوار کھولکر دیکھئے یا معلی من اذاع حدیثنا و امرنا و لم یکتمہ اذلہ اللہ فی الدنیا۔ اے معلے جس نے ہماری حدیثیں روایت کیں اور ہمارا حکم بیان کیا۔ تو خراب کریگا اُسے دنیا میں خدا اور بے نور کریگا اور ڈالے گا اُسے آگ میں وغیرہ وغیرہ +

یہ شیعوں میں ارشاد ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا اور کلینی میں اس کے ہمضمون حدیثیں بہت ہیں صفحہ ۴۸۶ جلد اول کلینی +

تنبیہ یہی وجہ ہے کہ صحاح اربعہ شیعہ میں جناب رسول خدا علیہ السلام کی حدیثیں معدودے چند کے سوائے جن کی تعداد شاید پچاس سے بڑھکر نہیں کوئی مروی نہیں۔ اور اس کے خلاف سنی مذہب میں کل حدیثیں جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے مروی ہیں، تو تمسک

بصاحب ثقلین اہل سنت ہوئے نہ شیعہ +

پس جب بموجب شیعہ مذہب کے حضرت امیر سے لیکر تا مہدی مزعومکم نہ اجرے سنت ہے نہ روایت حدیث اور نہ صورت امامت و خلافت کی ان پر یہ مذہب ثابت ہونے دیتا ہے بلکہ ان سب اوصاف کا ان پر تخالف ثابت کرتا ہے۔ تو صاف نتیجہ نکل آیا کہ حسب تحقیق اصول شیعہ کے مذہب میں خلافت بلا فصل درکنار مطلق وجود خلافت ائمہ اطہار علیہ السلام کا بھی ثبوت نہیں۔ پھر کس زور پر خلافت بلا فصل کا واویلا ہے +

ہاں یہ جملہ اوصاف اور صورت خلافت کی سنی طریق پر خلفاء راشدین میں ثابت ہیں سو بے شک سنی مذہب کا جناب ابوبکر صدیق و امیر عمر و امیر عثمان و مولائے علی۔ علیہم السلام کو خلفاء حق ماننا صحیح ہے اور یہ جملہ اوصاف ان خلفاء راشدین میں نہ فقط سنی مذہب ہی کے دعوے سے ثابت ہیں بلکہ بشہادت شیعہ مذہب کے بھی انہیں پر صادق ہیں +

عا ان میں سے ہر ایک جاری کنندہ سنت جہاد ہے۔ جیسے کہ آج تک کہ ۱۳۰۰ سو برس گذر چکے ہیں اس وقت کے ممالک مفتوحہ سے جناب امیر عمر کی ہیبت نہیں اٹھی۔ اور جناب امیر نے شیعہ مذہب میں صاف شہادت دی ہے کہ اقام السنة ص۱۸۲ کلام ۹۹ نہج البلاغة۔ امیر عمر نے سنت کو قایم کیا +

عہ (خ) بجائے اسکے کہ حضرت امیر علیہ السلام مخالفانِ خدا سے لڑتے۔ دشمنان دین کو مارتے۔ اور سنت جہاد قایم کرتے شیعہ مذہب کہتا ہے اپنے برادران اسلام سے لڑے۔ انما اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام ص۸۵ کلام نمبر ۵۲ نہج البلاغہ۔ جو ہر طرح بر خلاف امر خدا فاصلحوا بینہما کے ممنوع تھا +

(م) علا قول قال عمر نعمت البدعۃ ھذہ میں بقرینہ قول فعل خلفاء کے سنت ہونے پر لفظ بدعت کا شرعی اصطلاح پر نہیں کہ معنے اسکے نو احداث کے ہیں جو ہر طرح دین میں مذموم اور ضلالت ہے۔ بل اپنے لغوی معنے پر بہ معنے بدیع یعنے عجیب کے ہے جو اس موقع پر غایت تحسین کے لئے آپ نے بولا اچھا ہے (بدیع) نہایت اچھا یہ لوگوں کا ایک قاری پر جمع ہو کے نماز تراویح کا پڑھنا۔ جس میں قطعاً الزام بدعت کا خلیفہ رسول خدا کی طرف نہیں آتا +

اجتہادی لڑائی مرتضویہ سے ہم سنی بھی قائل ہیں لیکن ہم اسے صلاح قومی تصور کرتے ہیں اور اجتہاد جو آپ کو اُس ملک کے باشندوں کے طبیعت کے موافق کرنا پڑا۔ جیسا کہ کابلی رعایا کے سخت طبیعت کے موافق اُن کے حاکم کو رفع فساد کے لئے کسی سخت سلوک کا برتنا معیوب نہ ہوگا ایسا ہی جناب امیر علیہ السلام کی لڑائی باغیوں کے مقابلہ پر قتال نہ ہوگا جو ہر طرح سے معیوب ہے اور شیعوں نے آپ کے لئے ثابت کیا بلکہ اصلاح قوم والی گوشمالی ہے جیسا کہ سنی مانتے ہیں +

جب میں شیعہ مذہب میں ظاہر کی محبت آپ کی نسبت اس قسم کی پاتا ہوں کہ آپ کو حد سے بھڑ کر انہوں نے اذان میں خدا رسول کے ساتھ شریک کر دیا ہے "اشھد ان امیر المومنین علیؑ ولی اللّٰہ" پھر باطن کی دشمنی شیعوں کی آپ کے ساتھ اس قسم کی دیکھتا ہوں کہ جہاں کوئی موقع آپ کی عملی فضیلت کا آیا ہے تو انہوں نے سجاوٹی تقریروں کے ساتھ ایسا اوڑایا کہ فضیلت کے نقطہ تک نہ پہنچنے دیا۔ شجاعت کی فضیلت تقیہ میں اوڑائی۔ خاتم الخلافت کی تشبیہی فضیلت بہ خاتم النبوۃ کو بلا فصل خلافت کے کی صورت پر اوٹھا لئے۔ اتباع سنت کی فضیلت شیخین و امیر عثمان پر

کفر کے جو ٹھے الزام لگانے اور ان کو اہل بدعت قرار دینے سے
اور انکو ان کی بدعت کا سبب ٹھہرا کر مٹائی - اور برملا ثابت
کردیا کہ آپ نے کسی موقع پر سنت کی پیروی نہیں کی وغیرہ
وغیرہ تو دل میں غم بھر آتا تھا کہ ہائے افسوس کیا مقدس
اور پاک مولائے مرتضےٰ کا شیعان بے وفا پر بھی حق تہا
کہ انھیں پر فضلیت سے کرائیں اور بری طرح کے الزام لگائیں
پس اے صاحبان انصاف فرمائیے شیعان دوستی نما دشمنی اندرون
شیعہ مذہب میں جناب امیر کے بجز تارک سنت کہلانے کے کون سا فایدہ
اوٹھایا +

یہ تمام الزام جو شیعوں نے جناب پاک حضرت مولائے مرتضےٰ لگا رکھے
ہیں اس عقیدہ سنی سے تمامہا اٹھ جاتے ہیں اور اٹھے ہوئے ہیں کہ بعد رسول
کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ کے وہی بلا فصل خلیفہ ہے جن کو آپ نے
خلیفہ بلا فصل مقرر فرمایا اور وہ سلسلہ جو آپ کے بعد حسب الارشاد عالی آپ کے
جاری ہوا صحیح ہے یعنے خلیفہ بلا فصل بعد آپ کے حضرت ابو بکر صدیق بعدہ
عمر فاروق بعدہ عثمان غنی بعدہ مولائے علی علیہم السلام ہیں +

اگر بعد رسول خدا کے خلیفہ بلا فصل حضرت مولائے علی ہوتے تو بے شک
آپ حدیث متذکرہ بالا میں سائل کے لئے حضرت امیر کا نام ظاہر فرما دیتے
یہاں تقیہ کی کیا ضرورت تھی - یہ تو امر حسنہ تھا - تبلیغ فرض تھی بصورت
نہ ظاہر فرمانے کے شیعوں کے نزدیک ما بلغت رسالتک کی دھمکی خدا کیطرف
سے تھی - باوجودیں ایک ضروری بل ضروری امر کا نہ نام لینا تعجب +

صاحبو حضرت امیر مسائل کے دریافت کے وقت پاس موجود تھے سو بحالت موجودگی حضرت امیر کیطرف نہ اشارۃً فرمانا۔ نہ ظاہراً ورنہ خفیتاً نام لینا بلکہ مطلق ایسے اوصاف پر ذکر فرما کے چھوڑ دینا جنہیں شیعہ آپ کے حق میں نہیں ثابت ہونے دیتے۔ صاف تائید کرتا ہے کہ بعد آپ کے بلافصل وہی شخص خلیفہ ہے جو ظاہراً اور اصل میں ہوا یعنے حضرت ابوبکر صدیق ورنہ مجال نہیں گئی تھی کہ کوئی غیر مبشر شخص خلیفہ بلافصل ہوتا اور اہلبیت کرام اُس کی تصدیق تسلیم فرماتے ✚

شاید کوئی یہ جواب دیوے کہ اُس حدیث کا لفظ من بعدی دلالت کرتا ہے خلافت بلافصل جناب مرتضوی پر یا علی انت الذی تبین لامر ما یختلفون فیہ بعدی و تقوم فیھم مقامی۔ قولک قولی و امرک امری صـ ۲۶۵ جلد رابع من لا یحضرہ الفقیہ ✚

اے علی تو وہ شخص ہے کہ بیان کریگا اُس امر کو جس میں اختلاف کرینگے لوگ میرے پیچھے اور تو کھڑا ہوگا اُنکے درمیان میری جگہ پر۔ تیرا قول میرا قول ہے اور تیرا امر میرا امر ہے ...... ✚

جواب۔ اوّلاً لفظ بعدی متعلق اختلاف کے ہے کہ اختلاف میرے بعد ہوگا اختلاف کرینگے میرے بعد۔ سو امر خلافت میں بعض لوگوں نے اختلاف کیا تھا ایسے لوگ کہ بعد جناب امیر عمر کے حضرت مولا نے مرتضےٰ کو خلیفہ بنایا چاہتے تھے۔ سو اس کشمکش میں آپ نے وہی فیصلہ آخر طول طویل بحث کے بعد فرما دیا جو کچھ آپ نے جناب حضرت رسول صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا تھا جس میں آپ خلیفہ چہارم ثابت ہیں ....

جس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ خلیفہ بافصل ہیں نہ بلافصل اور ترتیب خلافت مسلمہ اہل سنت کی جس میں آپ خلیفہ چہارم مسلم ہیں حسب اجتہاد شیعہ کے بھی

صحیح ہے واللہ انا اول من صدقہ فلا اکون اول من کذب علیہ قسم خدا کی میں اول شخص حضرت رسول خدا کو سچا ماننے والا ہوں اب میں (خلافت کے طمع میں) آپ پر جھوٹھ نہ کہونگا (بلکہ وہی کچھ کہونگا جس کی آپ نے مجھے خبر دی تھی) سو فنظرت فی امری میں نے اپنی امر (خلافت کی نوبت) میں دیکھا۔ فاذا طاعتی سبقت بیعتی پس (پایا) کہ میرا فرمانبردار رہنا سبقت لے گیا ہے میری بیعت لینے سے یعنے اس وقت مامور رہنا بہ نسبت امیر ہونے کے ضروری ہے کیونکہ المیثاق لغیری فی عنقی عہد خدائی اس امر میں واسطے غیر میرے کے بیچ گردن میری کے۔ یعنے تسلیم کر لینا خلافت جناب امیر عثمان کا میرے لئے روز میثاق سے ہے صـ ۲۹ کلام ۳۷ نہج البلاغۃ +

یہ اُس وقت کے جھگڑا میں جو بعد آپ کے واقع ہوا حضرت امیر کی طرف سے قول فیصل ہے چونکہ منشاء نبوی کے موافق ہے اس لئے یہ قول اور امر آپ کا نبوی قول اور امر ہے جس کو اہل جماعت سنت بسر و چشم منظور رکھتے ہیں +

الغرض یہ فیصلہ آپ کا تصدیق ہے ترتیب خلافت مسلمہ اہل سنت کے لئے مخالفین کے سامنے اور تنبیہ ہے اور قائم رکھنے امر نبوی کے تا کہ آئندہ کے لئے غالی غلو سے بچیں یا تتو مقامی یعنے اُس جھگڑے اور مخاصمی کے وقت اُسی جگہ پر کھڑا ہو جس بات پر میرا قیام ہے۔ کہ میں اپنے بعد شیخین و امیر عثمان کو خلفاء گردان چکا ہوں سو بھی اسی بات کے مقام میں رہیگا کہ انکو اپنے قبل خلیفہ سمجھے گا۔ نہ بعد میں۔ اور جو مقام میں نے تیرے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ درجہ چہارم ہے۔ اُسی مقام چہارم میں قیام کریگا نہ اول دوم سیوم میں۔ اور مخاصمین کو میری سنت تقرر اس ترتیب کے تغیر سے روکے گا سو ایسا ہی ہوا کہ آپ نے بر ملا مقرر کردہ خلافتوں کو تسلیم کر لیا کما مر ثبوتہ من نہج البلاغۃ اور خود مقرر کردہ چہارم مقام نبوی میں خلیفہ چہارم ہوئے +

ثانیاً - اگر من بعد کا تعلق خلافت جناب امیر سے مانا جاوے کما زعم اہل التشیعہ
تو یہ جواب ہے اُن شخصوں کے لئے جو جناب امیر کو آپ کی عین حیات میں
خلیفہ جانتے - یعنے جواب ملا کہ اب خلیفہ نہیں ہاں بعد ہونگے - سو ایسا ہی ہوا کہ
بعد زمانہ نبوت کے خلیفہ ہوئے - کیونکہ عند الشیعہ خلافت شئے دیگر ہے اور
امامت شئے دیگر - خلافت کو نبوت سے ماتحتی کا تعلق ہے - اور امامت
مانند نبوت کے از سر خود ایک شئے ہے بلکہ ایک قسم کی نبوت ہے - پس بعد
اس وقت ہوگا جبکہ نبوت اور اُس کی متعلقہ خلافت ختم ہو رہیگی سو یہ وقت
خلافت ہاء ثلاثہ کے ختم پر ہے - پھر بعد سے بلا فصل کیونکر +

اگر اس توجیہہ کو ہم جانے دیویں تاہم بعد سے بلا فصل کا ثبوت نہیں
کیونکہ حدیث ارحم خلفائے میں بھی من بعدی کا حرف ہے جس کا تعلق
جمع خلفاء سے ہے کہ ہر ایک میرے بعد آئیگا سو بعد اگر مطلب بلا فصل کو مفید ہے
تو ہر ایک جمیع خلفاء بلا فصل خلیفہ ہو گئی تخصیص کسی واحد شخص کی نہ رہی حالانکہ یہ امر نادرست ہے جمیع خلفاء
بلا فصل کسی صورت میں نہیں ہو سکتے بلا فصل جملہ خلفاء میں سے ایک ہی ہوگا اگرچہ تعلق من بعدی کا جملہ خلفاء میں سے ہر ایک
کے ساتھ برابر ہے - تو بدیں صورت ثابت ہوا کہ من بعد کا حرف بلا فصل کا
فائدہ اور ثبوت نہیں دیتا - فقط وہی مطلب ہے جو ابھی اوپر کی توجیہہ میں مذکور
ہوا اور اگر سنیوں کی کسی ضعیف روایت میں بھی یہ حرف ہو تو بھی مقصد
[illegible] بلا فصل کا +

ہاں اگر بعدی کے ساتھ کوئی حرف قرینہ والا بمعنے بلا فصل کے ہوتا تو
بے شک شیعوں کا مطلب پورا ہوتا - جیسا کہ سنیوں کی حدیث اقتدوا من بعدی
ابی بکر میں حرف اقتدوا قرینہ مؤید بعدی کا ثبوت بلا فصل کے مرتبہ پر
خلافت جناب ابی بکر کے لئے موافق مطلب سنیوں کے مفید ہے - تو بدیں
حالت مطلق بعدی کے حرف سے شیعوں کا جناب امیر کی خلافت کے لئے

بلا فصل کے مرتبہ پر ناز کرنا شیعوں کے حمق جلی کے سوا اُن کو اپنے مطلب کے لئے کچھ مفید نہیں اور دعوے بلا دلیل ہے۔ اور نہ اس میں شیعوں کی کچھ جناب امیر کے ساتھ سچی حمایت پائی جاتی ہے بلکہ اُلٹی دشمنی ہے کہ جناب امیر کی فضیلت مثل نبوت خاتم کے منکر ہو رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس حدیث یا مثل اِس کی سے ان علیاً وصیی و خلیفتی ص ۲۳ من لا یحضرہ الفقیہ جلد رابع یعنے علی میرا وصی ہے اور خلیفہ ہے۔ فقط خلافت کا ثبوت ہے۔ نہ خلافت بلا فصل کا۔ کیونکہ بقول حضرت امیر کے خلافت بلا فصل سے آپ کا انکار ثابت ہے اور آور یعنے حضرت صدیق کے لئے تائید ہے اور دو خلافتوں کی بھی اوروں کے سچے دل سے آپ کو تسلیم ہے۔ اور ان سب باتوں کی آپ کو جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی۔ جس وصیت کو آپ نے بوقت بلانے لوگوں کے آپ کو خلافت بلا فصل کے لئے اور بوقت تعین خلافت سیوم کے جھگڑے میں ادا کر دیا اور ہر بنا خلافت بلا فصل سے انکار فرما کر کہدیا کہ خلافتیں عند اللہ مجھ سے پہلے اوروں کی ہیں جیسا کہ نہج البلاغتہ سے ثابت ہو چکا اور سنی مذہب اس کا متمسک ہے ❊

اب جو کچھ شیعہ مذہب اور اسکے پیرو بخلاف خدا رسول و حضرت امیر کے کہتے ہیں یا مانتے ہیں جھوٹھ کہتے ہیں اور محض غلط مانتے ہیں اور اس ماننے میں وے متمسک با اہلبیت کرام نہیں بلکہ غایظ مخالف ہیں اور دعوے تمسک یا محبت کا زبانی جمع خرچ پر ہر۔ اور سب کے سوا اصل میں کچھ نہیں ❊

۱۹ اور اہل السنن بعد پیغمبر خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ کے حضرت ابوبکر اور اُنکے بعد عمر فاروق اور اُنکے بعد عثمان اور اُنکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم کو خلیفہ رسول مانتے ہیں ج۔ جب خود حضرت رسول خدا اُن کی خلافت کے تعلق اور اُس ترتیب کی جناب امیر کو وصیت فرماویں اور حضرت امیر اُن کو خلفاء اور اس ترتیب کو برحق تسلیم کریں اور جناب امام حسن علیہ السلام ان کو خلفاء صالحین مانیں اور ان کی تقلید کی لوگوں کو تاکید فرماویں۔ تو پھر ہم سنی اہلبیت کرام کے

متمسک ان کو کیونکر برحق نہ مانیں ہماری تو اہلبیت کرام کے مقابلہ پر انکار کی مجال نہیں کبھی۔ جب سردفتر اہلبیت کرام اُن کو برحق خلفاء مانیں۔ تو ہم اُنکے متمسک چشم مار وشن دلِ ماشاد۔ اگر کوئی منکر غیر متمسک مخالف اہلبیت کرام کا غالی خارجی۔ انکار کرے تو کرتا رہے۔ اس میں اہلِ حق کا کیا نقصان +

صاحب اور ان چار خلافتوں کو راشدہ کہتے ہیں +

ج ہاں جی۔ کیونکہ جناب امیر کی خلافت اور ان کی خلافت شئے واحد ہے کہ بیعت ایک ہی چیز پر سب نے لی تھی (دلیل) معاویة انه بايعني القوم الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم صفحہ ۱۸۹ کتاب ۶ نہج البلاغة +

معاویہ رضی اللہ تعالے کے عنہ کیطرف آپ لکھتے ہیں۔ لے معاویہ میرے ساتھ اُس قوم نے بیعت کرلی ہے جس نے ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ بیعت کی تھی اور اسی شئے یعنے خلافت پر بیعت کی ہے جس پر اُس قوم نے اِن کی ساتھ کی تھی۔...

اور نیز جناب امیر کی خلافت وہی خلافت تھی جو حضرت شیخین و جناب امیر عثمان کی خلافتیں تھیں اس لئے چاروں خلافتیں شئے واحد ہو کر خلافت راشدہ ٹھہریں نہ عضب۔ تو بدیں صورت خلفاء کی خلافتوں کے رشد کے انکار سے جناب امیر کی خلافت کے رشد کا انکا ساتھ لازم ہے اور جو ایک کیلئے فتوے ہو گا شئے واحد کے لحاظ پر سب کے لئے برابر ہی ہو گا سوا بہر وہ جناب امیر کی خلافت کے رشد سے انکار کر وہ تو تمہارا اختیار ہے.....

نہج البلاغة کی اس عبارت سے یہ امر واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جناب امیر سے پہلے بھی خلفاء راشدین اہل حق بہ ترتیب مسلمہ اہل سنت والجماعت ہو گذرے ہیں اور یہ بھی کہ یہ لوگ خلفاء حق ہیں بلکہ یہ فیصلہ بھی کہ خلافت بلا فصل جناب صدیق کی رشد اسے ہے اور خلافت جناب امیر کی تو بدرجہ چہارم رشد اسے ہے ازینجا ثابت ہو گیا کہ عمر اعا و سیف اور اقوال جناب امیر کہ جہاں خلافت خلفا کا

تذکرہ ہے اور نام نہیں اُن میں بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی مقصود و مطلوب اہل سنت ہیں۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور ترتیب مسلمہ اہل سنت کی نہایت صدق پر ہے متمسکاً از اہلبیت کرام +

پس جب ایسا ہے تو کیونکر سنی خلافتوں کا نام خلافت ہائے راشدہ نہ ہو بیشک بہ تمسک ارشاد مرتضوی کے یہ خلافتیں راشدہ ہیں معتمد اللہ و رسول مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و آلہ منظور و مقبول +

ح۔ واضح ہو کہ جمیع علماء اہل تسنن کا یہ مقولہ ہے کہ خلیفہ رسول کو دنیات سے کچھ تعلق نہیں +

ج۔ علیکم بسنتی و سنۃ خلفاء الراشدین جب رسول خدا کی سنت کو دین دنیا دونوں طرف سے تعلق ہے اور سنت خلفاء راشدین سنت نبوی کی حیثیت کا قرب رکھتی ہے تو پھر سنت خلفاء کو کیونکر دین دنیا دونوں طرف سے تعلق نہ ہوگا۔ ضرور بل ضرور۔ پھر اہلسنت کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ دنیات سے خلیفہ رسول کو تعلق نہیں +

جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دنیاوی کاروبار کو صاف پاک کہہ کے ایسا کر دیا ہے کہ وہ بھی دین کی ایک جز ثابت ہو چکی ہے جس میں نائب اور خلیفہ رسول کو اتباع نبوی پر بہر حال کام کرنا پڑیگا۔ تو اس حکومت میں خلیفہ رسول خدا کا ہر ایک کام دنیات میں داخل ہے۔ پھر بے تعلقی کیونکر +

حضرت رسول خدا علیہ السلام کی سنت کا نام دین ہے اور اپنے خلفاء راشدین کے کل کا نام خود حضرت علیہ السلام نے سنت رکھا ہے اور دونوں سے تمسک پکڑنیکا حکم برابر دیا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ خلفاء نبوی کے کل کام سنت دنیات ہیں گو وہ کام دنیاوی بھی کیوں نہ ہوں۔ پھر دنیات سے بے تعلقی کیونکر +

خلفاء راشدین کی خلافت راشدہ سے بعد کی حکومت کا نام بڑے حدیث
جبر ہے یعنے محض دنیاوی دھندہ اور ریاست۔ الخلافۃ من بعدی
سنۃ ثم یصیر ملکاً عضوضاً۔ جس کا ترک کرنا نائب نبوت کے لئے ضروری
جیساکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے بعد میعاد مقررہ کے ترک کر دیا +

تو اس سے ثابت ہوا کہ خلافت خلفاء راشدین کی۔ خواہ انفاذ احکام
دینی میں تھی یا دنیوی میں اس میعاد کے اندر آکر اپنی میں صاحب نبوت
کی طرح متعلق ہوئے دینیات سے۔ یا یوں کہو کہ اُس کا ہر ایک کام اگرچہ
دنیوی بھی تھا۔ دین ٹھہرا۔ پھر تبلائیے خلفاء رسول کو کیونکر دینیات سے
تعلق نہ ہوا +

جبکہ سنی مذہب ہر تبلا رہا ہے کہ خلیفہ راشد رسول کا ہر ایک کام دینی ہو یا
دنیوی۔ دین ہے اور دینیات۔ تو باور نہیں آتا کہ کسی سنی صاحب نے ایسا
کہا ہو۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ مخالف ہی نے چالاکی کی ہو۔ اور جھوٹ کہدیا ہو ورنہ
کسی سنی امام۔ اصحاب۔ مجتہد۔ محدث کا نام تو ضرور لکھا ہوتا +

الغرض خلیفہ و نائب رسول کا منصبی فرض ہے کہ وہ شریعت محمدیہ علے صاحبہا
الف الف صلوٰۃ وسلام کے ہر ایک کاروبار کو دینی ہو یا دنیوی جاری کرے کیونکہ
وہ جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن کے ہر ایک
بات۔ اور کام اور سنت کا ضامن و وارث ہے +

اس بات کو مخالفان دین تک بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک نصرانی عالم کہتا ہے
"کہ ابوبکر کے انتقال کے بعد عمر از راہ بیعت خلیفہ مقرر ہوا۔ اُنہیں خلفاء
کہتے ہیں جو محمد صلعم کے بعد کاروبار عبادات و معاملات میں وارث ہوں
ھ جلد دوم لب التواریخ۔ پھر افسوس ہے کہ کلمہ گو نہ مانیں۔ بلکہ دربردہ
وارثان رسول کو بے دین کہیں۔ افسوس۔ سنو اگر کسی بھولے بھالے سنی نے

ایسا کہا بھی ہو۔ تو اُسے بھی ہمارا رخصت کا سلام +

جناب مولا نے امیر بھی صـ۱۸۲ کلام نمبر ۹۹ میں بحق خلفاء رسول فرماتے ہیں
اقام السنۃ۔ ذھب نقی الثوب۔ (نہج البلاغہ) کہ قائم کیا اُس نے
سنت کو اور گیا دنیاء سے پاک دامن ہوکر۔ یعنے دین کو قایم کیا اور دنیاوی
تعلقات سے پاک رہے۔ تو ثابت ہوا کہ ہر ایک خلیفہ رسول دنیات سے
ملا ہوا ہے بلکہ خود مجسم دین ہے اور یہی عقیدہ ہے اہلسنت والجماعت کا +
صـ۹۴ امت کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہیں خلیفہ رسول
مقرر کریں +

ج ہرگز اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی ایسے شخص کو خلیفہ رسول مقرر کر لیویں
جس کے لئے خدا رسول نے خلافت کا حق قایم نہ کیا ہو۔ ہاں یہ اختیار
ضرور ہے اور ہونا چاہیئے کہ اُن شخصوں میں سے جن کے لئے خدا رسول نے استحقاق
خلافت قائم کر دیا ہے ایک وقت میں جس کو چاہیں خلافت پر قایم کر لیویں +
پس اہلسنت کا اجماع و شورے استخلاف۔ فیصلہ دربارہ تعین خلافت ہر یک
کس مستحق بوقت واحد۔ اُنہیں شخصوں پر موافق ترتیب خدا رسول کے ہوا ہے
جن کی خلافت کے لئے خدا رسول نے حکم دیا تھا۔ نہ یہ کہ کسی غیر مستحق یا
غیر متعینہ خدا رسول کے شخص کو اپنی طرف سے خلیفہ رسول مقرر کر لیا +
بہت لوگ تھے جس کو احکام۔ ارشاد۔ امر تعین خلفاء بہ ترتیب
مُرتبہ رسول خدا معلوم نہ تھے۔ جس وجہ سے تعین ترتیب میں کہ اب کون اور
اب کون ہو مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے سے شورا اور اجماع کی ضرورت
پڑی کہ ہر کس نے احکام شنیدہ از حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم وآلہ پیش کئے۔ اور اہل اجماع نے سب کو ملا کر تطبیق دیکر نتیجہ
نکال لیا۔ اور سنت شورے ادا ہوئی کہ حضرت رسول خدا علیہ السلام نے

بھی اکثر معاملات معلومہ میں اپنے صحابہ کرام سے بہت مشورے لیا کرتے تھے +
الا یہ سب کچھ جناب امیر عثمان علیہ السلام کے انعقاد خلافت کے وقت ہوا۔ نہ اول و دوم کے وقت کہ یہ خلافتیں صراحتاً اسی ترتیب کا حکم پا چکی تھیں۔ اور انکے انعقاد کے وقت کسی نے چون وچرا نہ کی۔ اور سب نے بالاتفاق تسلیم کر لیا تھا +

خلافت سیوم گو اپنی اسی نمبر کا حکم پا چکی ہوئی تھی لیکن چند اشخاص کو کہ واضح طور پر اول و دوم کے طرح اس کا حکم نہیں سن چکے ہوئے تھے مقابلہ کے لئے ایسی ارشاد پیش لائے جن سے نے جناب امیر علیہ السلام کا نمبر ثابت کرنا چاہتے تھے +

اس وقت بزرگانِ قوم نے اجماع کیا مشورے لیا۔ معاملات پیش ہوئے آخر سب نے متفق ہو کر جناب امیر عثمان کا حق تسلیم کیا۔ اور حضرت مولائے مرتضےٰ نے بخوشی و حق پرستی سب سے اول امیر عثمان سے فرمایا۔ وانی انشدک ان تکون امام ھذا لامۃ المقتول ۔ ص ۱۱۳ کلام نمبر ۲۰ نہج البلاغہ +
اے امیر عثمان میں تجھے پختہ کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ ہو تو امام اس امت شہادت امیر عمر سے تکلیف برداشتہ کا۔ کیونکہ امیر عثمان کا اس نمبر کے واسطے خدا رسول کی طرف سے حق تھا۔ اور جناب امیر اسکے فیصلہ کیلئے وعیت لئے دا چکے تھے۔ اور آپ کو معلوم دیا گیا تھا کہ تقوم مقامی اُسی نمبر پہ قیام کرنا جس کو میں نے آپ کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ نمبر چہارم ہے پس اگر یہ خلافتیں امت کے اختیار میں ہوتیں تو اول ہی دفعہ جبکہ لوگوں نے خواہش کی تھی اور سیوم دفعہ جبکہ لوگوں نے زور دیا تھا۔ حضرت امیر خلیفہ اول یا دوم یا سیوم بنائے جاتے۔ لیکن خدا رسول کے حکم نے اُن لوگوں کو لاچار کر دیا اور سب نے ویسا ہی مانا جیسا کہ حکم روز میثاق سے ہو چکا تھا +

حضرت امیر چونکہ اس امر سے واقف تھے لوگوں کو اس معاملہ میں اپنی خواہش کے موافق دست اندازی سے دھمکایا۔ اور صاف اقرار فرمایا کہ میں نمبر سیوم پر خلیفہ نہیں کہا مر۔ بلکہ حضرت عثمان کو تسلیم کر کے لوگوں سے منوایا کہ یہ کہ معاملہ خدا رسول کے اختیار میں ہے جس طرح اُنہوں نے چاہا کیا۔ اب امت کو کسی کی پس داری میں ردبدل کا کچھ اختیار نہیں اور نہ کوئی کچھ کر سکتا ہے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا +

گو اس اجماع اور شورے کے متعلق بہت سے لاطایل قصایص بے سروپا ایجاد ہو گئے ہیں اور زمانہ کی گذشت کے بعد اقوال سابقین ہو کر بن گئے ہیں اور ہر کس کی رغبت کے صورت نے معاملہ کو بدل دیا ہے۔ لیکن ہم کو کسی سے کیا غرض ہمیں وہی منظور اور تسلیم ہے۔ جو کچھ اس وقت کے بزرگوں نے تسلیم کیا۔ آمنا وسلمنا من لم یومن به فان الله لا یحب المعتدین +

البتہ یہ بات شیعہ مذہب میں صاف صاف ثابت ہے کہ اس معاملہ میں خدا رسول کی رائے دینے کی چنداں ضرورت نہیں شورے یعنے کمیٹی کے اختیار میں ہے جس کو چاہئے امام بنا لے۔ وہی حق کا امام ہے۔ خدا کی رضامندی بھی اسی امام کے واسطے ہے جس کو کمیٹی منظور کرے۔ ورنہ بلا منظوری ممبران کمیٹی کے خدا امام پر ہرگز ہرگز راضی نہ ہوگا +

کمیٹی کی پاسداری خدا کو اس قدر منظور ہے کہ اگر کوئی شخص کمیٹی کی رائے سے انکار کرے یا ان کے منظور کردہ امام کو منظور نہ رکھے تو وہ منکر خارج از طریقہ اسلام واجب القتل ہے +

وانما الشوریٰ للمهاجرین والانصار۔ فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک لله رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة۔ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی۔ قاتلوہ علی اتباعہ

غایۃ سبیل المومنین صفحہ ۱۸۹ کتاب ع۶ نہج البلاغۃ +

اور بے شک شورے یعنی کمیٹی مہاجر و انصار کے اختیار میں ہے جس شخص پر وے اجماع کریں اور اس کو امام بنائیں۔ تو خدا اس کمیٹی والے امام پر راضی ہے۔ پس اگر کوئی شخص خارج ہو اس کمیٹی سے بسبب کسی طعن کے یا بدعت کے تو اُس کو خارجی سمجھنا چاہیئے۔ اگر توجہ کرے اور باز آوے تو بہتر ورنہ اُس منکر رائے کمیٹی کو قتل کیا جاوے کہ وہ خارج از دایرہ اسلام ہے +

جناب امیر کی اس کلام سے ثابت ہوا کہ امت کو اختیار ہے جس کو چاہے خلیفہ رسول مقرر کرے خدا کو وہ منظور ہے۔ اور کمیٹی میں شمولیت کا استحقاق بھی بجز مہاجر و انصار کے اور کوئی نہیں رکھتا۔ اور مسلمان کو اُس کمیٹی کے فیصلہ در باب تعیین امام کے سے سر اٹھانا بہ تسلیم شیعہ مذہب گویا خدا سے جنگ کرنا بلکہ کافر ہونا ہے +

سو اہل سنت جماعت نے اس کمیٹی کے فیصلہ کو منظور کر لیا جس کو جس وقت اس نے امام بنایا سنی لوگ اُسے امام حق کا مان کر داخل طریقہ اسلام مسلمان رہے اور اہل تشیع برخلاف جناب امیر کے اسلامی کمیٹی کے فیصلے سے منکر اور دشمن خدا ہو کر غضب گاہ خدا طریقہ اسلام سے خارج خارجی شیعہ ہوئے۔ اب بتلائیے اختیار امت کا منظور ہے یا غضب خدا رسول کا اور خارجی ہونا +

حدیث اور یہ بھی وجہ ہے کہ در بارہ تعین خلفاء کوئی حکم صاف خدا رسول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ نے نہیں دیا +

ج دیکھو حکم خدا آیت وعدہ استخلاف میں اور حکم رسول صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ۔ میں کہ پیروی کرو میرے بعد حضرت ابوبکر و حضرت عمر

کی اور نہیں لائق قوم کو کہ موجودگی حضرت ابوبکر کے کوئی غیر شخص اُس کا امام ہو +

۱۳ شیعہ مذہب میں ائمہ اطہار اثنا عشر علیہم السلام کی امامت کے تعین کیلئے خدا رسول کی طرف سے کوئی صاف صاف حکم نہیں اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب کے پیرو تعین اشخاص ائمہ اطہار میں مختلف فرقے بن چکے ہیں +

گو جناب امیر محبوب یوم غدیر علیہ السلام کی امامت کے سب قائل ہیں لیکن بعد میں آپ کے شیعہ کے ساتھ بجائے حضرت اطہر حسنین علیہما السلام کے حضرت محمد حنفیہ کو امام کہتے ہیں شیعہ مختاریہ بعد جناب حسنین مغفورین کے امام محمد رضی کو مانتے ہیں شیعہ زیدیہ امامت جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے منکر ہیں اور شاید بجائے اُنکے حضرت امام زید شہید فرزند رشید جناب امام سجاد زین العابدین کو امام حق بتاتے ہیں شیعہ باقریہ حضرت امام محمد باقر تک اور شیعہ ناوسیہ حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام تک امامت کے قائل ہیں۔ آگے بند۔ شاید یہی لوگ شش امامیہ کے نام سے مشہور ہیں جو کراچی بندر کے گرد نواح آباد ہیں +

موسویہ حضرت امام موسےٰ کاظم کو امام کہتے ہیں لیکن افطحیہ شیعہ حضرت امام عبداللہ ابن امام جعفر صادق علیہ السلام کو امام مانتے ہیں۔ کچھ شیعہ قرامطیہ بعد انکے حضرت امام محمد ابن امام اسمٰعیل کو بجائے حضرت امام محمد تقی علیہم السلام کے امام جانتے ہیں اور شیعہ جعفریہ حضرت امام جعفر ثالث ابن حضرت امام علی نقی علیہما السلام کو بعد امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کے امام بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام لاولد تھے۔ یعنے شیعہ امامیہ کے مہدی مولود مزعوم کے منکر ہیں کہ پیدا نہیں ہوئے +

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ گو زبان سے دوازدہ ائمہ اطہار کا کلمہ پڑھتے ہیں

محبت کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت انکے مذہب کی یہ ہے کہ بجز حضرت امیر و حضرت امام مہدی علیہما السلام کے اور کسی کو امام نہیں مانتے۔ اور نہ انکے درمیانی زمانہ کو امامت کا زمانہ جانتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے درمیانی عہد میں شیطنت اور جہالت کی جانشینی تھی۔ نہ امامت اور خلافت کی۔ یعنی بعد از وفات حضرت امیر المومنین تا ظہور قایم۔ جانشینی جہل و شیطنت خواہد (مطلب حدیث کا یہ ہے) صافی شرح کافی ص۱۸۱ کتاب الحجۃ جز سوم حصہ ۴ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۸ھ مصنفہ مجتہد مذہب اثنا عشریہ ملا خلیل ابن غازی قزوینی ✚

کیوں ہوا تو ثابت کہ عند الشیعہ درمیانی زمانہ حضرت امیر و مہدی علیہما السلام کے جو عین امامت کا زمانہ ہونا چاہیئے کوئی امام نہیں ہوا اور نہ امامت جاری رہی۔ بلکہ کچھ اور بات ہو گذری ہے جس کو میں قلم اور زبان پر لانا کفر سمجھتا ہوں اور نہ بیان کی ضرورت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ محب داران ائمہ اطہار شیعوں کے اس فاسد عقیدہ کو سمجھ گئے ہونگے جو انہوں نے انکو بجائے امام ماننے کے تقیہ کی آڑ میں کچھ اور ہی نہایت برا مانا شیعوں کے برے عقیدہ سے خدا کی پناہ دل پر کچھ زبان پر کچھ۔ پھر بھی بےشرموں کا دعوے کہ ہم شیعہ اثنا عشریہ کیا اسی نیک عقیدہ پر۔ شرم ہو تو اب بجائے شیعہ اثنا عشریہ کہلانے کے چلو بھر پانی لیکر ڈوب مرو۔ کہ یزید پلید اور شمر ملعون نے انکے حق میں ایسا برا کلمہ نہیں کہا تھا۔ جو تم شیعوں نے کہا۔ اب تم خود ہی انصاف کرو کہ شیعہ اثنا عشریہ ہو یا شیعہ شمریہ یزیدیہ اور شیطانیہ ہو ✚

پس الحمد للہ کہ سنی مذہب کل آل محمدی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو بعد شمولیت ائمہ اثنا عشر کے ائمہ ہدے مانتا ہے۔ اور انکے زمانہ کو زمانہ

نیک جانتا ہے اور دوران فساد میں ائمہ اطہار کو مصلح مانتا ہے۔ نہ جانشینان الخ
کما اعتقدہم شیعہ +
یہ مذہب اور عدم تحتگی امامت کا شخص خاص کے نسبت اور عقیدہ بہ نسبت عہد
امامت ائمہ ہے کہ شیعہ مذہب میں اس لئے ہوا کہ ان کے ہاں کوئی صاف حکم درباب
تعین کسی امام کے خدا رسول کی طرف سے صادر نہیں ہوا +
برخلاف سکے سنی مذہب میں اس قسم کے عدم فساد کا یہی باعث ہے کہ
اس میں خلفاء راشدین کے تعین بہ ترتیب ھذا معروفہ کا حکم خدا رسول
کیطرف سے واضح طور پہ صادر ہے کہ اس مذہب کے کسی شخص کو حنفی شافعی
مالکی حنبلی کو ان چاروں کی امامت خلافت سے انکار نہیں بلکہ شیعہ فرقے
بھی جن کو اس مذہب سے تعلق کا دعوے ہے مثل اہلحدیث نیچری سب کے سب
بالاتفاق انہیں چہار خلفاء حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت
عثمان غنی حضرت علی مرتضے علیہم السلام کو ائمہ وخلفاء حق مانتے ہیں اور
ان میں سے کوئی کسی خلیفہ و امام کو خارج امامت وخلافت سے نہیں جانتا اور
اچھے عقیدہ سے انکے عہد فیض مہد کو خیر القرون سنت کا پاک زمانہ جانشینی
سنت وخلافت راشدہ و امامت مانتے ہیں کیونکہ خدا رسول نے ان کی خلافت
کے واسطے صادر فرمادیا تھا جس کی طاعت سے اہل ایمان کو انکار کی مجال نہیں
ص ۸۶ چنانچہ ازالۃ الاخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں شاہ ولی اللہ صاحب الخ
ج۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم مغفور نے یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ
دوبارہ تعین خلفاء حکم خدا ورسول وارد نہیں +
ص ۸۹ اصلی نائب نبی کا وہی ہے جو رسالت میں نائب ہو +
ج۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء۔ خاتم النبوت نہیں حضرت
امیر ساتھ شریک ختم النبوت ہیں۔ پھر علی ہذا خاتمہ نبوت کا حضرت امام مہدی

پر ہوگا تو اہ شیعوں کے ایمان بھر کے عقاید حضرت رسول خدا سے بھی ہاتھ کرنے لگے +

ج ۸/۲۶ مثلاً اگر امتی کسی رسول کی اطاعت نہ کریں تو رسالت میں کچھ فرق نہ آیگا گو سلطنت دنیاوی بوجہ عدم اطاعت امت کے قایم نہ رہے۔ اسیطرح نائب حقیقی کی بھی متابعت اگر امت نہ کرے تو ہرگز اس کی نیابت میں فرق نہ آیگا +

ج - امت کی حالت کیسی ہی کیوں نہ بدل جائے۔ لیکن رسول کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنے اُس منصبی کام کو پورا کرے جسکے لئے مبعوث ہوا ہے یعنے مخالفین کو تلقین کلمہ حق کرتا رہے۔ گو اس میں کیسے ضرر و ضرر کیوں نہ پہنچے۔ بحالت طاقت اُن سے جہاد کرے۔ یا ہجرت کر کے کہیں اور اعلائے کلمہ حق کرے +

نہ یہ کہ مخالفین سے ڈر کر اپنے منصبی فرض تبلیغ حق کو چھوڑ بیٹھے۔ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ اپنا حق کھو بیٹھے ان کا اقتدا کرے۔ اپنی سنت ترک کرے اور مخالفین کی ہر ایک بدعت کا شریک اور تابع رہے +

ایسا ہی اُسکے نائب حقیقی کو لازم ہے کہ وہ اپنی   کے جملہ اوصاف سے موصوف ہو رسول کے اور وہ اپنے مخالفوں سے لڑے اور اپنے   کے دین کو قایم رکھے اگر طاقت نہ ہو تو ہجرت کر کے کہیں اور جگہ جا رہے اور اپنا کام کرے یعنے اعلائے کلمہ حق +

اگر رسول موید حق نہ ہوا اور اسکا نائب   کا موافق نہ ہوا تو دونوں کے لئے شک ہے کہ وے خدا کیطرف سے نہیں تھے وے ضرور مصائب پر صابر ہوتے اور خدا کا کام پورا کرتے +

یہ جملہ اوصاف نبوت حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ میں موجود تھے۔ ہر چند مشرکین اور کفار کیطرف سے ایذا پر ایذا پہنچے۔ صبر ہوا صعب تر تکالیف اٹھائیں تاہم موید خدا رہے اور اعلاء و تلقین کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔ جب دشمنوں کی دشمنی حد سے بڑھ گئی۔ رشتہ دار و اصحاب آپ کے بڑی

بیرحمی کے ساتھ نکالے گئے۔ بلکہ آپ کے لئے بھی شہید کر دینے کا پختہ منصوبہ باندھا گیا تو آپ واں سے اٹھ کر دوسری جگہ میں جا رہے اور وہی کام واں جا کر شروع کیا +

جب مخالفوں کی اذیت دوسری جگہ میں بھی جا پہنچی تو اُس وقت آپ نے اُس اذیت اور ضرر کے روکنے کے لئے جہاد کیا۔ قوم سے ضرر کو ہٹایا۔ دین یعنی عبادت حسنہ اسے روکاوٹ مخالفین کو مٹایا +

اب لازم تھا کہ آپ کا حقیقی نائب ایسے وقت میں ویسا ہی کام کرتا جیسا کہ اسکے منیب نے کیا تھا۔ لیکن شیعہ مذہب میں اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے نائب حضرت امیر علیہ السلام نے ویسا نہ کیا۔ بجائے تائید حق تلقین ہجرت اعلاء۔ جہاد کے آپ نے اُن شخصوں کا جن کو شیعہ لوگ کافر۔ مرتد۔ منافق مانتے ہیں اور ان کی سب رسم کو عبادت مفروضہ جانتے ہیں۔ اقتدا کیا۔ ان سے رشتہ داری کی۔ محبت بنائی۔ ڈر کر تقیہ کیا۔ جماعت میں شریک رہے عبادات میں اُنکے مقتدی بنے۔ اور دین خدا کی جو انہوں نے اپنی اصلی حالت سے بدلدیا کچھ تائید کی +

اب بتا اسی نیابت حقیقی اس کا نام ہے۔ اے میاں شیخ الشیعہ۔ فرق بجائے خود رہا۔ نیابت حقیقی بجائے خود رہی۔ یہاں تو شیعہ مذہب کے اصول پر جناب امیر کی مجازی نیابت بھی صحیح طور پر ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ جناب امیر نے ہر ایک کام میں حضرت رسول خدا کی سخت سے سخت مخالفت کی اور ہمیشہ مخالف رہے۔ اُن شخصوں سے ملکر ان کی بیعت و موافقت کی جو شیعوں کے نزدیک منافق اور حضرت رسول خدا کے سخت دشمن رہے +

ہاں سنی مذہب کے اصول پر حضرت امیر بے شک اصلی نائب حضرت رسول کے

ثابت ہوتے ہیں کہ اس میں آپ اُن جملہ اوصافت سے موصوف ہیں جو حضرت رسول خدا

تھیں اور جن کا ہونا آپ کے جملہ خلفاء راشدین میں ضروریات سے تھا +

جیسا دیگر اصلی نائبان نے دین کی تائید اعلا کلمہ حق - حفاظت سنت کا کیا ہے

ویسا ہی حضرت امیر موید دین حق اعلاء کنندہ کلمہ حق - محافظ سنت رسول رہے

پس اگر اصلی نیابت جناب امیر پر ایمان لانا ہے تو واپس گھر آؤ اور سنی بنو ورنہ

شیعہ مذہب میں آپ کی اصلی نیابت کا کچھ پتہ نہیں ہے اور نہ ثبوت ہے +

جب رسالت کا نائب وارث علوم انبیاء ہے +

آج بجاء ہے سنی مذہب ایسا ہی مانتا ہے مگر شیعہ مذہب کا اصول ائمہ اطہار کو وارث

علوم انبیاء کرام نہیں مانتا بلکہ ایسے شخصوں کے مال اسباب کا وارث قرار دیتا ہے

جو شیعہ مذہب کے اصول پر کافر ہیں +

ولد الزنا - جسکے جھوٹا سے ضو تک وہ نہیں اور یہودی نصرانی - مشرک کے برابر ہے

دیکھو من لا یحضرہ الفقیہ - اور وہ کافر ہے - دیکھو یہ حدیث عن ابی

عبد اللہ علیہ السلام - لا یدخل حلاوۃ الایمان قلب سندی ولا خوزی ولا زنجی

ولا کردی ولا بربری ولا نبطی ولا من حملتہ امہ من الزناء - (خصال

لابن بابویہ قمی) +

حضرت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں نہیں داخل ہوتا ایمان

دل میں خوزی کے سندی کے زنجی کردی بربری نبطی کے اور ولد الحرام کے +

سندیو نکے لئے شیعہ ہونا بے سود ہے - کیونکہ حلاوت ایمان کی انکو

نصیب نہیں - سنیوں سے نکلے - آگے جگہ نہ ملی تو دھوبی

کے کتے کی طرح نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے یعنے سندھی

شیعہ ہر طرف سے خارجی ہوئے . . . .

لہذا اے شیعان سند - یعنے ٹنڈو ورسکالا باغ یکلوریہاڑیو - ڈیرہ اسمعیل خان

بھکر۔ ٹونک میرن۔ کروڑ۔ لیہ۔ پیر عادل۔ ڈیرہ غازیخان جامپور۔ فاضلپور

نوشہرہ۔ اُچ۔ مٹھن کوٹ۔ جھاں۔ میرپور۔ وڑی۔ سکھر شکارپور۔ حیدآباد

کراچی وغیرہ علاقہ سندھ۔ جب تمہارے لئے شیعہ مذہب میں ایمان نہیں۔ تو

پھر کس امید پر اس مذہب میں اڑے ہوئے ہو۔ کیا بے ایمانی کے لئے وقت

ہے توبہ کرو۔ سنی مذہب کے فیض سے بہرہ یاب ہو کیونکہ یہ تمہارے واپس آنے پر

تمہیں بے ایمان نہیں رکھیگا۔ بلکہ صاحب ایمان سمجھیگا +

مسئلہ اگر شیعہ مذہب جناب رسول و ائمہ اطہار علیہم کیطرف سے حق کا مذہب

ہوتا تو اس میں ہر ایک داخل ہونے والے کے لئے ایمان کا فیض عام ہوتا کہ آپ کافۃ الناس

پر مبعوث تھے نہ کسی خاص ملک کے باشندوں کے لئے کہ فلانے ملک کے

ہوں۔ اور فلانے ملک کے شخصوں کے واسطے شیعہ مذہب میں مطلق ایمان نہیں

مسئلہ سنی مذہب کے برحق ہونے کی یہ بھاری دلیل ہے کہ اس میں ہر ایک فرقہ

اور ملک کے شخص کے لئے ایمان کا فیض ہے۔ خواہ وہ شیعہ مشرک اور کافر ہو یا

شیعہ یہودی اور نصرانی ہو یا شیعہ مجوسی آتش پرست ہو۔ خواہ شیعہ خارجی اور رافضی

خواہ شیعہ چہارامہ سالسی ہو۔ خواہ شیعہ بدعتی بے ایمان ہو۔ کوفی ہو۔ سندھی ہو

بربری ہو اور خواہ ولد الحرام بھی ہو +

جب وہ تائب ہو کر آئے تو وہ تمام نجاستوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ برخلاف شیعہ

مذہب کے وہ اس میں پاک نہیں ہوسکتا۔ وہ شیعت میں ویسا ہی نجس اور پلید ہے

جیسا کہ پہلے تھا۔ اور جو تھا اُس کا نجس العین ہے یہانتک کہ اُس سے وضو

تک روا نہیں۔ اگرچہ وہ ہزار کلمہ پڑھے۔ علی ولی اللہ کا ذکر کرے کربلا معلے

اور نجف اشرف کی سچی محبت سے زیارت کرے اور نماز بھی شیعوں

جیسی پڑھے تاہم وہ نجس ہے اور کافر۔ اور بے ایمان . . . .

بے وقوف اتنا نہیں سوچتے کہ قصور ہے تو اسکے ماں باپ کا۔ شیعہ ہو یا کیا

قصور اور اسکے لئے جوٹھے میں کیا زہر کیا وہ انسان کا بچہ باوجود کلمہ نماز پڑھنے اور جناب سرکار یمان لانے کے اور بھی کتے سے بدتر ہو گئے کا جوٹھا شیعہ مذہب میں شرب کر جاتے اور اسکا پلید ٹھہرنے کہ ولد الحرام کا جوٹھا پلید ہے وضو تک روا نہیں +

الغرض اس حالت کا اگر کوئی بے ایمان ولد الحرام شیعہ مر جاوے ارث چھوڑ جاوے۔ تو اسکے مال و اسباب متروکہ کا کون وارث شیعہ مذہب کہتا ہے حضرت امام دیکھو اور ثبوت دیکھنے کیلئے حدیث مندرجہ صفحہ ۲۲ جلد رابع من لا یحضرہ الفقیہ موجود ہے

۱۲۱ یروی یونس عن عبد اللہ ابن سنان عن ابی عبد اللہ قال سئلتہ فقلت جعلت فداک کم دیۃ ولد الزناء قال یعطی الذی انفق علیہ ما انفق علیہ قلت فداک فانہ مات ولہ مال فمن یرثہ قال الامام +

عبد اللہ بن سنان کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ مر گیا ہے ولد الحرام اور ہے اسکا مال پھر کون وارث ہو اسکا۔ تو فرمایا آپ نے وارث کا امام ہے (اب متعہ زاد پاک ہوئے +

اس میں کچھ شک نہیں کہ شیعہ مذہب میں امام کا اطلاق نبی پر ہے یا بارہ امام پر یا مثیل ان کے جن افراد کو عصمت طہارت۔ عدالت شیعیت میں لازم ہے ماسوائے انکے اور کوئی شخص مطلق امام نہیں نہ امام کا مستحق اور مجاز نہیں زمانہ انبیاء کرام ختم۔ پیش نماز کا منصب نہیں کہ وہ کسی پر اتنا دعوےٰ کرے کہ وہ اسکے کل ارث کا وارث ہو بنا بریں یہ بوقت حکم پانے اس مسئلہ کے وجود امام موجود بھی نہ تھا۔ بجز دوازدہ امامین سے ایک کے۔ جو خود پیش نمازی کا کام کرتے تھے + دوازدہ میں سے ہر ایک شیعہ کی ہر ایک چیز پر ملکیت کا منصب رکھتا ہے اگر باور نہ آوے شیعوں سے پوچھ لو۔ لہذا شیعہ مذہب کے نزدیک ولد الحرام کا وارث انہیں ائمہ میں سے امام ہے جو اس وقت موجود ہو۔ استغفر اللہ من کفرات الشیعہ شیعو تمہیں مناسب ہے کہ خانگیوں اور کنجریوں کا مال تک گھر میں جمع کر رکھیو جب سر من رائے کے مہدی باہر نکلیں انکے حوالہ کر دینا کہ تمہارے مذہب شیعہ میں یہ مال انہیں کا ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ عموماً ولد الحرام ہوتے ہیں اور انہیں کا وارث شیعہ مذہب اپنے ائمہ کو بتلاتا ہے +

تعجب تو اس پاک کاری پر ہے کہ جوٹھے پانی سے وہ تقوے اور پرہیزگاری کہ پینا بجائے خود۔ وضو تک روا نہیں اور مفت کے مال پر وہ حرص کہ کل مال تک خود لے دیگر سے راحت ملیت واہ شیعہ مذہب تیری شیعیت۔ کیوں نہ تیرا مال ہو حرام کیلئے تیرا ہی پیٹ مناسب ہے۔ الخبیث للخبیثین اور یہ اسی کا اثر ہے کہ تو نے ائمہ اطہار

کی نسبت ایسی سخت گستاخی کی بلکہ توہین کی کہ طیبین کو مردار کا وارث ٹھہرایا اور اس بے ادبی سے ہم اہلسنت جماعت کا دل دکھایا۔ جاء خدا تجھے تیرے اس بدعقیدہ کی مناسب پاداش دیوے +

اب اور سنیئے۔ عن عبدالرحمن ابن اعین۔ قال قال ابو جعفر علیہ السلام۔ لایزداد بالاسلام الا عزاً فنحن نرثہم ولا یرثونا۔ ھذا میراث ابی طالب فی ایدینا۔ ص۲۹۲ استبصار باب انہ یرث المسلم الکافر ولا یرثہ الکافر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ +

فرمایا جناب سیدنا حضرت محمد باقر علیہ السلام نے۔ نہیں بڑھتی اسلام سے مگر عزت پس ہم لوگ وارث ہیں کافروں کے اور کافر نہیں وارث ہمارے دیکھو یہ ابی طالب کا ورثہ ہے ہمارے ہاتھ میں +

اس حدیث سے شیعہ مذہب کا کفر بہ نسبت جناب حضرت ابیطالب جسکا اتہام بار بار سنیوں پر ہوا کرتا تھا۔ ثابت ہو گیا کہ شیعہ لوگ اُن کو مسلمان نہیں جانتے خیر اسکا مباحثہ تو آگے جاکر ہوگا۔ بالفعل تو تحقیق کے رؤ سے ثابت ہوا کہ جناب ائمہ اطہار علیہم السلام کو شیعہ مذہب بجائے وارث علوم انبیاء کرام ماننے کے کافر اور ولدالحرام کے مال اسباب کا وارث مانتا ہے۔ جس کا نتیجہ شیعوں کے نزدیک ان کی نیابت اہل کفر کی ثابت ہوئی نہ انبیاء کرام کی۔ واہ شیعو مخلصو تمہاری ایمانداری سنہ مومنوں کا دل کافروں کا +

خدایا۔ اب بھی کچھ شیعوں کے لئے عذاب کی دیر ہے۔ اس سے بڑھکر انکا کیا کفر ہوگا کہ انہوں نے تیرے ان پیارے بزرگوں یعنے ائمہ اطہار کو جو ہر طرح سے پاک اور اخیار ہیں بجائے وارث علوم انبیاء کرام ماننے کے وارث مال مردار ابن الحرام مانا +

ائمہ کرام کے شان پاک کی یہ توہین شیعوں نے کچھ تھوڑی ہی نہیں کی بریدپلید

اور شمر لعین سے بھڑکر قدم کھا ہے سنی حب صحابہ کو دیکھینگے جل بھن اٹھینگے
کہ تلوار سے شمر نے کی اور زبان سے شیعوں نے کی لیکن ہم برادران اہلسنت کو ائمہ اطہار
کی سنت پر صبر کرنا چاہیئے۔ کہ بلوائے عام میں بجز صبر کے کوئی چارہ نہیں
اور میں امید کرتا ہوں کہ شیعہ لوگ جو اپنے مذہب کی کتب سے واقف نہیں اب
واقف ہوکر اس کفر سے توبہ کرینگے۔ اور سنیوں کے ساتھ ہوکر سچے ایمان سے ٹھیک
مان لینگے کہ رسالت کا نائب وارث علوم انبیاء کرام ہے نہ کسی ولدالحرام کا

صلہ کلام ربانی کی تفہیم و تعلیم بعد رسول وصی کے متعلق ہے +

ج پھر کیوں تمہارے عقائد کے بدعتیوں کی بدعت کے مقلد رہے۔ اور
قرآن کو چھپا ڈالا۔ کہ آخر کو امام مہدی صاحب لاوینگے۔ بھلا اب کیوں سر من راٰ
میں مصحف خدا کو دبائے پڑے ہیں۔ باہر نکلکر کیوں تفہیم تعلیم نہیں کرتے۔
کیوں کوئی ڈر ہے۔ یا ابھی شیعہ مخلص پورے نہیں ہوئے +

یہ تعریف شیعہ مذہب کے رو سے ائمہ اطہار پر ثابت نہیں کی۔ ہاں
اہلسنت کے رو سے اُن پر ثابت ہے کہ خلفاء اربعہ اہلسنت نے بڑے اہتمام
سے اشاعت اور تفہیم و تعلیم قرآن مجید کی پوری پوری کی کہ آج تک انہیں کا جمع
کیا ہوا اور رواج دیا ہوا قرآن دنیا پر موجود ہے جس سے ساری خلق اللہ فوائد
بے شمار اٹھا رہی ہے۔ اور جناب ائمہ ہدے علیہم السلام نے اسی قرآن کی تفہیم تعلیم
لوگوں پر کی اور خود اسی پر عمل کیا اور اس کتاب کو حضرت ابو بکر و امیر عمر و حضرت
عثمان و جناب مولائے مرتضے علیہم السلام سے مع تعلیم و تفہیم کے پایا +

صلہ اگر بعد مرسل کے نائب باقی نہ رہے تو دین ایمان کا مطلق ٹھکانا نہیں ہے
چنانچہ یہ امر بروئے نص قطعی ثابت کہ اگر امت بعد مرسل کے کتاب اللہ اور
نائب مرسل سے جو اس کا تعلیم دینے والا ہے۔ متمسک نہ ہو تو وہ امت قطعی گمراہ
ہوجاوے۔ چنانچہ فرمایا ہے جناب سید المرسلین نے حجۃ الوداع کے دن

ایک بہت بڑے مجمع اہل امت سے کہا یا ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی وان تمسکتم بہما لم تضلو بعدی +

حج حجۃ الوداع کے دن بڑے مجمع اہل امت سے فرمانے کا باعث یہ تھا کہ اب کے بعد دنیاء سے رحلت ہے۔ آیندہ حج پر نہیں آونگا۔ لیکن ضرور ہے کہ بعد میرے میری جا بجا میرے علوم کے ورثا خلفاء راشدین منصوصین سے اول ہی اول بلا فصل ایک خاص شخص سر پر آرائے خلافت ہو تاکہ وہ امام اول بکر میری سنت کو جاری رکھے +

آپ کو عرب کی عادت پر یہ بخوبی معلوم تھا کہ وے اس تعین ترتیب پر زور اور جوش کو ضرور دخل دینگے۔ اس لئے تاکیداً فرما دیا کہ اس اہل حل میں سی عترت تمسک کرنا اور جس کی نسبت وے ارشاد فرمادیں۔ اول اسی کو مقرر کرنا کیونکہ اس فیصلہ کی بابت آپنے اپنے ازواج مطہرات کو جو اصول عترت و اہلبیت ہیں سمجھا فرما دیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ بعد میرے تعیین خلافت کی اس صورت پر ہو +

مسئلہ۔ عترت بمعنے نزدیکان مرد سو منجملہ تمام گھرانہ کے مرد یعنے خاوند کو بیوی زیادہ نزدیک ہے۔ اور روایات میں لفظ اہلبیتی بھی مروی ہے جسکے معنے گھر والی کے ہیں۔ اور گھر والی بہ نسبت خاوند کے ہمیشہ بیوی ہی ہوتی ہے جیساکہ ہمارے ہندی زبان میں بھی مروج ہے کہ "میں فلانے کی گھر والی (اہلبیت) ہوں" یعنے بیوی جیساکہ قرآن میں اہلبیت آپ کے مقدسات حرموں کا لقب ہے گو بذریعہ دعاء آپ نے جناب مولائے مرتضے و جناب حضرت فاطمۃ الزہراء و حضرت جناب حسنین مقدسین علیہم السلام کو بھی شامل فرمایا۔ آمنا و سلمنا +

اگرچہ یہ فیصلہ ایک صورت میں وقت سے قبل اشتہار پاچکا تھا۔ لیکن وقت پر اس کی تعمیل میں تمسک باہلبیت کرام ضروری تھا اس لئے آپ نے تاکیداً اس موقع حجۃ الوداع پر فرمایا کہ معاملہ کے وقت تمسک بکتاب اللہ و عترت کرنا

سو قرآن میں بلحاظ کل سے افضلیت کے اور تقدس (بزرگی) کمال سمجھے جس کی تشبیہ عصمت انبیائے کے قریب ہے حضرت ابوبکر صدیق ہی خلیفہ بلا فصل ثابت سمجھتے ہیں اور ایسا ہی جناب رسول خدا نے اپنے عترت پاک یعنے ازواج مطہرات سے اس خوشی کے راز تعین ترتیب خلافت خلفاء کا فرمایا۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ انسان من جملہ تمام لواحقین کے اپنی بیوی کو زیادہ رازدار سمجھتا ہے اور ہر غمی خوشی کی بات اسکے آگے بیان کرتا ہے اور وہ اس کی فرحت کا باعث اور اندوہ میں غمگسار ہوتی ہے۔ اس لئے تمام اصلی مقاصد اُسے اُس کے آگے بیان کرنے ضروری ہوتے ہیں +

چنانچہ ایسا ہوا کہ اس مسئلہ کی نسبت آپ نے اپنے حرم محترم جناب حفصہ سے یوں فرمایا کہ مالک ہونگے خلافت کے میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق پھر تیرا باپ امیر عمر اخیر حفصہ "انہ یملک من بعدہ ابوبکرؓ و عمر سورت تحریم سیارہ ۔ ۲۸ تفسیر مجمع البیان طبرسی از شیعہ مطبوعہ طہران بہ ۱۲۷۵ھ +

اگرچہ یہ بات عام طور مشہور ہو چکی تھی لیکن پھر بھی جناب رسول خدا کے اس مجمع میں اس فرمانے کا بھی منشاء تھا کہ اہلبیت ہی کو تمسک پکڑنا یعنے میرے بعد اوسی کو خلیفہ بلا فصل مقرر کرنا جس کی بابت میرا ارشاد اہلبیت کے ذریعہ سے ظاہر ہو چکا ہے سو لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ بنی سقیفہ کے جلسے کے وقت جو اسی تعین خلافت کے متعلق تھا۔ قرآن اور اہلبیت سے تمسک کر کے حضرت ابوبکر ہی کو خلیفہ بلا فصل مقرر کر لیا۔ اور دوسرے موقع پر شیعہ مذہب میں جناب مولائے علی نے بھی لوگوں کے منشا کے موافق خلیفہ بلا فصل ہونے سے انکار فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کر لیا پھر باستخلاف حضرت عمر کو کیونکہ یہ ترتیب اہلبیت کے نزدیک محقق ہو چکی تھی سو ایسا ہی اہل جماعت سنت بہ تمسک قرآن و اہلبیت و مولائے علی حضرت

ابوبکر کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں یعنے متمسک بقرآن و اہلبیت کون ہیں ۔ یہ فرقہ حق اہلسنت والجماعت نہ فرادن اہل تشیع ٭

عدم تمسک اہل تشیع کا ساتھ قرآن مجید کے یہ ہے کہ یہ لوگ جناب ازواج مطہرات جن کو قرآن اہلبیت فرماتا ہے ۔ اہلبیت نہیں جانتے اور عدم تمسک تشیع کا باہلبیت کرام یہ ہے کہ کسی معاملہ میں اُن اہلبیت کی بھی پیروی نہیں کرتے جن کو اہلبیت مانتے ہیں ۔ جیساکہ جابجا ثابت ہوا اور نیز اس معاملہ میں تو ظاہراُن کی تقلید نہیں کرتے باوجودیکہ حضرت امیرنے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کو خلفائے حق تسلیم کرلیا ہے ٭

شیعوں کا جناب ازواج مطہرات کو اہلبیت نہ ماننا سخت غلطی ہے اور مخالفت ہے وصیت جناب مولائے مرتضےٰ کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بجز اُن اہلبیت کے جن پر شیعوں کی حصر ہے اور اشخاص بھی ہیں جو رسول خدا کے اہلبیت ہیں ۔ اور انکے ساتھ ہر فرد امت کا بل اہلبیت محصور بن شیعہ بھی تمسک پکڑنے کے مامور ہیں ۔ جیساکہ جناب امیر کی اس وصیت سے ثابت ہوتا ہے ٭

مَیں تم کو اے حسن اور جمیع اہلبیت او رلپنے فرزندان کو وصیت کرتا ہوں کہ جسے یہ نامہ پہنچے بہ تقوے و پرہیزگاری خداوند عالمیان کہ پروردگار تمہارا ہے نہ مرنا مگر بدین اسلام اور ایسان حسند است کہ کتاب خدا اور اہل بیت رسول خدا ہیں متمسک رہنا الخ صہ ۲۰۶-۲۰۷ جلاء العیون جلد اول چھاپہ جعفری واقع نخاس جدید در لکھنو ٭

جناب امیر کا حضرت امام حسنؑ و دیگر متعلقین علیہم السلام کو اپنا اہلبیت قرار دینا پھر اُن کو مامور بہ تمسک اہلبیت حضرت رسول خدا فرمانا ۔ صاف بتلاتا ہے کہ وے اہلبیت کہ ام حضرت رسول خدا سوائے جناب حضرت علی و

جناب خاتون قیامت حضرت حسنین علیہم السلام کے اور ہیں جن کو شیعہ لوگ برخلاف قرآن وحضرت علی اہل بیت کے دایرہ سے باہر سمجھتے ہیں +

صاحبو۔ انصاف کی عقل سے سوچو بوقت اس وصیت کے ماسوائے امامین طاہرین کے اور کوئی شخص اہلبیت محصورین شیعہ سے موجود نہ تھا کہ انکے ساتھ جناب امامین مقدسین تمسک کرتے حضرت امیر رحلت فرمانے والے تھے۔ علاوہ بریں بلحاظ بزرگی کے حضرت امام حسین علیہ السلام کو تمسک بہ حضرت امام حسن علیہ السلام لازم تھا اور امام حسن خود مع حضرت امام حسین و دیگر لواحقین کے مامور بہ تمسک اہل بیت حضرت رسول خدا ہوئے جو ماسوائے ان کے اور تھے +

یعنی بہرحال ثابت آیا کہ انکے سوا دوسرے اور اہلبیت کرام ہیں جو حضرت رسول خدا و حضرت مولائے مرتضے کیطرف سے متمسک بہا کا عہدہ اور منصب رکھتے ہیں کہ وے کرام ازواج مطہرات حضرت رسول خدا ہیں جن کو خود خدانے اہلبیت کے معزز نام سے موسوم گردانا اور یہ اہلبیت کرام جن کو دعا کے ذریعہ سے آپ نے اہلبیت کرام میں داخل فرمایا اور سنی و شیعہ دونوں اُن کو مانتے ہیں انکے اہلبیت کرام سے جن کو خدا رسول فرماتے ہیں اور حضرت امیر واتکا تابعی فرقہ سنی مانتے ہیں۔ تمسک کا رشتہ رکھتے ہیں چنانچہ یہ بات حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے عمل سے واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے بموجب وصیت پدری کے تمسک بازواج مطہرات حضرت رسول خدا پکڑا۔ اور ثابت کیا۔ کہ وے اہلبیت کرام متذکرہ حدیث ثقلین بھی اہلبیت ازواج مطہرات ہیں۔ جو اپنے ساتھ تمسک کئے جانے یعنی متمسک بہا ہونے کا منصب رکھتے ہیں حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کو اختیار تھا کہ اپنے ہاتھ سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو

اسباب امامت ودیعت فرماتے لیکن باوجود این آپ نے تمام اسباب امامت
ان کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ جناب حضرت ام سلمہ زوجہ مطہرہ حضرت
رسول خدا کے سپرد کیا۔ کہ حضرت امام زین العابدین یہ خلافت اُن کے
مقدس ہاتھ سے لیویں تاکہ تمسک بہ اہلبیت حضرت رسول خدا کی وصیت
پر پورا عمل ہو۔ حالانکہ خود بھی اہل بیت تھے +

ثبوت دعوے کے لئے اس عبارت کو دیکھو جس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے
اور شیعوں میں موجود ہے جلاء العیون جلد دوم صا۱۴۱ چونکہ حضرت امام حسین
کو اپنی شہادت کی خبر تھی اس وجہ سے قبل سفر عراق کتب اور جمیع ودائع
انبیاء و اوصیاء حضرت ام سلمہ زوجہ رسول خدا کے سپرد کر دئے تھے کہ
جب زین العابدین کربلا سے واپس آئیں سب تبرکات حضرت ام سلمہ
اُنکے سپرد کر دیں +

یہ ودائع اور کتب اشیاء محفوظات خدا تھیں۔ اگر ساتھ لیجاتے
اور وہیں ان کے سپرد کرتے تو کوئی دشمن کچھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہ
کیا فقط اسی غرض سے کہ عمل بہ حدیث ثقلین پورا ہو اور نیز خلافت کے
معاملہ میں امام صاحب کا یہ عمل یعنے حضرت زوجہ رسول خدا کے مقدس ہاتھ
سے امام زین العابدین کو خلیفہ مقرر کرانا۔ ایمانداروں کے لئے کافی ثبوت ہے
کہ ثقلین کی حدیث میں عترت و اہلبیت حضرت ازواج مطہرات ہیں اور
تمسک میں تاکید بمعاملہ خلافت ہے جس تمسک پر عمل سنیوں نے کیا الحمد للہ
کہ اس معاملہ میں کسی نے اپنے ائمہ اطہار کے متمسک بالقرآن و باہلبیت رسول
خدا ہیں۔ اور شیعہ ان میں سے کسی کے متمسک نہیں بلکہ منکر اور مخالف ہیں
صفحہ اگر بقول اہل تسنن دینیات کی بشہادت آیہ اکملت لکم دینکم
ایسی تکمیل ہو چکی تھی کہ آئندہ دینیات میں ضرورت نائب رسول کی باقی

نہ رہی تھی تو پیغمبر خدا نے اسے تاکید سے حکم تمسک عترت کیوں فرماتے +

ج ۔ حضرت جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلیہ وسلم نے اپنے جملہ خلفاء راشدین و نائبان کے کل کام آنے والے کو سنت دین فرما کر تکمیل کے دائرہ کے اندر لے لیا تھا ۔ اس لئے دایرہ تکمیل کے اندر خلفاء و نائبان رسول کا ہونا جن کو بروئے تمسک بعترت نیابت اور خلافت و امامت ملی ضروریات سے تھا کہ وے بعد آپ کے اپنے سنن کو جو تکمیل کے دایرہ کے اندر داخل و شمار ہو چکے تھے جاری کریں اور قایم رکھیں +

چونکہ ثبوت خلافت خلفاء و تعین خلفاء بہ ترتیب نبوی جو تکمیل دین کے اندر ہے موقوف بہ تمسک عترت تھا اور یہ تمسک بھی اسی تکمیل کے اندر تھا اس لئے آپ نے تاکید سے حکم نافذ فرمایا ۔ یعنے خلافت و نیابت خلفاء و نائبان و تمسک بعترت دین کی تکمیل کے اندر ہے نہ خارج پھر اس پر اعتراض کیوں اور کیسا +

ستو شیخ الشیعہ تمہاری تحریر کے لفظ" الیتی تکمیل" سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک شریعت کی تکمیل حضرت رسول خدا نہیں کرسکے اور ابھی ضرورت ہے کہ ایک شخص اور آکر آپ کی طرح نبوت کا کام کرے تاکہ تکمیل شریعت بہ تمامہ اس پر ختم ہو جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہارے اعتقاد شیعی میں توبہ توبہ حضرت رسول خدا ۔ خاتم الانبیاء نہیں اور آپ کی نبوت کا شریک دیگر شخص ہے جس پر نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے وا اسفا ۔ ایسے فضول عقیدے تمہارے پر خدا کی لعنت ۔ کہ نبوت کو بھی حب مولا امیر میں ناقص ٹھہرایا +

ص ۱۳ اور وجہ اس کی (بعد نبی کے نائب کی تکمیل کرنے کی) یہ ہے کہ کلام ربانی کی تاویلات اور تقلیبات اور اشارات اور تمثیلات عوام الناس کی فہم کے

قابل نہیں ہوتے ہیں +

جو سمجھ کے ہو بھی پہلے جب قرآن ایسا مشکل اوراوق تھا تو عوام الناس یعنے کل کافہ انام کے ہدایت کے واسطے نازل کیوں فرمایا۔ پھر تو تم نے خدائے بزرگ وپاک پر الزام لگایا کہ اس نے ناقص العقل وفہم پر ایک ایسی مشکل چیز اوتاری جو اُسے وہ سمجھ نہیں سکتا۔ اور خواہ مخواہ تکلیف مالایطاق کا مکلف ٹھہرایا۔ علاوہ بریں اب امام کہاں ہیں اور کون تفہیم وغیرہ قرآن کی کراتا ہے۔ یا زمانہ کے شیعہ بے امام گمراہ ہیں +

احمقو الیسا مت کہو خدا طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ان اللہ لا یکلف نفساً الا وسعہا۔ اس نے قرآن عام فہم بھیجا ہے۔ انا انزلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون۔ کسی خاص سے تخصیص مفہومیت کی نہیں رکھتا۔ کوئی خود سمجھتا ہے آگے سمجھتا ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں +

یہی وجہ ہے کہ برخلاف عقاید شیعہ کے سیکڑوں شخصوں نے اُس کی تاویلات اشارات تمثیلات کو اپنی تفاسیر میں ظاہر کیا۔ اور لوگوں نے سمجھا اور فائدہ اٹھایا +

ماسوائے انکے اگر وے تاویلات اشارات تمثیلات کچھ اور ہیں جو مخالف کے سینہ میں ہیں اور ان سے کوئی شخص فائدہ نہیں اُٹھا سکتا تو وے ایسے اوق پھیلیں مخالف ہی کو مبارک رہیں۔ ہمارا اُن کو سلام۔ صاحب قرآن مبین ہے اس کی تعلیم عام فہم ہے۔ ہم بدے خود سمجھتے ہیں۔ آگے ہم کو سمجھانے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں۔ شیعوں کیطرح ایسے بے سمجھ انعام نہیں کہ ائمہ بدے سمجھائیں اور ہم نہ سمجھیں +

ص ۱۱ انکو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جن کو علم علوم انبیاء یعنے لدنی ۳۴ ورثہ ملا ہے ...... +

ج ۔ جب قرآن شریف ایسا سہل ہے کہ عوام تک اس کے سمجھنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر ۔ تو آئمہ ہدے علیہ السلام جو قرآن کے وارث اور مالک ہیں اسے کیوں نہ سمجھیں ! اول +

شیعہ مذہب کے وارثان علوم سے باوجود سمجھ اور علم کے اس کلام ربانی لوگوں کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا شیعہ کہتے ہیں کہ خود تقیہ میں رہے ۔ علم کو چھپائے رکھا ۔ اگر کسی نے پوچھا تو صاف انکار کر دیا کہ او میاں اصل قرآن گم ہے ۔ سر من رائے کے مہدی صاحب لاوینگے ۔ اُس وقت پوچھنا اب چپ رہو ۔ کچھ نہیں آتا جاتا +

خیر ایسا ہی سہی ۔ مگر یاد رہے کہ یہ عقیدہ شیعوں کا اہل ہنود کا سا ہے کہ اُن کے نزدیک وید کو بجز برہمنوں کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔ تو اس ڈھنگ میں شیعوں کا عوام الناس کو قرآن مجید کے فہم ۔ ادراک تلاوت و زیارت کے فیض عام سے اصل تقیہ کی آڑ میں روک رکھنے کا منشا ہے کہ جس طرح ہو لوگ کتاب اللہ کے فیض سے محروم رہیں ۔ صاف روکتے تو کوئی نہ رکتا ۔ دور اندیش بھلے مانسوں نے رل ملکر یہ عقیدہ نکالا ۔ تاکہ لوگ اس پھندے میں پھنسکر ایمان سے دور قرآن سے مہجور رہیں ۔ خدا اپنے عباد کو اس شر سے محفوظ رکھے +

اس قید سے کہ علم لدن کے مصالح کے سوا کوئی شخص کلام ربانی کو نہیں سمجھ سکتا ۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ جس قدر علاوہ صاحبان لدن کے شیعہ مذہب میں مفسر ہو گذرے ہیں سب کے سب کذاب یعنے جھوٹے ہیں کہ بغیر علم کسی چیز کے اُس کی ماہیت بیان کرنی جھوٹھ کہنا ہے اور جو کچھ انہوں نے تاویلات و تمثیلات کے پیرایہ میں چھاپا ہے اور وہ جناب ائمہ کرام علیہم السلام کے خواب تک نہیں آیا تھا ۔ سراسر

بہتان ہے اور جھوٹھ +

تفسیر عسکری منسوب بجناب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو تفسیر لوامع التنزیل مصنفہ مولوی قاسم علی شاہ پیش امام شیعان لاہور سے ملاکر ملاحظہ کیجئے۔ کیا اس میں وہ وہ عجائبات نہیں بھرتی کئے گئے اور لاطائل طومار نہیں باندھے گئے جو جناب امام صاحب کے مبارک خیال تک نہیں گذرے تھے۔ اب ضرور ہے یا تو اس پیش نماز امام کو یہ نسبت وارث علم لدن کے تفہیم تعلیم کلام الٰہی میں شیعہ لوگ زیادہ سمجھینگے۔ یا اس نئے تراش کو محض جوٹھ اور بہتان فرمائینگے اور کہینگے کہ ہم شیعہ لوگ قرآن کو نہیں سمجھ سکتے۔ فما لھٰولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا +

صـ۱۱ کہ بارات کم مقدار آنکی کسی مرسل کے زمانہ میں نہیں ہوئی +

ج۔ یعنے انبیا غیر مرسل کی لیکن جھوٹھ کہتے ہو خود اسی صفحہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد میں اپنے نبیوں کی تعداد چار حضرت اسماعیل حضرت اسحاق و حضرت یعقوب و حضرت اسباط سے زیادہ تک شمار میں نہیں لاسکے۔ اور چہار یار پر ختم کیا ہے اور حضرت عیسے علیہ السلام کے یاروں میں سے ایک گر گئے تھے باقی گیارہ رہے جن کی مقدار بارا سے کم ہے +

صـ۱۲ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ لفظ اطیعو اللہ کے لئے جدا آیا ہے اور رسول و اولے الامر کے لئے جدا۔ کیونکہ ظاہر ہے جو قسم اطاعت خدا کے لئے واجب ہے جیسے مثل عبادت اور سجدہ اس کی اطاعت نبی کے لئے واجب ہے اور لفظ رسول و اولے الامر ایک ہی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولے الامر وہی ہیں کہ جن کے اختیارات مثل نبی کے ہیں اگر عوام ہوتے تو تیسرا

لفظ اطیعوا کا ضرور آتا اور جیسے اطاعت خدا اور اطاعت رسول یکسان نہیں ویسے ہی اطاعت بادشاہ اور نبی یکسان نہیں ہاں اطاعت نبی و نائب یکسان ہے +

ج - رسول اور اولے الامر کے لئے ایک لفظ اطیعوا کا ان کی اطاعت یکسان ہونے کے لئے کافی دلیل نہیں - جیسا کہ آیتہ - ولله العزت ولرسوله وللمومنین میں خدا رسول اور مومنین سب کے لئے عزت کا ایک لفظ ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ خدا رسول اور مومنین کی عزت میں بڑا فرق ہے +

نماز اور سجدہ اعمال داخل فی الاطاعت ہیں اور اطاعت محض تسلیم امر کا نام ہے - مگر یہ ماننا اسی آیت کے خدا رسول کی اطاعت برابر ہے کہ عند التنازع فیصلہ کے لئے رجوع بخدا و رسول دلایا گیا ہے - فان تنازعتم فی شیئ فردوه الی الله و رسوله - نہ باولی الامر - پس ایک لفظ لانے کے ساتھ خدا رسول کی طرف اطاعت کا رجوع کرنا ثابت کرتا ہے کہ خدا رسول کی اطاعت یکسان چیز ہے - اگر کوئی مخالف نہ مانے تو مرا لے اپنی کی تسی +

اگر اطاعت اولے الامر کی خدا رسول کی اطاعت کے برابر مرتبہ رکھتی تو ضرور ہوتا کہ اس موقع پر اولے الامر کی طرف بھی رجوع دلایا جاتا - یا اولے الامر کے ساتھ تنازع سے رد کر دیا جاتا ہے - جیسا کہ ما آتیکم الرسول فخذوہ کے نیچے کوئی شخص خدا رسول الگ حیثیت رکھتی ہے اور اطاعت خلیفہ رسول کی الگ حیثیت گو بلحاظ متابعت کمال کے اطاعت خلیفہ کی اطاعت رسول ہے اور اطاعت رسول کی اطاعت خدا ہے - کیونکہ متنازعین میں سے مطابقت کمال مطاعت خدا و رسول خلیفہ ہی کو ہے اور وہی مختار ہے کہ لوگوں کو خدا رسول کی اطاعت میں چلاوے +

یہ شیخ شیعہ کا اس تفسیر سے یہ مطلب ہے کہ خلافت جناب امیر کی منصوص ہے اور وے رسول خدا کی نبوت میں برابری کا حکم رکھتے ہیں اور باقی خلفاء بادشاہ ہو کر خلافت نبوی کے کچھ حصہ نہیں رکھتے سو یہ غلط ہے حضرت امیر نبوت رسول میں مطلق شریک نہیں اور نہ برابری بر رسول خدا کا حصہ رکھتے ہیں۔ نائب رسول کے اولے الامر بیشک ہیں۔ اور اس آیت سے آپ کے ان منازل کی منصوصیت ویسی ہے جیسی کہ دیگر خلفاؤں کی بابت خلافت۔ اولے الامری بسند اسی آیت کے منصوص ہے۔ یعنی سب چاروں انیس مصطفےٰ منصوصیت میں برابر ہیں +

اسی آیت سے خوارج یہ ثبوت پیش کرتے ہیں کہ لفظ منکم سے وجود اولے الامر کا اشخاص مخاطبین کے قبیلہ سے لازم ہے نہ نبوی کنبہ سے ورنہ آیت میں یوں ہوتا واطیعو الرسول واولے الامر منہ یعنے فرمانبرداری کرو رسول اور اولے الامر کی جو اس سے ہو +

جب آیت میں ایسا نہیں بلکہ یوں ہے کہ متابعت کرو رسول اور اولے الامر کی جو تم (مخاطبین) میں سے ہو تو لازم آیا کہ وہ اولے الامر نبوی کنبہ سے غیر کا ہو +

چونکہ جناب امیر نبوی کنبہ سے ہیں نہ کہ مخاطبین کے کنبہ سے جن میں وجود اولے الامر کا بارشاد اس آیت کے لازم تھا۔ تو عند الخوارج بہ تمسک اس آیت کے آپ کی اولے الامری بایہ نص کو نہ پہنچی اور حضرت شیخین اور امیر عثمانؓ ان کہ مخاطبین کے کنبہ سے ہیں اور اسلام سے قبل بھی صاحب امر ہو گذرے تھے بہ تمسک اس آیت کے خلفاء برحق و اولے الامر منصوصین و نائبان رسول ثابت ہوئے جن کی اطاعت کے لئے خدا کی طرف سے یہ امر صادر ہوا +

الاسنی مذہب برخلاف ہر دو شیعہ رافضی اور خارجی کے بہ تمسک ہمیں
آیت ثبوت رکھتا ہے کہ اولے الامر منصوصین۔ یہی چہار خلفاء راشدین
اہل سنت ہیں کہ "اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اُن
شخصوں کی جو صاحب ہیں امر کے تم میں سے" +
سو یہ معاملہ اظہر من الشمس ہے کہ منجملہ تمام مخاطبین کے فقط یہ
چہار یار خدا کی طرف سے بو عدہ آیت استخلاف اور رسول خدا کی طرف سے
بحدیث یملک من بعدہ ابو بکر و عمر و دیگر احادیث و بہ تسلیم حضرت
مولائے علی۔ ماموربامر خلافت ہوئے ہیں۔ پس محقق ثابت آیا
کہ اولے الامر منصوصین یہی خلفاء راشدین حضرت ابو بکر و حضرت عمرو
حضرت عثمان و حضرت مولائے علی علیہم السلام ہیں فقط +
یہ عقیدہ تو اہلسنت جماعت کا ہے۔ لیکن شیعہ مذہب کے نزدیک
اولے الامر منصوص ائمہ ہونے ثابت نہیں ہوسکتے بلکہ دنیاوی حاکم وقت کا
بادشاہ سلطان ملک اولے الامر ہے خواہ وہ ظالم اور جابر ہو۔ حتے کہ ناجی
المذہب کافر بھی ہو۔ اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور تقلید کی
یہاں تک تاکید ہے کہ اس کی متابعت میں پڑکر عبادت تک کا بھی چھوڑ دینا
لازم ہے جیسا کہ یہ سب عقاید شیعہ مذہب کے اس کی اس حدیث سے
جو آیت بالا کی تفسیر ہے بخوبی ثابت ہیں۔ عن علیہ ابن ابے منصور
انہ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الیوم الذی یشک
فیہ۔ فقال یا غلام اذھب فانظر ھل صام الامیر ام لا فذھب
ثم عاد فقال لا۔ فدعی بالغداء فتغدینا معہ ص ۲۴
جلد دوم باب فی صوم یوم شک من الشفرۃ الفقیہ +
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے غلام کو شک کے

دن بھیجا۔ دیکھہ آ۔ آیا امیر (صاحب امر اولے الامر بادشاہ) نے روزہ رکھا ہے یا نہ۔ غلام دیکھہ کر واپس آیا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت امام آج حاکم نے روزہ نہیں رکھا۔ تب آپ نے کھانا منگوایا اور ہم نے کھانا ملکر کھایا +

(۱) امام صاحب کے عہد کا حاکم عند الشیعہ خارجی تھا (۲) امام صاحب نے اُس کو امیر یعنے اولے الامر فرمایا (۳) امام صاحب نے باوجود منصب امامت کے اُس حاکم وقت کی پیروی کی (۴) امام صاحب بادشاہ وقت کی پیروی میں اس حد تک بڑھے کہ خدا کی عبادت کو چھوڑدیا عبادت بھی وہ کہ اگر پوری کر لی چاہیئے تو ترک کرنے کے لئے کسی کا جبر نہیں چل سکتا تھا۔ (۵) تحلیل مسئلہ کے لئے مقلد بہ فعل امیر ہوئے (۶) باوجود عالم ماکان ومایکون کے آپ ایسے شک میں پڑے کہ رفع شک کے لئے محتاج بعلم دنیاوی بادشاہ ہوئے۔ اور علم لدن سے کام لیا (۷) اس معاملہ میں آپ نے سلطان کی ایسی پیروی کی جیسی کہ خدا رسول کی اطاعت کر لی چاہیئے (۸) نائب نبی کا جس کا خطاب اولے الامر ہے وہ امیر یعنے حاکم وقت ہے نہ امام (۹) امام اُس کی اطاعت کا عوام کی طرح مامور ہے۔ اور تقلید کا مجبور ہے کہ بادشاہ وقت کی تقلید اطاعت فرمانبرداری کرے +

یہ (۹) ناقص باتیں جو امام کے مرتبہ خداداد عالی ور مبارک شان کے شایان نہیں شیعہ مذہب کی اس حدیث سے بہ نسبت امام کے ثابت ہیں اور یہ بھی ثابت کیا کہ امت شیعہ کو بعد خدا رسول کے حاکم وقت کی اطاعت کرنی چاہیئے کہ یہ اُن کے نزدیک مثل [illegible] اختیارات رکھتا ہے اور اس کا ایمان ہے کہ اطاعت اس کی او نبی کی یکساں ہے نہ امام کی پیروی کہ یہ شیعہ کے نزدیک یہ سند اس حدیث کے مستقل

عوام الناس کے سلطان وقت کی تقلید کا مور ہے نہ خود مختار۔ نہ
اولے الامر نائب رسول کا +
یاد رہے کہ ہم فرقہ اہل سنت سلطان وقت کی اطاعت اُسکے
انتظامی معاملہ میں بجدیکہ شریعت سے متجاوز نہ ہو ضرور کرینگے
الا دینیات اور عبادات و دیگر مسائل شرعی میں بجز امام امت کے
جو حقیقی نائب ہے رسول کا اور کسی کی پیروی اور اطاعت نہ کرینگے
کیونکہ شریعت کے کاروبار میں خدا کیطرف سے منصوص امام ہے نہ
دنیاوی بادشاہ۔ اور بصورت امام کے بادشاہ ہونے کے اُس کے
دنیاوی کاروبار اور ملکی انتظام دینیات میں داخل سمجھے جائینگے کیونکہ
اُس کا قول فعل خواہ کوئی ہو بلحاظ نیابت نبی کے سنت ہے۔ اور بصورت
امام کے لئے عدم ظاہری سلطنت کے سلطان بھی عوام الناس کیطرح
دینیات میں امام کی تقلید کا مور ہے کیونکہ امام ہر حالت میں امیر ہے اور
اور شرعی حکومت میں منصوص الامارت +
افسوس ہے شیعوں کے لئے کہ انہوں نے امامت کا قدر نہ سمجھا کجا
صاحب علم لدن نائب رسول وارث علم انبیاء۔ یعنے حضرت سیدنا
امام جعفر صادق علیہ السلام۔ اور کجا حاکم وقت۔ عند شیعہ خارجی المذہب
کی عبادت میں تقلید۔ قدر شناس نہ دلبرا خطاء نیست +
شیعوں کا جناب امیر عمر کی نسبت بحوالہ لولا علی لہلک عمر
بے علمی کا غوغا بمقابلہ اس حدیث کے بیٹھ گیا۔ کہ حضرت امیر عمر اگر
محتاج بعلم ہوئے تو ایک ایسے پاک برگزیدہ شخص یعنے حضرت امیر
کیطرف جو جناب عمر کے ساتھ خلافت میں برابر حصہ رکھتے تھے
اور معاملات خلافت میں راء دینے کے مجاز تھے اور آپ کا رائے سنت تھا

جن کی تقلید میں حضرت امیر علیہ پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا کہ وے خلفائے راشدین ایک دوسرے کی تقلید کے وقتاً فوقتاً ضرورت کی حالت میں مامور تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ✢

لیکن جناب امام جعفر صادق علیہ السلام شیعہ مذہب میں باوجود ہونے صاحب علم لدن کے واقفیت اور علم حاصل کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کے علم کے محتاج ہوئے جو نہ خود آپ کے ساتھ برابری کا منصب رکھتا تھا۔ نہ اُس کا علم آپ کے علم کے برابر تھا۔ اور نہ دینیات میں وہ راء دینے کا مجاز تھا اور نہ امامت میں وہ کچھ حصہ رکھتا تھا۔ بلکہ وہ ہر صورت میں ہر معاملہ میں بہ نسبت امام کے ہیچ تھا۔ اور راء اُس کی بدعت تھی۔ باوجود این امام صاحب نے بادشاہ کے علم سے فع شک کا علم حاصل کیا اور عند الشیعہ اُس خارجی کی بدعت کے مقلد ہوئے۔ نعوذ باللہ عار واہ اہل التشیع علی امام المقدس من اتباع اہل الھوے ونشکرہ علی ما رزقنا من اعتقاد حسنة الی جناب ائمة الھدی علیہم السلام

صہ ۱۳ قصہ تبلیغ سورت برات یاد آتا ہے۔ کہ دیکھو جب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورت برات کے اوائل آیات دیکر کہ لوگوں کو سنانے کفار کے بھیجا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تم میں سے ہو۔ چنانچہ بموجب حکم خدا تعالے کے حضرت علی مرتضے کو واسطے تبلیغ سورت برات کے عقب حضرت ابوبکر سے روانہ فرمایا ✢

اگر نیابت کوئی شے نہ ہوتی اور عوام لوگ اس کے مستحق ہو جایا کرتے تو حضرت ابوبکر اس کام سے معزول نہ کئے جاتے ✢

ج۔ اولاً یہ قصہ آوردہ اند (قیل) کی سند میں ہے جو ضعف کی علامت ہے دوم
اس قصہ میں معزولی جناب صدیق اکبر علیہ السلام کی ہرگز ہرگز ثابت نہیں
بلکہ ثابت ہے کہ آپ مناسک حج انتظام حاج آب زمزم۔ خطبہ و نماز
عید پر اور دیگر کاروبار میں بدستور خلیفہ رہے۔ ہاں سورت برات کا کام
حضرت امیر علیہ السلام کے سپرد کیا گیا۔ سو اس میں عزل ثابت نہیں۔
البتہ معاونت جناب امیر کی حضرت صدیق کے لئے ثابت ہوتی ہے
جو ایک قسم کی نیابت ہے نہ خود مختار امارت +

اگر حضرت صدیق فقط سورت برات کے لئے نائب قرار دئے جاتے
تو البتہ اس اعتراض کو گنجائش تھی۔ لیکن جب ایسا نہیں ہے کہ حضرت
صدیق بہت سے دیگر کاموں کے لئے بھی معزز کئے گئے تھے اور ان میں
سے ایک کام واپس لیا گیا اور باقی کاموں پر بدستور مقرر رہے اور کام کو
پورا کیا جیسا کہ تحریر علامہ کاشفی سے ظاہر ہے۔ تو یہ ہرگز عزل نہیں +
اگر کسی حاکم کے متعلقہ پرگنوں سے ایک پرگنہ نکالکر دوسرے کے
تعلق میں دیا جائے تو وہ حاکم حکومت سے معزول نہیں سمجھا جائیگا
ایسا ہی سورت برات کی واپسی سے حضرت ابوبکر امیر الحاج کے عہدہ سے
معزول نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے اپنا کام پورا کیا کہ مناسک حج
کی تعلیم کی اور خطبہ پڑھا جو عین کام تھا امیر الحاج کا +

جب جناب مولائے علی حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہنچے تو انہوں
دریافت کیا کہ امیر او مامور اے حضرت علی آپ مجھ پر حاکم ہو یا
محکوم تو آپ نے جواب دیا محکوم ہوں۔ اگر عزل ہوتا تو حاکم فرماتے نہ
محکوم جو عین اقرار ہے جناب امیر کو اپنی نیابت کا ماتحت حضرت
صدیق کے +

اگر حضرت صدیق لایق نیابت نہ ہوتے اور عام لوگوں میں شمار ہوتے تو سرسری حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اس کام پر حضرت ابوبکر کو مقرر نہ فرماتے۔ اور بوقت اہتمام اس کام کے ضرور جبرئیل آکر روک دیتے کہ یہ عامی شخص ہے اس کام پر وہ مبعوث ہو جو خاص ہے اور خدا نے اُسے مقرر کر دیا ہے۔ مگر بوقت اہتمام حضرت جبرئیل نہ آئے۔ اور خدا دیکھ رہا تھا کہ ایک عامی شخص غیر مستحق کسی حقدار کا حق چھینے جاتا ہے۔ کچھ پرواہ نہ کی۔ لیکن بعد میں سنت رسول کی توڑنے کا خیال آیا جب کہ حضرت صدیق مکہ میں جا پہنچے۔ کہا وہو۔ جبرئیل جلد دوڑیو اور اطلاع دو کہ غیر مستحق کو کیوں مقرر کیا ہے اب حقدار کو روانہ کرو کہ وہ اس کو معزول کرے +

ارے شیعو تمہارے اس عقل کے نام سے بے انتظامی کا دھبہ کہاں تک کس کس کے کام پر عاید ہوتا ہے ہوش کرو۔ رسول خدا کسی کا حق توڑ کر دوسرے کو دینے والے نہیں اور نہ خدا تعالے یہ چاہتا ہے کہ حضرت کو ایک دفعہ ناجائز کارروائی کر لینے دو پھر درست کر لونگا۔ کیا ایسے کھیل پر تماشبین کو ہنسی نہ آئیگی +

یہ کام ہرگز ہرگز نہیں ہوا۔ جو کچھ آپ کہتے۔ صحیح طور پر محکم کرتے حضرت ابوبکر کا خلیفہ مقرر کرنا صحیح تھا اور بے شک وہ خاص لایق نیابت اور مستحق خلافت کا تھا۔ اور حضرت کا جناب امیر کو بعد میں بھیجنا اس غرض سے تھا کہ سورت برات میں حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف درباب معاونت شب ہجرت مذکور تھی۔ اگر خود ابوبکر صدیق پڑھ سناتے تو ثنائے خود گفتن نہ زیبد کا معاملہ ہوتا۔ کیونکہ بجز انبیاء کرام کے اور کسی شخص کو اپنی تعریف بیان کرنی زیبا نہیں ہوتی اس لئے وہ نمبر

ہوا کہ اس کام کو دوسرا شخص سرانجام کرے کہ وہ حضرت مولائے علی تھے جن کو بعد میں بحکم خدا حضرت رسول خدا نے دوسرے کام یعنے حضرت ابوبکر صدیق کی ثنا خوانی کے لئے مقرر کر کے روانہ فرمایا کہ سورت برات اُن سے لیکر آپ پڑھیں۔ تاکہ حضرت کے قریبی رشتہ دار کے پڑھ سنانے سے مخالفین کے دل میں حضرت ابوبکر کی عظمت پورے طور سے بیٹھ جائے۔ دوسرا یہ معاملہ خدا کو اور بھی منظور تھا کہ ایک دفعہ یہ بھی روشن ہو جائے کہ خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق ہیں جو اول دفعہ بھیجے گئے۔ یعنے خلافت بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق کے لئے قصہ تبلیغ سورات برات کا عمدہ ثبوت ہے۔ نہ عزل کے لئے۔ جیساکہ مخالفوں نے سمجھ رکھا ہے +

ص ۱۴۔۱۵ جبکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ نائب نبی کا تعین من جانب اللہ ہے تو اس امر کا یقین کرنا ضرور داخل ایمان ہے۔ اور جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھیگا وہ ضرور ناقص الایمان ہے +

ج۔ لیکن تعین نائب نبی کا شیعہ مذہب میں خدا کیطرف سے نہیں ورنہ حضرت امیر علیہ السلام نیابت نبی سے انکار نہ فرماتے عامیوں میں عام ہو کر اپنے کی نہ جتلاتے غیر کی اطاعت کی تمنا نہ تبلاتے بجائے امیر اولے الامر نائب رسول ہونے کے وزیر ہو کر رہنے کو اختیار نہ فرماتے۔ چنانچہ یہ سب باتیں شیعہ مذہب کی اس حدیث سے ثابت ہیں۔ جو نہج البلاغت کے ص ۵۸ خطبہ میں درج ہے +

ان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم

لمن ولیتموا امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا - اگر تم
مجھے نیابت نبوی سے معاف رکھو تو تمہاری طرح میں ایک عام ہو کر رہونگا
(یعنے رعیت) اور قسم ہے کہ اُس شخص کی امارت یعنے نیابت نبی
منظور کر لونگا جسے تم نائب رسول بناؤ - اور میں اُس کی اطاعت کرونگا
اور میں بجائے اپنے الامر ہونے کے وزیر تمہارا ہو کر رہنا اچھا جانتا ہوں

اور اسی خطبہ کے شروع میں ہے لما ارید علی البیعتہ بعد قتل
عثمان - جب لوگوں نے بعد شہادت امیر عثمان کے آپ کو بیعت
کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا - دعونی مجھے چھوڑ دو یعنے امان
نہ بناؤ والتمسوا لغیری - میرے سوا کسی اور سے بیعت کر فانا مستقبلون
امرا کہ ہم سب ملکر اس کی امارت او نیابت نبوی کو قبول کرینگے +
جب آپ خدا کی طرف سے شروع پر عند الشیعہ نیابت نبوی پر متعین
تھے تو اس موقع پر انکار کیوں فرمایا اور غیر متعین من اللہ کے نائب رسول
مقرر کرنے کا امر اور خود اُس کے مطیع ہو کر اپنے کا اقرار کیوں فرمایا -
اور اگر یہ نیابت حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
کی نہ تھی - جس پر غیر کو قاسم کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور خود پہلو تہی چاہتے
ہیں تو اس کی اطاعت کے لئے اقرار کیوں فرمایا +
اگر آپ پہلے سے من جانب خدا بعد وفات حضرت رسول خدا
نائب نبی والی الامر تھے اور اب از سر نو بننے کی کچھ ضرورت نہ تھی تو یہ
فرماتے میں خدا کی طرف سے پہلے امیر و نائب نبی ہوں اب تمہارے
از سر نو بنانے کی کچھ ضرورت نہیں - یہ کیوں فرمایا کہ بجائے امیر ہونے کے
وزیر اچھا ہوں جس میں امارت اور نیابت من قبل بلا فصل متعینہ از جانب
خدا کا صاف انکار ہے +

اگر تعین نائب نبی کا من جانب اللہ تھا تو ولیتموا ہ صیغہ میں
لوگوں کو کیوں مخاطب ٹھہرایا جس میں تعین نیابت نبی پر لوگوں کا اقتدا
ثابت ہے کہ نائب نبی اور اولے الامر مقرر کرنے کا لوگوں کو اختیار ہے خدا
کو اس معاملہ میں عند الشیعہ دخل دینے کی چنداں ضرورت نہیں +
یہ سب باتیں جن سے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں یا شیعہ مذہب کے
عقاید اور شیعہ لوگوں کی باتوں کا تخالف ثابت ہوتا ہے۔ سب شیعہ
مذہب کیطرف سے ہیں۔ اہلسنت جماعت کا ان باتوں میں کچھ دخل نہیں
اور نہ یہ ایسی باتیں کہنی چاہتا ہے جن سے خدا رسول یا نائبان رسول ائمہ ہدے
علیہم السلام پر کوئی اعتراض واقع ہو۔ کیونکہ یہ معاملہ اس کے نزدیک کفر کا ہے
جس سے ہر وقت سنی مذہب بیزار ہے البتہ یہ اس کا فرض ہے کہ یہ ان
سو الاعتقادیوں کو ظاہر کرے جو محبت کے مدعیوں نے جناب ائمہ اطہار
علیہم السلام کی نسبت لگا رکھیں ہیں تا کہ مدعیوں کا کذب ثابت ہو اور بیچارے
ناواقف اس دھوکہ کی گھری خندق میں گرنے سے بچیں +
پس اس عبارت منقولہ عنوان میں شیخ شیعہ ناقص الایمان کا کلمہ
پڑھکر در پردہ جناب سیدنا حضرت مولائے مرتضےٰ علیہ السلام سے
دشمنی کا بیج بویا ہوا ہے۔ جس کا ثمرہ اور نتیجہ قیامت کو پائیگا کیونکہ
جناب امیر کا عقیدہ برخلاف مرضی مخالف کے درباره تعین نائب
نبی میں باصول شیعہ مذہب کے لوگوں کی کمیٹی اور شورے پر ہے جو
تعین من جانب اللہ کے اقرار کا خلاف ہے اور یہ معاملہ عند الشیخ ناقص الایمان
کی علامت ہے۔ تقیہ کی آڑ میں شیعوں کی ایسی خارجیانہ بے ادبیوں
سے خدا کی پناہ +
مگر ہم سنیوں کے مذہب میں تعین نائبان نبی کا خدا رسول کے اختیار میں ہے

بلکہ ہر کام ہیں دینے ہو دنیاوی خدا رسول ہی مقتدا ہیں۔ اور شورے اسلامی متعینا اُن خدا رسول پر اُن کے نمبر لو بت کے لیئے ہوا ہے جس سے جناب مولائے مرتضٰے علیہ السلام کے کسی کام پر کچھ اعتراض و حرف نہیں آسکتا کیونکہ آپ کا ہر ایک کام اور قول فعل خدا رسول کے منشاء کے موافق ہے اور آپ یعنے حضرت امیر علیہ السلام سنی مذہب میں شیعوں کے ہر ایک اعتراض و عیب و دیگر الزاموں سے مبرا اور پاک صاف ثابت ہیں +

لمولفہ

علی را مبرا بداں از خطاء
ہمہ بود کارش براہِ صواب
ہر آنکس کہ ورزد بہ او عیب را
نہ دانی کہ مولا علی پاک بود
علی را تو داں اے محب یقیں
ز افراط اہل رفض دور باش
مرو سوئے تفریط اہل خروج
بیا اوسطِ اہل سنت بگیر
خلیفہ است اول ابوبکر داں
دویم داں عمر را کہ عمر است دیں
سیوم بود عثمان انوار دیں
امام چہارم بداں یا علی
ہمیں داد زینت بہ مجلس رسول
بجنسین گوئیم صلوٰۃ سلام

علی را منزہ بداں از گناہ
نیاید باو ذرۂ از غطاء
بداں آنکہ ہست ایں ز اہل جفا
ز الزام کافر و والد الزنا
رہِ مستقیم و صراط ہدے
کہ این اند دشمن بہ آل عبا
کہ قوم است ملعون ز امر خدا
کہ خیر الامر گفت شہِ انبیاءؑ
رفیق محمدؐ بہر دو سرا
از و یافت عزت رہِ مصطفےٰ
بدو فتیں بیاورد قرآن را
ز خلق حسن گشت او مرتضےٰ
بشان چہارم ز صدق و صفا
سفینہ نجات اند بکرب و بلا

چو حضرت بیاورد شاں در بغل
بسائر اماماں ز آلِ نبی
خدایا زیارت نصیبم شما
دگر رحمت حق شود روز نسب
خدایا بہ تقلید حضرت بدار
سلام خدا بر رواں دستگیر
مریدش نباشد چرا خوشگوار
مریدش ولی است ہر زماں

بفرمود این اند اھل رداء
کہ ہادئے خلق اند بارض و سماء
ز نسل ے محمدؐ مہدیؑ مجتبےٰ
بار ائمہ کہ اند مجتہد دین ما
امام اعظم است این شرع خدا
امام قطب در زماں پیشواء
کہ قدمش خدا کرد بر اولیا
کہ پیر است کامل براہ ولاؔ

یہانتک جو کچھ مرقوم ہوا وہ ثقلین میں سے ایک ثقل کی بابت اب دوسری ثقل یعنے قرآن مجید کی نسبت اگرچہ پہلے بھی شیعوں کی اسکی نسبت بے اعتباری کا قدرے ماجرا مذکور ہو چکا ہے لیکن اب واضح طور پر سننا چاہئے کہ شیعہ مذہب اس سے تمسک پکڑنے کے کہانتک اجازت دیتا ہے تاکہ شیعوں کے تمسک بہ ثقلین کا بخوبی تصفیہ ہو +

اس موجودہ قرآن کو اول تو شیعہ مذہب کلام خدا نہیں مانتا۔

ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وحفظہ کما انزل اللہ الا علی ابن ابی طالب والائمۃ من بعدہ۔ صفحہ ۱۳۹ کلینی جلد اول +

فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ مدعی اس امر کا کہ میں نے موافق نزول کے قرآن کو جمع کیا ہے جھوٹا ہے۔ نہیں جمع کیا اور نہ یاد کیا ہے اسے کسی نے تنزیل پر مگر حضرت امیر نے اور ائمہ نے بعد میں +

چونکہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرت شیخین و امیر عثمان کا ہے نہ حضرت امیر کا اور بجز جناب امیر و ائمہ مجتبےٰ کے یاد بھی کروڑوں کو ہے

اور یہ معاملہ جھوٹھ میں ہے اور ہے یہ واقعہ موجود۔ تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ لوگونکا قرآن منزل من اللہ پر نہیں کیونکہ یہ معاملہ اس کا مخصوص ہے بحضرت امیر و آئمہ ہدے کے پس ثابت آیا کہ یہ قرآن شیعہ کے نزدیک منزل من اللہ یعنے خدا کا کلام نہیں ورنہ یہ کسی سے بجز حضرت امیر و ائمہ ہدے کے صورت جمع اور حفظ میں ہرگز نہ آتا +

اگر شیعہ لوگ اس حدیث کو جھوٹھا سمجھیں اور مان لیویں کہ نہیں یہی موجودہ قرآن کلام خدا ہے تاہم بعد حضرت امیر کے حجت یعنے لائق تمسک نہیں رہا۔ فعرفت ان القرآن لا یکون حجۃ الا بقیم آگے حضرت ابن مسعود و حضرت عمر و حضرت خذیفہ کا نام لکھ کر اُن کے قیم ہونے سے انکار کر کے اخیر حدیث میں لکھا ہے الا علیا صلوات علیہ ص۹۷ کلینی جلد اول۔ کتاب الحجت +

چونکہ اب حضرت امیر وفات پا چکے ہیں۔ سو ان کی وفات کے بعد سے یہ قرآن شیعہ مذہب میں حجت یعنے لائق تمسک خدا کی خلقت کیلئے نہ رہا۔ جیساکہ بعد وفات حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ کے یہ مجرد قرآن حجت نہ رہا تھا۔ فحینئذٍ مضی رسول اللہ من کان الحجۃ علی خلقہ۔ فقالوا القرآن۔ فنظرت فی القرآن الخ فعرفت ان القران لا یکون حجۃ۔ سو اب قیم بھی وفات پا چکے ہیں سو جیسے بعد وفات حضرت رسول خدا کے بجز قیم کے حجت نہ تھا۔ ایسا ہی اب بوفات قیم کے قرآن حجت یعنے لائق تمسک شیعہ کے نہیں رہا . . . . بعد تو بعد رہا بلکہ زیادہ تفتیش پر ہمیں یہ ثبوت ملتا ہے کہ شیعہ مذہب نے بموجودگی قیم کے بھی اس قرآن سے تمسک نہیں پکڑا اور صاف منع کر دیا کہ قرآن سے مت تمسک پکڑیو

لا تخاصمهم بالقرآن فان القرآن حمال ذو وجوه تقول و
یقولون۔ ولکن حاججهم بالسنة فانهم لن یجدوا عنها محیصا
صفحہ ۲۴۴ وصیتہ عدد نہج البلاغہ باب المختار من الوصایا والکتاب +

شیعہ کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت امیر نے عبد اللہ ابن عباس کو کہ مت
تمسک پکڑنا ساتھ قرآن کے بمقابلہ خوارج کہ قرآن ہر کا بوجھ بردار ہے
(یعنی بے اعتبارا ہے) کہ اگر تو تمسک پکڑیگا تو وے بھی اسی سے تمسک
پکڑینگے کہ یہ صاحب وجوہات ہے۔ ولیکن تمسک پکڑیو اُن کے سامنے
ساتھ حدیث کے اس میں وے نہیں جیت سکتے +

واہ شیعہ مذہب کہیں اہلبیت سے بیزار۔ کہیں قرآن سے انکار
پھر مدعی کہ میں متمسک بہ ثقلین ہوں۔ اے میاں ان سے قرآن قرآن
اور امام امام۔ تمسک کی دلیل نہیں جبکہ اصلیت میں ثقلین سے دور ہو
کہ نہ تو اُن کی نسبت تمہارا اعتقاد راسخ ہے اور نہ اُنکے احکام اعمال کا
اتباع ہے۔ پھر کیونکر مانا جاوے کہ شیعہ مذہب متمسک بہ ثقلین ہے
نہیں۔ نہیں۔ بلکہ یہ تو ایسا ہے کہ منہ میں نام حلوے کا اور کھانے کو
نصیب تک نہیں ہوا۔ یہ حیثیت جرح اہلسنت پر کہ متمسک بہ ثقلین نہیں کیا
جس شخص کو خدا نے علم اور عقل دیا وہ ان باتوں کو جو شیعہ مذہب کیطرف
سے ثقلین کی نسبت اوپر لکھی گئی ہیں دیکھ بھالکر یقین کریگا کہ یہ جرح
اہلسنت پر صحیح ہے۔ نہیں۔ بلکہ یہ جرح ٹھیک اہل تشیع پر ثابت ہے کہ
وے متمسک و معتقد ثقلین نہیں +

صاحبان زکاء و فہم و انصاف و علم۔ و طالبان نجات و فلاح
و متلاشیان حق و اصلاح پر شیعہ مذہب کی ان باتوں سے بخوبی روشن
ہوگیا کہ سنی مذہب باقرار شیعہ مذہب کے کیا ہے۔ مذہب حق از جانب خدا و

رسول اور متمسک بجناب ثقلین معظمین اور معتقد راسخ باعتقاد نیک عامل صحیح باعمال و مطیع صادق باوامر حضرت اہلبیت و قرآن مجید +

اور مذہب شیعہ باقرار خود کیا ہے۔ مذہب ناحق و دشمن خدا و رسول مخالف بہ تمسک یعنے پیروی حضرت ثقلین رسول کو نہیں۔ گو زبان سے کہتا ہے۔ ھذا قرآن صامۃ یہ قرآن گونگا ہے لیکن ہر موقعہ اس کے ساتھ تمسک پکڑنے سے صاف انکار کر جاتا ہے۔ اور رات دن ورد وظیفہ بھی پڑھتا ہے اشھد ان علیا ولی اللہ۔ الا بوقت تمسک و پیروی اعمال و اوامر جناب اطہر کے آپ کو تقیہ سے متہم ٹھہرا کر منہ چرا جاتا ہے +

لہذا شیعہ مذہب کی یہ حرکتیں بالکلیہ ثبوت دیتی ہیں کہ اس مذہب کو نہ تو ثقلین معظمین سے اعتقاد راسخ ہے۔ نہ اُن کے اعمال کے موافق اُس کی تعمیل ہے۔ نہ ان کے اوامر کی اس کو اطاعت ہے اور نہ اُنکے اور نہ ان کے ہدایات کی اس کو تسلیم ہے۔ بلکہ سراسر اُنکے پاک اعتقاد و تعلیم اعمال۔ اوامر ہدایات اور منشاء کا مخالف ہے اور دشمن +

ہاں۔ ہاں دفعتًا تو یقین نہیں آسکتا۔ کہ جو مذہب اپنے آپ کو ثقلین کی محبت کا غریق بتلاتا ہو کس طرح ہو کہ وہ اُس کا مخالف اور دشمن ہو لیکن اس وقت جبکہ ہم کو اسکے تعلقات بجناب ثقلین معلوم ہو چکے ہیں جو صدر میں قلمبند کئے گئے تو انکو دیکھ کر آخر اقرار ہی کرنا پڑتا ہے کہ بیشک یہ مذہب شیعہ دلی ارادہ سے جناب ثقلین کا اصلی دشمن اور مخالف ہے اور کھیت کے چوہے کی طرح چاہتا ہے کہ جڑ سے کاٹ ڈالے۔ مگر خدا ثقلین کا محافظ ہے۔ معاون اُس کے غلام فرقہ اہل سنت موجود ہے جو مخالفوں کا دانت نہیں چلنے دیتا +

مثلاً یہودی بزعم خود توراۃ کی غلامی ۔ حمایت تمسک یعنے پیروی کا دم بھرتے ہیں لیکن اسلام کے رو سے سراسر اُسکے مخالف اور پیروی سے دور ہیں مثلھم کمثل الحمار یحمل اسفارا ۔ کہ گدھے کی طرح بوجھ اُٹھانے کے سوا اصلیت میں اُس سے کچھ سروکار نہیں رکھتے +

موجودہ عیسائی جناب حضرت عیسے ابن مریم علیہما السلام کی وہ محبت کرتے ہیں کہ اُٹھا اُٹھا کر مسیح کو خدا کی ابنیت تک پہنچا دیتے ہیں لیکن جناب مسیح ان نام لیووں سے فرماتے ہیں" نہ ہر وہ شخص جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے بہشت میں داخل ہوگا بلکہ وہ جو میرے باپ کی مرضی کے موافق جو آسمان میں ہے عمل کرتا ہے ۔ متی باب ۷ +

جس طرح یہ لوگ کتب سماوی اور انبیاء کے لیوے ہیں لیکن اسلام ان کو انکے اصلی تخالف کے باعث اُن کا پیرو نہیں مانتا ۔ علمائے اہل تشیع بھی اپنی ان باتوں سے ثقلین کے متمسک نہیں ثابت ہوتے ۔ فقط نام کے محب ہیں جو محبت زبانی جمع خرچ بالکل ٹانگ کھنچی از طبل کے سوائے اصلیت میں کچھ حیثیت نہیں رکھتی +

کیوں صاحبو ۔ اب تمثیلات پر سمجھا اور یقین آیا کہ شیعہ نہ تو محب آل سید الکونین ہیں اور نہ متمسک بہ ثقلین ہیں محض برائے نام کائیں کائیں اور بائیں بائیں اور مفت کی سردردی +

الغرض شیعہ گو ہزار دفعہ ۔ قرآن ۔ قرآن ۔ بتائیں ۔ امام ۔ امام پکاریں ۔ جب اصلیت میں ان کو قرآن مجید اور ائمہ اطہار علیہم السلام سے کچھ تعلق نہیں ۔ تو فقط زبانی جمع خرچ میں کیا منفعت ۔ وہی یہودیوں کی سی بوجھ برداری ۔ اور نصرانیوں جیسے برائے نام ہمراہی باقی تقیہ کی منافقت +

نہ اتباع امر خدا و سنت رسول ہے اور نہ تمسک بہ ثقلین معظمین ہے جن سے تمسک رکھنے کی حجۃ الوداع کے دن ایک بہت بڑے مجمع امت میں تاکید فرمائی گئی . . . . . خدا اہل سنت جماعت میں برکت کرے جنہوں نے سچے دل سے تمسک بہ قرآن و اہل بیت خیر الزمان کو اپنا دین و ایمان - بنایا اور سر مو تک اُن کے اتباع سے سر نہ ہلایا اور اُن کی محبت - عزت - وقعت کا پورا پورا حق ادا کیا - حتے کہ حضرت جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و آلہ و اصحابہٖ آپ کے پیارے خلفاء اربعہ و اہلبیت کبرے و صغرے کے مقدس طریقہ سنت کے نام پر سنی مذہب کہلایا یعنے جناب حضرت محمد رسول صلے اللہ تعالے علیہ و آلہٖ وسلم سے خاص تعلق سنت سے عزت کا سنی نام پایا - خدا عز برہم اسے مبارک کرے ؛

اس تعلق سے یقینا پایا جاتا ہے کہ منجملہ تمام مذاہب کے یہی مذہب سنی ہے جو مذہب حق کا ہے اور بہ مخولئے المرء مع من احب یہی مذہب سنی ہے جو قیامت کے دن خدا کی جماعت ہو کر - جناب حضرت محمد رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کی امت ہو کر لوائے حمد کے نیچے پناہ گزین ہوگا آمین آمین ثم آمین . . .

اللھم امتنی واحینی علی طریقہ اھل سنۃ الاخیار بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد واصحابہ الابرار - واجعل آخر کلامی وجملۃ اھل ایمان عند قبض الروح علی کلمۃ الحق اعنی - لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ وصحبہ وبارک وسلم یا ذا الجلال والاکرام ھا انت انت

باقی آیندہ بشرط زندگی

۳۰ - ماہ رمضان شریف سنہ ۱۳۰۹ھ

راقم

ولی محمد بھٹی

از محلہ دیگراں واقع مگھیانہ ضلع جھنگ

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

ارباب فن مناظرہ پر پوشیدہ نہ رہے کہ اس بحث میں جو کچھ تحریریں آیا ہے۔ وہ اہل تشیع کے مذہب کی طرف سے ہے اور اس سے مفصلہ ذیل مسائل موافق اہل سنت کے ثابت ہوئے ہیں۔ اگرچہ اہلسنت کو کسی مخالف سے مدد لینے کی مطلق ضرورت اور حاجت و پرواہ نہیں وہ اپنے پاس حقانیت کے سب دلائل رکھتا ہے لیکن مخالفین کے شرمندہ کرنے کے لئے بفحوائے الفضل ما شہدت بہ الاعداؤ اس کی حقانیت کے اثبات فضائل پر۔ مخالفین کے مذہب سے یہ سب کچھ لیا گیا + اگر مخالف اثبات فضائل اہل بیت کرام پر سنی مذہب سے استشہاد لائے تو وہ مقام تعجب نہیں۔ کیونکہ سنی مذہب خود معتقد اہل بیت کرام ہے اور ان کے فضائل اس کا ایمان ہے وہ ہر موقعہ پر عمدہ سے عمدہ فضائل اہلبیت کرام کے بیان کریگا۔ ہاں مقام تعجب ہے تو یہ کہ مخالفین کے

مذہب میں سنی مذہب کی حقانیت کا عمدہ ثبوت ملتا ہے جس حقانیت کے شیعہ لوگ مخالف ہیں +

اگر کوئی صاحب جواب کی تکلیف اُٹھائے تو اس کے لئے لازم ہوگا کہ سندات پیش کرنے میں صحاح اربعہ کے مقابلہ میں صحاح ستہ اقوال ائمہ و مجتہدین کے مقابلہ میں اقوال ائمہ و مجتہدین اور فقہ کے مقابلہ میں فقہہ (معتبر) کا لحاظ رکھے نہ یہ کہ من لا یحضرہ الفقیہ کے مقابلہ میں کسی تواریخی کتاب سے اقوال آوردہ اند۔ از غرابات است ہمی۔ قیل۔ کو جو اپنے ضعف پر ان عنوانوں سے خود شاہد ہوتے ہیں پیش کر کے جان چھوڑائے۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ مخالف کی حدیث اور قول امام و مجتہد و فقہہ۔ ہمارے ہاں کے ضعیف باتوں کے برابر بھی حیثیت اور قدر نہیں رکھتیں۔ اور نتیجہ نکل آئیگا کہ جس کو ضعیف باتوں سے بھی برابری کا منصب نہیں۔ وہ کیونکر اہل حق کا مذہب ٹھہرے +

اُن مسایل کی فہرست جو شیعہ مذہب سے اس بحث کے اندر بہ تمسک ثقلین کے ثابت ہوتے ہیں۔ مفصلہ ذیل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عـ۱ فضیلت جناب حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کی من حمایہ تمام موجودین کے بعد از حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و تقدس (پاک ہونا) انکا ۔ ۔ ۔ ۔

عـ۲ داخل ہونا ہر چہار خلفاء راشدین اہل سنت کا وعدہ آیت استخلاف میں ۔ ۔ ۔

عـ۳ بلایا جانا جناب حضرت علی علیہ السلام کا خلافت بلا فصل کے لئے۔ انکار جناب حضرت امیر علیہ السلام کا خلافت بلا فصل سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عـ۴ خلیفہ چہارم ہونا حضرت امیر علیہ السلام کا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عـ۵ نہ ہونا خلافت جناب امیر علیہ السلام کا شیعہ مذہب میں خدا ورسول کی طرف سے بلکہ ہونا اُس کا پنچائت کی طرف سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ع٦ سنی المذہب ہونا جناب امیر علیہ السلام کا اور امر کرنا ساتھ پیروی مذہب سنی کے . . . .

ع۷ تاریخ مذہب شیعہ کی اور مخالف ہونا اُس کا ساتھ انبیاء کرام و آئمہ ہدے علیہم السلام کے . . . .

ع۸ موافقت تشیع کے ساتھ عقائد عبداللہ ابن سبا یہودی کے . . .

ع۹ امر کرنا جناب امیر کا ساتھ سنی ہونے کے . . . .

ع۱۰ محب ہونا ساتھ آل رسول کے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم معنے ہے سنی ہونے کا

ع۱۱ متمسک ہونا مذہب سنی کا اپنے معمولات میں باجمہا دشیعہ مذہب ساتھ ائمہ ہدے علیہ السلام کے بیچ پاکیزگی بدن (موچھیں کٹوانا) اور طہارت (وضوء میں دھونا پاؤں کا) و عبادت (بست رکعات تراویح) اور اخلاق حسنہ کے یعنے نہ کرنے سب وشتم اخیار ابرار کی . . . . .

ع گ تردید رسالہ ہشت رکعت تراویح معرکہ غیر مقلدین و اثبات بست رکعت تراویح

ع۱۲ مخالفت تمسک میں اہلبیت کرام کے ساتھ اہلبیت کرام کے علیہم السلام بیچ مذہب شیعہ کے . . . .

ع۱۳ ترک کرنا جناب امیر کا ساتھ تمسک قرآن شریف کے ذکر اہلبیت کا . . .

ع۱۴ انکار مذہب شیعہ کا ہونے اہلبیت جناب خاتون قیامت حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام سے اور نیز اولاد امام حسن علیہ السلام سے

ع۱۵ بروئے اوصاف خلافت مسلمہ مذہب شیعہ کے ہونا ہر چہار یار نبوی کا خلفائے راشدین . . . .

ع۱۶ ہونا شئے واحد ہر چہار خلافتوں کا مذہب شیعہ میں . . . . .

ع۱۷ تسلیم کرنا امام امت کے لئے امیر عثمان کو حضرت امیر مرتضے کا علیہما السلام

ع۱۸ ہونا انعقاد خلافت نبوی کا بدست مہاجرین و انصار کے رضوان اللہ تعالے

علیہم اجمعین بہ مذہب شیعہ ....

۱۹ ہونا بعد وفات جناب امیر کے تا ظہور جناب مہدی علیہما السلام مذہب شیعہ میں جانشینی شیطنت و جہل کا نہ امامت یعنے نیابت نبوت کا...

۲۰ نہ مومن ہونا شیعان سندھ کا ....

۲۱ وارث ہونا امام کا مال ولد الحرام اور کافر کے لئے ....

۲۲ خلیفہ بلا فصل ہونا حضرت ابوبکر علیہ السلام کا مذہب شیعہ میں...

۲۲ حدیث ثقلین میں عترتی اور اہل بیتی ہونا ازواج مطہرات کا مذہب شیعہ میں ....

۲۳ ہونا ظاہری بادشاہوں کا مذہب شیعہ پر داخل نص اولے الامر منکم میں۔ اور مقلد ہونا اُن سے امام کا۔ یعنے نہ داخل ہونا ائمہ اطہار کا نص اولے الامر میں بروئے مذہب شیعہ کے +

۲۴ لائق تمسک نہ ہونا مذہب شیعہ میں قرآن مجید کا +

علاوہ بریں ہر ایک بحث کے مسائل سے ناظرین معلوم کر لینگے کہ شیعہ مذہب میں یا تو ائمہ ہدے علیہم السلام لایق تمسک نہیں۔ یا یہ کہ شیعہ مذہب دیدہ دانستہ اُن سے تمسک نہیں کرتا۔ اور علاوہ مسائل سے تبرا کرتا ہے۔ جو عین شہادت ہے مذہب شیعہ کے لئے باطل اور ناحق ہونے کی اور ثبوت ہے ظاہر کہ مذہب شیعہ اور شیعہ لوگ متمسک بہ ثقلین مطمئین نہیں۔ اور خوارج کی طرح ان کے مخالف اور دشمن ہیں +

الغرض جہاں تک شیعوں کے حالات کو تلاش کرتا ہوں ان کو برگزیدگان خدا کا سراسر مخالف اور دشمن پاتا ہوں پیغمبروں کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ پھر ائمہ ہدے کے کیونکر مخالف نہ ہوں۔ یہ اثر کفر توان میں

اب تک باقی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین۔ وما یاتیھم من الرسول الا کانوا بہ یستہزؤن کذلک نسلکہ فی قلوب المجرمین۔ لا یومنون بہ و قد خلت سنۃ الاولین۔ اگلے زمانہ کے شیعوں میں پیغمبر آئے اور شیعوں نے انکے ساتھ کفر کئے۔ اب بھی یہ شیعہ قرآن کے ساتھ ایمان نہیں لائینگے مگر طریقہ خدا کا در باب ہلاک کر دینے شیعان سابقہ کے گذر چکا +

یعنے یہ شیعہ باقی رہینگے۔ پس مومنین اہلسنت جماعت کو شیعوں کے کفر سے جو ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے بچنا چاہیئے۔ نعوذ باللہ من شیعۃ الروافض والخوارج والحمدللہ علی مذہب اھل السنت والجماعۃ۔ اللھم احینی وتوفنی علی مذھب السنۃ واحشرنی بالصالحین +

یہ اُسی قدیمی اثر مستذکرہ فی الآیت بالا کی وجہ ہے کہ شیعہ لوگ بحین حیات جناب رسول خدا کے اور بعد میں ہمیشہ جبکہ ان کو موقع ہاتھ دیا۔ مومنین ربانی کے ساتھ نفاق کے پردہ میں ایذا رسانی سے کوتہ دست نہیں رہے اور اب بھی مسلمانوں کو دکھ پہنچانے میں پیش دستی کرنے سے باز نہیں رہتے۔ عناد نہانی کا مادہ ان کو ابھارتا رہتا ہے کہ جہانتک ہو فساد کے بانی بنے رہو۔ چنانچہ حال کے زمانہ میں۔ جیپور کے وکیل شیخ احمد نامی دیوبندی نے جناب خلفا راشدین کی نسبت بہت کچھ برا لکھکر اور گالی گلوچ دیکر سنیوں کو رنج پہنچایا . . . .

بے چارے اشراف کوشش کرتے ہیں کہ جہانتک ہو فیما بین کے مناظروں کو اس وقت بند کیا جاوے تا کہ قوم کی موجودہ خراب حالت جو آپس کی لڑائی جھگڑائی سے پیدا ہو گئی ہے۔ صلاحیت میں آکر درست ہو جائے لیکن مفسد ایک نہیں مانتے۔ اور شرارت سے باز نہیں رہتے +

اگر طبیعت میں جوش تھا تو کسی ہندو۔ نصرانی کے گلے لگ مرتے محمد صلے اللہ تعالے الیہ وسلم کی تواریخ کا اجمال اور قسم نامہ اور رسالہ جہاد وغیرہ کتب مخالفین کا جواب لکھا ہوتا یہ انوار المحمدیے اور شمس الضحے کی باتیں تو پرانے قصے ہیں۔ جن پر طرفین کے پہلوانوں نے ضرورت کے وقت عدہ سے عمدہ کشتیں کی ہیں۔ آخر نتیجہ ظاہر۔ اور یاد رہے کہ ان رسالوں سے مخالف کی یہ کتابیں بھی توہین مذہب میں کچھ کم نہیں باوجود مشاہدہ خرابی حالت اور تنبیہ متنبہیں کے اگر مفسد فساد سے باز نہ آئیں۔ تو جواب دینے والے پر کوئی الزام عاید نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا فطرتی حق ہے کہ وہ مخالف کے ضرر کو اپنے پر سے ہٹا رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اس کا دفعیہ کرے ورنہ سکوت کی حالت میں وہ اپنے اسباب کا نقصان کرنے والا ہے۔ جس کو وہ نہیں چاہتا +

اس لئے اہل سنت جماعت کا حق ہے کہ وے مخالفین کے صدمات کو اپنے مذہب سے روکیں۔ اور ہر وقت اپنے مذہب کی حمایت و اعانت کے لئے ہوشیار رہیں۔ امراء نقدی سے۔ علماء قلم سے انکی اشاعت سے تاکہ کوئی شخص بوجہ ناواقفی کے مخالفین کے پھندہ فریب میں پھنسا نہ پائے۔ اور ایمان کی پونجی کھو نہ بیٹھے +

مختصر رسالے صاحبان توفیق کی مدد سے مفت غریبوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ چندہ سے۔ چھپوا کر۔ یا کوئی صاحب توفیق اپنی طرف چند جلدیں خرید کر کے غریب خواندوں تک پہنچا سکتا ہے +

لیکن افسوس ہے اس وقت کہ سنیوں نے کسی بڑے چھوٹے کو اپنے مذہب کی اعانت کا خیال نہیں اور نہ اپنے مذہب کے جانیں عزیز ہیں۔ علماء اس کام کو فضول سمجھتے ہیں۔ فقط تسبی مارنے اور مرید بنانے

کا شوق ہے کہ جہاں تک ہو۔ مشائخ کہلائیں۔ صاحب توفیق فضول کاموں پر
ہزاروں تک خرچ کر دیتے ہیں۔ مگر برادر مذہبی کے شکوک سے جان بچانے
کے لئے ایک پیسہ خرچ کرنا پہاڑ سمجھتے ہیں۔ عام لوگ۔ حقہ نوشی پر
ماہواری روپیہ خرچ کرنا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ مگر دوآنہ کی
کتاب لینی بے فائدہ خرچ جانتے ہیں۔ جب مخالف آدبا تے ہیں
تو ناواقفی کے باعث علماؤں کی طرف دوڑتے ہیں مگر بیچارے
اس فن سے جاہل ہوتے ہیں۔ اُلٹا سائلین کو دھر دباتے ہیں کہ تم
رافضی بے ایمان ہو۔ تو عام لوگ اس سے اور ہی شک میں پڑ جاتے
ہیں اور رفتہ رفتہ۔ علماؤں کی زبان کا صدقہ بیچارے رافضی ہی
بن بیٹھتے ہیں +

شیعوں کا اصول ہے سنیوں کے برخلاف عامہ لوگوں کو ہر وقت
تلقین کرنا اور شکوک کا اُن کے دل میں بٹھلانا۔ اور ہمارے ہاں کے بڑے
بڑے علماؤں کا اصول ہے اس طرف خیال لگانے کو کفر سمجھنا مخالفین
کی کتابوں کو نہ دیکھنا رفع شکوک کی طرف دھیان مطلق نہ کرنا تلقین
تفہیم تعلیم سے متنفر رہنا۔ اور متشکک سائلین کو بے ایمان کہنا اب
بتلاؤ کیونکر پوری پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں کے علماء مخالفین
کے عامہ بحاث سے موازنہ نہیں کر سکتے۔ کہ وے واقف ہوتے ہیں اور یہ غیر عارف...
ہاں اُن صاحبوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جو مخالفین کے شر مٹانے کی
کوشش کرتے رہتے ہیں اور جہاد لسانی (مناظرہ) کے لئے فی سبیل اللہ
تیار رہتے ہیں۔ تاکہ متشککین کے شکوک کو مٹائیں۔ اور اپنے مذہب
کی عزت کو نگاہ رکھیں +

منجملہ اُن معاونین کے شکوہ آباد کے مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ہیں

جنہوں نے البو رمقدمتہ الجیش کے انوار الہدے کا مجملاً جواب لکھا۔ خدا اُن کو خوش رکھے اور اس کار خیر کا صلہ نیک ان کو عطا کرے نام اس کا اظہار الہدے ہے +

مخالف نے پھر اس کا جواب مسمیٰ بہ شمس الضحےٰ لکھا۔ جو سراسر گالی گلوچ سے بھرا ہوا ہے یعنے تھڑ وُن کا مصداق ہے۔ اور جھوٹھ در جھوٹھ اُن تمام بے ایمانیوں کو جمع کیا ہے جو خدا تعالے نے اس اوپر والی آیت میں شیعوں کی بیان فرمائی ہیں۔ اور اصل اعتراض کے موافق ایک جواب نہیں دیا۔ البتہ ورق ضرور سیاہ کئے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۷ ماہ ذوالحج ۱۳۰۹ھ مقدس کو کتاب شمس الضحےٰ من جانب مصنف انوار الہدے مطبوعہ نیاز منڈ آگرہ بجواب اظہار الہدے مصنفہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نظر سے گذری۔ اس میں بعض موقعوں پر اُن مسائل کی بحث پائی جن کو اس رسالہ کے مسائل سے تعلق ہے۔ چونکہ یہ کتاب بھی اسی سلسلہ میں ہے اور ایک ہی مصنف کی تصنیف ہیں۔ لہذا اُن مسائل کا جواب لکھ کر بطور ضمیمہ کے اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں +

متعلق بجواب قول صـ۲ (سیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی) صـ۳۸۴ مجمع البیان میں قول فیصل یہ نہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے شان میں ہے بلکہ جہاں بہت سے اقوال عامہ اور خاصہ اُنھوں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر کا نواسہ ابن زبیر یہ کہتا ہے کہ آیت میرے نانا کے شان میں اتری +

ج۔ اگر قول فیصل مخالف اصل مقصد کے ہو تو وہ ہر خاص و عام کے نزدیک مردود ہے چونکہ شیعہ مذہب بات کو مان بیٹھتا ہے کہ یہ آیت شان میں

حضرت ابوبکر صدیق کے ہے۔ تو اس کے برخلاف قول فیصل پر ہرگز توجہ نہیں ہوگا۔ اور نہ مخالف کی بے فائدہ ٹر۔ فرنسے یہ بات شیعہ مذہب سے نکل سکتی ہے۔ اور نہ ابن زبیر کی کلام ہوکر پایہ اعتبار سے ساقط ہوسکتی ہے۔ کیونکہ عرض صحت سے ہے اگرچہ رشتہ دار سے بھی ہو حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے بھی بہت سا اپنے مقدس نانا کے شان میں کربلا کے میدان میں بیان فرمایا تھا۔ اور وہ بلحاظ رشتہ داری کے پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہوسکتا۔ پھر کیونکر ابن زبیر کی روایت جبکہ شیعہ مذہب مان چکا ہے تسلیم نہ کی جائے +

س ۳۵۵ میں نہایت تعجب کرتا ہوں کہ اس آیت سے تو سخت مذہب حضرت ابوبکر کی نکلتی ہے۔ پھر اس پر ایسا اصرار مولف صاحب کا کیوں ہے۔ یہ آیت تو شہادت اس امر کی دیتی ہے۔ کہ وہ شخص دوزخ میں جائیگا اور اُس حالت میں جو اُس کی نیکی یعنے زکوۃ دیتے پر خیال ہوگا تو وہ جہنم سے نکال لیا جاویگا۔ اور واقعی بلال اور عامر کی آزادی بہت نیک کام تھا اور وہ قابل اسی کام کے ہے کہ اگر اُنکے آزاد کرنے والا اپنے افعال بد کے سبب سے دوزخ میں بھی ہو تو بعد پورا ہوجانے کے اُس سزا کے اس عمل نیک کی جزا میں اُسکو دوزخ سے نکال لیا جاوے۔ اگرچہ درجہ صحابیت کے مقابلہ میں تو اس آیت کا مصداق ہونا غایت درجہ کا تنزل ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب سب طرف سے ناامید ہوکر اب اسی پر قناعت کی +

ج۔ مخالف کو تعجب اسواسطے ہے کہ اب اس موقع پر کوئی جواب نہیں بن آتا۔ عبارت بالا سے ذرا مخالف کی گھبراہٹ کا تو اندازہ کیجئے۔ کہیں بیٹھتا اٹھتا ہے۔ اور کہیں گرتا پڑتا ہے۔ کبھی کافر کہتا ہے کبھی نیکوکار

لایق نجات بتاتا ہے۔ ارے میاں سیجنب کے یہ معنے نہیں کہ وہ دوزخ میں گریگا پھر نکالا جاوے گا۔ نہیں۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ دوزخ سے دور رکھا جاویگا۔ جس میں ورود دوزخ مطلق نہیں ہوتا۔ کیونکہ دور رہی ہے جو کسی کے پاس نہ آئے۔ تو معنے یہ ہوئے کہ حضرت ابوبکر صدیق دوزخ سے دور رکھے جاوینگے۔ پاس مطلق نہ آوینگے۔ جس میں حضرت ابوبکر صدیق کی حضرت خدا ورسول کے سامنے بھاری وقعت وعزت ثابت ہے۔ اگر مخالف نہ مانے تو کیا حرج

بیت

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم ۔۔۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

سیجنب کا اگر یہی مقصد سوجھتا ہے تو آیت تطہیر میں بھی مخالف ندمت کو پائیگا۔ کیونکہ اُس قاعدہ پر پاک کرنا بھی بتلاتا ہے کہ پہلے ایکساتھ کچھ نقیض طہارت کی لگی ہوئی تھی۔ ورنہ پاک کرنے کی ضرورت کیا پھر پاک تو اسلام سے اور کافر بھی ہوتے رہے اس میں فضیلت اُن کی کونسی ثابت ہوئی۔ بلکہ مخالف کے مذہب پر تو اصلی طہارت کی امید بھی منقطع ہو چکی +

قولہ صـ ۲۱۵ اگر لفظ متقی پر کچھ ناز ہو تو نہایت فضول ہے کیونکہ حضرت علی کے شان میں امام المتقین ہے +

ج۔ متقی کا حرف حضرت ابوبکر صدیق کے لئے قرآن میں ہے۔ حضرت امیر کے لئے قرآن سے لائیے ورنہ ناز بجا ہے یعنے۔ کیونکر ناز نہ ہو کہ حضرت صدیق کے لئے متقی کا لفظ قرآن میں ہے۔ جب حضرت امیر بھی امام المتقین ہیں تو پھر متقی کے لفظ پر ناز فضول کیوں۔ عقل تو نہیں چرخ ہوئی +

متعلق بجواب قولہ صـ ۱۹۰ (الوہیت جناب امیر علیہ السلام کی بابت) +

قولہ صـ ۱۹۱ ہم نے کسی شیعہ کا عقیدہ نہیں سنا کہ وہ حضرت علی یا کسی

دوسرے انسان کی نسبت الوہیت کا یقین رکھتا ہو ۔

ج علامہ حلی شیعہ اثنا عشری کا شعر لکھ چکا ہوں شیعوں کا فرقہ نصیریہ اُسی اعتقاد کی وجہ سے نصیری مشہور ہے ۔ علاوہ بریں اثنا عشری شیعوں کی کتاب الغام ۔ احرستانی کی کتاب امامت میں حدیث بساط مشہور ہے جس میں جناب مولائے علی علیہ السلام کا قبضہ اور اقتدار ایسی ایسی چیزوں پر ثابت کیا گیا ہے ۔ جن پر قطعاً کسی فرد بشر کو اقتدار حاصل نہیں مثلاً ہوا تک آپ کے قبضہ میں ہے ۔ درخت تک کے لئے آپ انبیاء سے بہتر انبیاء کرام کے آپ عقدہ کشا ۔ رعد تک کی کڑک آپ کی زبان میں بجلی تک کی چمک ہاں ہیں ۔ امت یاجوج و ماجوج آپ کے قبضہ و اقتدار میں ۔ قوم عاد کو جو شجاعت قوت میں لاثانی تھے ۔ ایک دم میں نیست کر دیا (حالانکہ آپ اوس دنیا پر موجود نہ تھے) بروایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ ۔

حالانکہ یہ سب چیزیں مسخرات امر خدا ہیں ۔ اور خود خدا عقدہ کشا ہے اور قبضہ ان پر خدا کا ۔ اور خدا ہی کا عذاب ان پر پڑا تھا جو اس وقت موجود تھا اور ہمیشہ ہے ۔ جس نے ان کو تباہ کر دیا ۔ لیکن شیعہ خدا کے برخلاف ان پر صاحب امر ۔ او نہی ۔ صاحب قبضہ سادر مہلک حضرت امیر علیہ السلام کو مانتے ہیں جو اس وقت موجود نہ تھے ۔ اور علاوہ بریں اس حدیث میں اور بھی بہت باتیں مذکور ہیں جن کے مالک حضرت امیر مانے جاتے ہیں ۔ اور بصورت میں علی کل شیٔ قدیر بتائے جاتے ہیں ۔ یعنے اس حدیث بساط میں شیعوں کو علانیہ جناب امیر علیہ السلام کی الوہیت کا یقین ہے ۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہر امام کو عالم ما کان و ما یکون یعنے عالم الغیب مانتے ہیں ۔ اور یہ اخص الخاص صفت خدائی ہے

تو اس صورت میں نہ فقط جناب امیر کو شیعہ لوگ خدا مانتے ہیں۔ بلکہ
باقی ائمہ ہدی علیہم السلام کو بھی ساتھ خدا اصغر اصغر مانتے ہیں نعوذ باللہ
من ہذہ العقیدۃ +

ص ۱۹۳ عام صوفیہ کا عقیدہ ہے کہ ہر شے یعنے خوک و سگ تک بھی مظہر خدا
ہیں +

ج۔ جب تم خود ص ۱۹۲ کے شروع میں بحوالہ ص ۲۷ ازالۃ الخفاء ایسے عام
صوفیوں کو خوارج میں شمار کر چکے ہو تو پھر انکے ایسے بد عقیدہ سے سنیوں پر
جن کا ایسا عقیدہ نہیں۔ حرف نہیں آسکتا +

ص ۱۹۳ منصور علے الاعلان خدائی دعوے کیا دعوے انا الحق کیا دیکھئے
منصور حلاج انا الحق کہا +

ج۔ اسی دعوے کے باعث سنیوں کے ہاتھوں سے اس نے صلیب کی
سخت سزا اٹھائی۔ پھر وہ سنیوں کا عظماء کیونکر ہوا۔ اور یہ عقیدہ
سنیوں کا کس طرح ٹھہرا جو اس کے سخت مخالف تھے اور ہیں +

شیخ منصور کے کہنے کے تو کچھ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے
کسی مخالف کے مقابلہ پر اپنے کسی دعوے میں کہا انا الحق میں سچا ہوں
یعنے خدائی دعوے نہیں۔ اور شیعہ مذہب میں تو بقول ابو جعفر طوسی حضرت
امام صادق نے صاف دعوے کیا کہ ہم خدا کے ذات ہیں۔ نحن وجہ اللہ
اس سے شیعہ ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ اور نہ اسکی کچھ تاویل ہو سکتی ہے
اور دعوے خدائی ڈبل ہے +

ص ۱۹۳ عظمائے اہل تسنن نے ادنے درویشوں کو خدا قرار دیا ہے +

ج پھر اہل تسنن سے اہلسنت جماعت کو کیا تعلق جو ان کے اس فعل شنیع
کو شرک سمجھتے ہیں +

ص۱۹۳ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں +

ج۔ اہل سنت جماعت بدعتیوں کی اس قبر پرستی کو کفر جانتے ہیں۔ یہ شیعہ لوگ تعزیہ والی جھوٹی قبروں کو ضرور پوجتے ہیں۔ اور شیعہ قبر پرست کہلاتے ہیں +

ص۱۹۳ رسول صلعم کو احمد بے میم کہکر واحدہ لاشریک قرار دیتے +

ج۔ یہ کسی سچے عاشق حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا مقولہ با صفت کا ہے۔ یعنے اسم مبارک احمد۔ آپ کے لئے ان تمام بزرگیوں اور فضیلتوں ہیں۔ جو بہ نسبت سارے مخلوقات کے خدا تعالے نے آپ کے ساتھ اخص فرمائی ہیں۔ لاثانی اور واحد ہونے کی دلیل ہے۔ اور اپنے زمانہ میں و نیز بعد کو منصب نبوت پر غیر کی شرکت سے پاک وحدہ لاشریک ہونے کی سند جمیل ہے۔ نہ جناب مولائے علی جن کو شیعہ شریک فی النبوت سمجھتے ہیں۔ آپ کے شریک فی النبوت ہیں اور نہ کوئی اور شخص جن کے دماغ میں خلل سما گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول سمجھنے لگے ہیں رسول ہے جبکہ رسالت ختم ہو چکی ہے۔ تو بعد میں بحالت اپنے آپ کو مثیل مسیح و امام و مہدی ثابت کرتے کرتے اگر کوئی رسالت کا ان لفظوں سے دعوے کرے "اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں جس نے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں" +

ص۱۲ نشان آسمانی یعنے شہادت الملہمین مطبوعہ ریاض الہند امرتسر جون سنہ ۱۸۹۲ء (ھو الذی ارسلنی فھو معی وانا معہ) اور اپنے آپ کو رسول سمجھے۔ تو اس کا یہ کہنا اور دعوے رسالت کا کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ مسیلمہ کذاب نے دعوے کیا تھا۔ اور وہ جھوٹا تھا

سمجھا گیا۔ کیونکہ بعد میں آپ غیر کی شرکت فی النبوت سے پاک و حدہ لاشریک نبی ہیں۔ یعنے مشرکین فی النبوت کے جھوٹے دعوے کے تردید کے لئے کسی بزرگ کا یہ مقولہ احمد بلا میم جواب باصواب ہے اور اثبات تنزیہ آپ کی نبوت کا غیر کی شرکت سے +

اگر کوئی بدعقل اس لفظ احد سے آپ کو خدا سمجھے تو وہ بدعقل بھی ایسا ہی مشرک بے ایمان ہے جیسا کہ غیر نبی کو آپ کی نبوت میں شریک سمجھنے والا کافر مردود ہے۔ پس خدا ئے خود وحدہ لاشریک ہے اور حضرت رسول خدا ایجائے خود احمد بلا میم یعنے وحدہ لاشریک ہیں۔ پھر اس پر مخالف نے کونسا اعتراض کا موقع پایا کہ حضرت رسول خدا کے ساتھ مقابلہ کر بیٹھا +

۱۹۲ مولینا روم صاحب فرماتے ہیں۔ جنید جوئے برزمیں بر سما مینست اندر جبہ ام الا خدا +

ج۔ جبہ پیشانی کو کہتے ہیں۔ یعنے میرے سامنے سوا خدا تعالے کے کچھ نہیں۔ ماسوائے خدا تعالے کے کچھ نہیں۔ ماسوا اللہ سے منقطع ہوں اور اسی کی طرف میرا رخ ہے۔ پھر یہ کس اعتراض کا محل ہے ذرا سوچ لیا ہوتا .... +

۱۹۳ شیخ عبد القادر جیلانی اپنے دیوان فارسی میں فرماتے ہیں۔

ر آندم کہ آمرزیدہ ام۔ ہیچ موجودے نہ بود ازیہچ باب +

ج۔ اس شعر میں خدا کی مغفرت کا جو قدیم سے آپ کے ساتھ ہے ذکر فرمایا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ یہ تو نے مجھے روز میثاق سے ملی ہے یعنے قدیم سے۔ تو اس میں خدائی دعوے کہاں اور اعتراض کی کون بات۔ یہ مخالف کا اندھا پن ہے کہ سیدھی اور صحیح صحیح

باتوں کو خواہ مخواہ اعتراض کے محل میں کھینچ لاتا ہے خدا تعالے قدیم سے غفور ہے۔ اور منکر اُس کا نا امید شیطان مقہور رہے +

ص۱۹۳ ہر سگ و خوک میں خدا نے حلول کیا ہے +

ج ۔ تو قائل اس کا بدعتی حلولی ہے ۔ علمائے اہل سنت و الجماعت کو ان عقائد باطلہ سے کیا تعلق ہاں ملا مہر تبریزی شیعہ اس حلول کا ضرور قائل ہے ۔ اور ہر سنی بدعقیدے والے شیعوں (ٹولوں) پر لعنت بلا ذیل لعنت بھیجتے ہیں +

متعلق بجواب قول ص۱۵ (در باب غسل رجلین کے) +

قولہ ص۲۲۱ لیکن وضو کر کے پیر دھونا منافقین کا فعل ہے اور اصرار کرنیوالا مطلق کافر ہے +

ج ۔ مخالف کی ایسی کی تیسی دیکھتا نہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے سب کے بعد یعنی ہاتھ ۔ منہ ۔ مسح سر کے پیر دھوئے ۔ ص۳۴ از استبصار پھر تو کن کو منافق بتلاتا ہے +

قولہ ص۲۲۹ ثبوت اس امر کا کہ پیر داخل غسل نہیں ہیں بہت بڑا یہ ہے کہ جب وضو میں دو عضو یعنے منہ اور ہاتھ دھونے فرض ہیں اور دو عضو مسح کے ہیں تو آیت تیمم میں یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ تیمم میں فقط منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا جاتا ہے اور سر و پیر چھوڑ دے جاتے ہیں اور وجہ اس کی بہت صاف و روشن یہ ہے کہ جو عضو وضو میں قابل غسل قرار دئے گئے ہیں ۔ تیمم میں فقط اُن کا مسح فرض ہوا اور جن اعضا کا وضو میں فقط مسح ہے اُن کو تیمم میں قطعی ترک کر دیا ہے +

ج ۔ مخالف کی اس دلیل پر ۔ بدن جنبی کا بھی داخل غسل نہ ہوا کہ بحالت تیمم کے وہ بھی قطعی متروک ہے اور فقط منہ ہاتھوں پر مسح کیا جاتا ہے پس اگر

وجہ بات صاف و روشن ممسوح ہونے رجلین کے ترک بحالت تیمم کے ہے تو بدن جنبی کا بھی برخلاف آیت کے داخل مسح مانو نہ داخل غسل +

حالانکہ آیت میں ایسا نہیں بلکہ بدن جنبی کا داخل غسل ہے اور تیمم میں متروک ہی رجلیں جو مغسول ہیں متروک ہیں۔ پھر اس دلیل سے پاؤں کا نہ داخل غسل ہونا کیونکر ثابت ہوا . . . . +

قولہ ص ۲۲۹ دراں حالیکہ ایسے سند کامل موجود ہے۔ اور پھر بھی حکم کے برخلاف کیا جاوے تو کفر میں کیا کلام ہے +

ج ۔ اس وقت تمہاری سند ناقص نکلی اور امر خدا غسل کا ٹھہرا۔ ورنہ حضرت امیر علیہ السلام کبھی نہ غسل فرماتے اگر اب بھی اس تکفیر سے باز نہ آؤ تو پھر تمہارے کفر میں کیا کلام ہے +

قولہ ص ۲۲۹ اہلسنت والجماعت متفق ہیں کہ رسول خدا نے مسح علی الخفین کیا ہے یعنے پیروں کے موزوں پر بھی مسح کیا ہے۔ اور اسکے سوا رسول اللہ صلعم کی نسبت کبھی کسی فریضہ کا ترک کرنا ثابت نہیں ہوا ہے۔ پس اگر پیروں دھونا فرض ہوتا تو ہرگز رسول خدا اسکو ترک کرتے۔ ہاں اگر ہاتھوں کے دھونے کی جگہ آستین پر مسح ہوتا +

ج ۔ فرض پاؤں کا دھونا ہے نہ موزوں کے چمڑے کا۔ اگر کسی وجہ سے آستین کو ڈھانپا جائے مثلاً زخم یا ورم کے صدمہ پر کپڑہ پٹی وغیرہ سے جیسا کہ سردی کے صدمہ سے پاؤں کو ڈھانپا جاتا ہے تو اہلسنت جماعت کا اس پر بھی مسح کرنے کے لئے اتفاق ہے۔ پھر اس صورت میں ترک فرض کی کیونکر ہے +

قولہ ص ۲۲۹ علم کلام اور تفسیر میں تو ہمارے مخاطب صاحب کو کمال حاصل تھا ہی مگر اب معلوم ہوا کہ صرف میں بھی کامل ہیں اور کامل کیسے گویا صرف آپ کے ایجاد ہے +

ج۔ اس بات کے لکھتے ہوئے شرم نہ آئی۔ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا
کوئی نقص پکڑا ہوتا۔ تو بھی کہنا بجا ہوتا . . . .
. . . . . .

قولہ ص۲۳۰ مفعولیت کا ایسا شوق غالب ہے کہ کبھی ارجلکم فاغسلوا کا
مفعول قرار دیا الخ +

ج۔ غسل کا شوق ہمیشہ فاعلوں کو ہوتا ہے اور وے ایسے اپنا مفعول رکھتے
ہیں۔ ہاں متوعیت کے مفعولوں کو اسی کا شوق غالب رہتا ہے کہ حلین
کا موٹے ڈنڈے والا انگوٹھا مس کرتا ہے +

قولہ ص۲۳۰ کبھی عمر مفعول بہ ہے الخ . . . .

ج۔ حضرت علی کا ایک فرزند موسوم بہ ابوبکر تھا اور دوسرا عمر جو معرکہ کربلا میں شہید ہوئے سمجھ لو +

قولہ ص۲۳۰ اگر وہابیہ کو بھی تیمم کا مفعول کر کے ہاتھوں پر کھڑے ہو کر
پیر آسمان کی طرف بلند کر کے پڑھا کریں تو زیادہ تر مناسب ہے +

ج۔ ابھی تک شیعہ میں الٹے پڑنے والی عبادت نہیں سمجھے۔ ارے میاں آ
تیمم کا ہی امر ہے تو تکبیر تحریمہ میں۔ کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں

ص۲۳۰ جو شخص اصرار کے ساتھ دیدہ دانستہ بجائے مسح کے پیر دھوئے
وہ بوجہ مخالفت حکم الٰہی کافر ہو جاتا ہے +

ج۔ حدیث استبصار بنسبت مسح راسك حتی اغسل رجلیك
فامسح الرسک۔ ثم اغسل راسك میں دکھ اگر تو سر کا مسح کرنا بھول گیا
تاکہ پاؤں دھولئے تو پس مسح کر سر کا اور پھر دھو پاؤں کو اصرار کے ساتھ
دیدہ دانستہ پاؤں کا دھونا۔ فرمایا ہے۔ خدا اب ائمہ ہدے کو حکم الٰہی کا
مخالف تباہ کر خارجی بنئیے +

حدیث من غسل ثلاثا باس۔ میں غسل اتفاقا ثابت نہیں ہوتا و ش

عبارت یوں ہوتی مَن غسل ونسی مسحاً فلاباس۔ بلکہ تاکید ثابت ہوتی ہے
کیونکہ مسح غسل میں داخل ہے۔ تو اس صورت میں سب کچھ ادا ہو گیا۔ الا دوسری
حدیث جس کو میں رسالہ میں لکھ آیا ہوں مسح کو قطعاً رد کرتی ہے +

ص۲۳۱ پیروں کا بیان اعضاء وضو سے علیحدہ ہے اور اعضاء وضو
منہ اور ہاتھ کہلاتے ہیں جن کا غسل واجب ہے۔ پیروں کا بیان اعضاء وضو کے
بعد کیا ہے +

ج۔ دروغ گورا حافظہ نباشد کے یہی معنے ہیں کہ ص۲۲۹ میں خود یہ عبارت
ہے کہ جب وضو میں دو عضو یعنے منہ اور ہاتھ دھونے فرض ہیں اور دو عضو
مسح کے ہیں۔ اور جن اعضاء کا وضو میں فقط مسح ہے (سر۔ پاؤں)۔
پاؤں کو مسلّم پر اعضاء وضو میں دھر چکے ہو اور مان چکے ہو کہ وضو کے
دو عضو مغسول ہیں اور دو ممسوح۔ پھر اس جگہ کون سی مصیبت بنی کہ پیروں
کو اعضاء وضو سے بعد یعنے خارج بتایا۔ حدیث میں تو میاں پاؤں داخل اعضاء
وضو ہیں۔ اگر کچھ عربی سمجھ سکتے ہو تو استبصار کا ص۳۴ کھولکر دیکھ لو +
اگر فقط اردو کے مولوی ہو۔ عربی کچھ نہیں جانتے۔ تو کسی سے پڑھوا لیجئے

قولہ ص۲۳۱ (بخطاب مولوی جہانگیر خانصاحب) دوسروں کے مناظرہ پر آنکا
کام ہے کسی کا مصرعہ ہے ؎ دانے برہیزکہ برگیر برادر نازد۔ آئندہ اگر
کچھ حوصلہ مناظرہ ہے تو کتاب استبصار الخ +

ج۔ شرافت سے بعید ہے اثناء مناظرہ مذہبی میں ایک ایسی
فحش بات لکھنی کہ نہ اُسے تعلق کچھ بحث سے ہو اور نہ
کلمہ تہذیب ہو +

اگر کچھ شرم تہذیب ہے تو آئندہ کے لئے ایسی فضول بحث چھوڑ دو۔
ناظرین مخالف کی کتابوں کا ملاحظہ فرماویں۔ اصل مطلب ہے دو چند زبان

زبان درازی ہے نہیں معلوم ایسی بے تہذیب باتوں سے کیا فایدہ کہ آخر جواب دینے والے کو بھی صداء گنبد کیطرح موافق مخالف کے کہنا پڑتا ہے سمجھو نہ سمجھو تمہارا دل +

ص۳۶ وضو میں غسل رجلین بدعت سیہ ہے۔ الخ نعوذ باللہ مثل اصحاب ثلثہ مرتکب بدعت غسل قدمین کے ہوتے اور غسل قدمیں بدعت سیہ سے بدتر ہے اور بوجہ مخالفت حکم الہی درجہ بکفیر تک پہنچے ہوئے ہیں +

ج۔ ہزار دفعہ نعوذ باللہ کیوں نہ پڑھو۔ اب تو حضرت امیر مثل شیخین و امیر عثمان کے بحوالہ استبصار مرتکب غسل قدمیں ہو چکے ہیں اگر بدعت سیہ ہے یا اُس سے بھی بدتر تو بھی کر چکے ہیں۔ اب تو تقیہ کی آڑ میں حضرت امیر علیہ السلام کی نسبت جو چاہو کہہ لو وقت اور ہے کوئی کسی کی زبان کی ٹانگ نہیں پکڑ سکتا۔ البتہ مخالفت سے درجہ بکفیر تک تو بے شک پہنچ جاؤ گے۔ مبارک پھر اچھی طرح خدا سمجھ لیگا +

قولہ ص۶۷ ایک شخص خلفا بنی عباس کا مقرب خفیہ مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ لوگوں نے بادشاہ سے مخبری کی کہ وہ مقرب شیعہ ہے۔ بادشاہ اس کی تصدیق میں ہوا ادھر امام علیہما السلام نے اسکو خط لکھا کہ آیندہ اسیطرح وضو کر دیعنے سنیوں کی طرح جس میں پاؤں دھوئے جاتے ہیں۔ مقرب مذکور امام کا خط پہنچتے ہی بہ تعمیل ارشاد اسیطرح (سنیوں کی طرح) وضو کرنے لگا +

ص۶۸ ایک روز بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ اس کو خفیہ کسی جگہ سے وضو کرتا ہوا دیکھو کہ اسکے مذہب کا احوال معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ بادشاہ نے کسی جگہ مخفی سے اسے وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ تو مطابق اپنے طریق کے پایا مخبر کو اُسیوقت سزا دی اور مقرب کا درجہ بڑھایا +

بعد اسکے امام صاحب علیہم السلام نے لکھ بھیجا کہ آیندہ بموجب طریقہ

اہلبیت وضو کیا کرتے تب اس مقرب کو مخبری وغیرہ کا حال معلوم ہوا +
اگر پہلی تحریر امام کی کسی غیر شخص کو ملجاتی تو کتنی بڑی سند اپنے طریقہ کے وضو کی سمجھتا - کیونکہ اصلیت معاملہ سے تو اُس کو آگاہی نہیں تھی +

ج - مخالف تمام طرفوں سے نامید ہوکر اب اس جھوٹھے اور جعلی قصے پر آ اڑے ہیں - کجا شان امامت - کجا جھوٹھے شیعہ لعنۃ اللہ علے الکذبین - سیدھے زبان سے کیوں نہیں کہدیتے کہ آئمہ ہدے نے کلام الٰہی کی مخالفت کی - یہ تقیہ میں تبرا کیوں +
خدا نے فرمایا پاؤں پر مسح کرو - حضرت امیر نے فرمایا علیکم بکتاب اللہ فانہ الحبل المتین +
ص۲۰۱ کلام نمبر ۷۰ نہ گھر میں بیٹھ کر بلکہ بادشاہ جائروں کے مقابلہ تک وافضل من کلمۃ عدلٍ امامٍ جائرٍ ص۲۷۹ کلام آخر (نہج البلاغتہ) باوجود ایں شیعوں کی امامت نے برخلاف امر خدا و حضرت امیر ایک شیعہ کے لئے کلمہ حق کو چھپا ڈالا - اور خواہ مخواہ بوجہ مخالفت خدا و حضرت امیر کے درجہ تکفیر تک پہنچے +
اگرچہ کل کتاب مخالف کا یہی حال ہے کہ فقط زبانی گپ شپ سے ٹال مٹال ہے اور کہیں بھی حق مناظرہ ادا نہیں کیا - مگر اس سند کے پیش کرنے سے کچھ بھی نہ رہا - گرہمیں مذہب وہمیں سندات - کار شیعاں تمام خواہد شد - الٹا اس سند سے تمام مذہب شیعہ کی بے اعتباری ثابت ہوئی +
شیعوں کی امامت نہ ہوئے ہاتھی دانت ہوئے - دکھلانے کو اور چبانے کو اور - سچ پوچھو تو شیعہ امامت کا منصب آج معلوم ہوا - کہ

کفار کے سامنے کفر تک رٹ لیا۔ اور شیعوں کے سامنے شیعت کی بدعت کو معمول ٹھہرالیا۔ پھر کیا اس صورت میں شیعی امامت خدا رسول ائمہ ہدے علیہما السلام کی طرف سے ہوئی +

نہیں اس صورت میں شیطان کیطرف سے ہوئی کہ ایک موقعہ پر جناب امیر علیہ السلام نے شیطان کو امام المتعصبین فرمایا (ص ۱۴۵ خطبہ ۱۰۲ نہج البلاغتہ) اور متعصب شیعہ ہی ہوا کرتے ہیں یعنے شیطان شیعوں کا امام ہے۔ پس امامت شیعہ کی شیطان کی طرف سے ٹھہری +

ورنہ اگر امامت حق کی ہوتی تو پھر یہ تخالف امر الٰہی کیوں۔ اور اس کی تبلیغ میں ڈر کیوں۔ کیا دیکھتا نہیں۔ حضرت سیدنا امام حق جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس مقابلہ کے لئے کافی سامان تھا۔ نہیں تاہم تبلیغ امر خدا ورسول پر روح فدا کر دی اور تخالف امر خدا ورسول نہ کیا۔ اور نہ حق کو چھپایا۔ ص۲۶ خطبہ ۲۵ نہج البلاغتہ

کیونکہ امامت حق کی تعریف یہی ہے۔ انہ لیس علے الامام الا ماحمل من امر ربہ الا البلاغ الخ کہ امر حق کو پہنچائے۔ شیعوں کی امامت میں یہ تعریف نہیں۔ بلکہ الٹی کفر کا کلمہ پڑھتی ہے سچ پوچھو تو یہ شیعی امامت رکابی مذہب کے بانی مبانی۔ ہر دیگی چمچی ہے۔ یا انجیل کا پولس ہے کہ یہودیوں میں یہودی۔ مجوسیوں میں مجوسی +

یا بازیگر کا کھیلہ ہے کہ کفر بھی پاس ہے اور اسلام کا بھی دعوے واہ شیعوں کی امامت تو عجب ہے نعوذ باللہ من ذالک خارجیوں کے پاس خارجی اور رافضیوں کے پاس رافضی تسپر بھی مخالف

کو شرم نہیں آتی کہ حضرت کے ابی ہریرہ اصحاب رسول خدا کو موجد مذہب رکابی بتاوے صـ۲۵۲ اگر اُس نے حضرت امیر کے پیچھے نماز پڑھی یا معاویہ کے پاس سے کھانا کھایا تو کیا قصور کیا۔ آخر حضرت امام حسن علیہ السلام بھی تو معاویہ ہی سے لیا کرتے تھے۔ اور حضرت امیر نے معاویہ کو لفوا اننا فی الاسلام بتایا تھا۔ پھر حضرت امیر کے اسلامی برادر کے ساتھ ملکر کھانا کیوں کچھ قصور ہے۔ قصور تو یہ ہے کہ باست بندش آمدن کے دیدہ و دانستہ برخلاف امر خدا۔ کفار کے ساتھ ملجانا۔ اور بالارادہ مرتکب بدعت سیئہ بلکہ اس سے بھی بدتر کا ہوکر نوبت کفر تک پہنچ جانا پھر امام بھی کہلانا۔ واہ +

اب عقل کے اندھے اس بے مذہبی امامت کے معتقد ہوں تو ہوں ورنہ صاحبان ہوش جو حق کی امامت کے ائمہ ہدے من آل طہ علیہم السلام کے پیرو معتقد ہیں یعنے سنی اس شیطنت کی امامت کو الٹے ہاتھوں سے سلام کرتے ہیں +

مخالفا۔ اگر اس وضو کے مسائل کو اختلاف کی مد میں ڈالا ہوتا تو بھی کچھ عزت رہ جاتی۔ اس قصہ سے تو نہ تمہارے ایمان کا ٹھکانا رہا نہ وضو کا نہ نماز کا اور نہ پختگی مذہب کا نہ الف حتی نہ اللہ ہی۔ بلکہ الٹا عاشقان شیعت کو بے دل کیا۔ اور وہ محبت جو ان کے دل میں تھی۔ اٹھ گئے۔ اٹھ گئے۔ اور واقعی انکو یقین ہوگیا کہ اس مذہب شیعہ میں ایمان نام تک نہیں +

البتہ اس قصہ کے مقلدوں کو یہ فائدہ ضرور آیا کہ اگر کوئی عیسائی افسر کسی شیعہ ملازم کو کسی قصور میں دھمکا دیں تو جان بچانے کے لئے تثلیث کا کلمہ پڑھ لیا کریں۔ روا ہے

کیوں۔ تقیہ ✦

تمہاری ہمت کو تو آفرین ہے۔ سند مضبوط لائے۔ اب مسح رجلین ثابت ہو گیا لیکن اس کو چھپا رکھیے۔ ورنہ کسی دشمن کے ہاتھ چڑھ جانے پر شیعت کا کچھ باقی نہ رہیگا۔ پھر وہی غسل جلین۔ یعنے وضو میں پاؤں کا دھونا صحیح ہے۔ جو عقیدہ ہے متبعان ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا ✦

متعلق بجواب قولہ ص۹۲ (بابت اسلام حضرت ابیطالب) ✦

قولہ ص۳۶۵ شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے کہ فن سیر میں امام ہے قصیدہ حضرت ابی طالب کی شہادت لکھی ہے کہ وہ تمام حمد الہی و نعت رسالت پناہی و مذمت قریش و دین قریش و ترغیب و اطاعت و اذعان و قبول آنحضرت صلعم میں ہے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب جزیم مسلمان بود الخ

ج۔ اسلام کی سنیوں کو مبارک کہ اُن میں جناب حضرت ابیطالب کا اسلام ثابت ہے شیعوں کو اس پر کیا ناز انکو اپنے کفر کی حدیث دیکھنی چاہیے۔ جس کے مقابلہ پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا جواب صحیح ہے۔ جس کا جواب الجواب قیامت تک نہیں دے سکتے بھلا جی۔ اسلام تو ثابت کرے سنی اور خوش ہو شیعہ مذہب جس میں کفر ہے بہ نسبت جناب حضرت ابیطالت کے (ص۲۹۲ استبصار) بڑی بے شرمی کی خوشی ہے۔ اور بڑا جھوٹھا دعوے ہے کہ دل میں ہو کفر اور زبان سے کہے اسلام۔ تقیہ ✦

متعلق بجواب قولہ ص۹۲ ذیملك من بعدہٖ ابوبکر و عمر علیہما السلام

ص۲۲۴۔ اہل انصاف خود سمجھ لیں کہ فقط پیشین گوئی سے ہرگز جواز خلافت ثابت نہیں ہوسکتا۔ حضرت کا بقول مخاطب یہ فرمانا کہ میرے بعد امت کا حاکم ابوبکرؓ اور اسکے بعد عمر ہو گا۔ اسکے برابر ہے یا نہیں کہ دامان قیامت میں دجال خروج کریگا الخ

اگر فقط پیشین گوئی مفید جواز ہی ہوتی تو دجال کی متابعت بھی امت پر واجب ہوتے۔ ص۲۲۳ اسے خلافت شیخین کی خبر لگائی ہے۔ مگر مولف صاحب یہ تو نہ سمجھے کہ محض خبر مفید جواز کو نہیں + اگر نبی صلعم نے کوئی غیب کی کسی سے کہی کہ فلاں میں ایسا ہوگا تو اس سے مراد نہیں ہوسکتی کہ وہ وقوعہ جائز ہے۔ جناب سرور کائنات نے دجال کی خبر دی ہے کہ اخیر زمانہ میں پیدا ہوگا تو کیا مولف جیسے عقلمند دجال کو بھی برحق سمجھینگے +

ج۔ مخالف کو دجال کی زیارت کا بڑا شوق ہے۔ صبر کریں تھوڑے دنوں بعد جب اُسکے موافق شیعے تعداد میں پورے ہوجائینگے سرمن راے سے آخر نکلے ہی گا +

بقول کلینی جلد اول ط۲۱ مہدی چھ یوم چھ ماہ چھ سال والے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اور دجال کی بھی۔ تو کیا تمہارے جیسے عقلمند کے نزدیک برحق دونوں برابر ہوئے۔ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ محض خبر ہے جو مفید جواز امامت مہدی سرمن راے کو نہیں اور نہ یہ وقوعہ جائز ہوا۔ ورنہ تو پھر دجال کو بھی مہدی شیعے سمجھے۔ اور اُس کی متابعت واجب جانئیں۔ احمقو۔ پیشین گوئی میں قرینہ لیا جاتا ہے۔ جس کی خبر نیک ہے وہ محمود ہے اور جس کی ہے وہ مذموم ہے۔ دجال کی خبر بد ہے وہ مذموم ہے

کہ مخالف امت کا ہوگا۔ اور شیخین کی خبر نیک ہے کہ وے رسول خدا کی
امت کے مالک ہونگے اس لئے محمود ہیں۔ کیونکہ رسول کے بعد مالک
امت کا ہونا محمود کا منصب ہے۔ سو نے۔ اس لئے پیشین گوئی جواز
خلافت کا بھارا ثبوت ہے۔ جیسی حضرت امام مہدی بنت اللہ رضی
کی پیشین گوئی ان کی سچی امامت کے جواز کی دلیل راشدہ ہے ... نے
جواز خلافت کی دلیل تھی تو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم نے باقرار تمہارے بھی (حضرت ابوبکر کو اپنی انگشتری
اور مہر اور لباس اور عمامہ وجبہ سواری عطا فرما کر اپنا جانشین
کرنا ص ۲۴۴ شمس الضحے) کیا +

دیکھا الحق یعلوا ولا یعلے اسی کا نام ہے کہ آخر کار تمہارے جیسے
مخالف کی زبان سے حق کی بات نکل گئی کہ خلیفہ بلا فصل بعد حضرت
رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وآلہ کے حضرت ابوبکر صدیق
ہوئے۔ علیہ السلام +

متعلق بجواب قول جنٹ (شریک فے النبوت کی بابت) +

ص ۲۰۱+۲۰۲ اس موقع پر مخالف نے۔ نماز وغیرہ مثل دیگر فضائل کو لکھکر
یہ بتلایا ہے کہ ان صفات میں جب حضرت رسول خدا کے شریک نہیں
تو اس نبوت میں کبھی شریک نہیں +

ج۔ دو متغایر الذات شخصوں کا کسی صفت میں ہم متصف ہونا
ذاتی شرکت کا ثبوت نہیں۔ خدا رحیم ہے۔ حضرت رسول خدا
بھی رحیم ہیں اور فے الذات الگ الگ ہیں۔ علے ہذا حضرت
رسول خدا الحکمک لمحے۔ وغیرہ اوصاف میں ہم صفت ہیں لیکن
ان سے یہ نہیں پایا جاتا کہ نبوت کی ذات میں دونوں برابر ہیں

کہ حضرت رسول خدا سے تکمیل دین کی جس کا منصب تھا کرنا۔ نہ ہوئی اور اُنکے
بعد دوسرے شخص نے جس کو نبوت کا منصب نہیں اُس نے آکر
غیر منصب لہ فعل کو تکمیل تک پہنچایا۔ اگر ایسا مان لیا جاوے کہ
صاحب نبوت نے اپنی منصبی کام نبوت کو پورا نہیں کیا یا نہیں
کرسکا اور بعد میں بباعث ایسی تکمیل نہ ہونے کے جو لازم تھی
ضرور ہوا کہ غیر صاحب منصب نبوت شخص آکر نبوت کے کام کو جب
پر اُس کا حق مطلق نہیں پورا کرے اور اُس نے کیا۔ تو ایسے
بدعقیدہ والوں نے مان لیا کہ صاحب نبوت اپنے کام میں ناقص ہے
اور بعد میں آنے والا اُس چیز میں نبوت اس کا شریک ہے اور
بہ نسبت اس کے کامل مکمل . . . . تو اب شیعوں کے عقاید
"ایسی تکمیل (پوری) کے نہ ہونے کے باعث نائب کی ضرورت تھی
اور حضرت امیر نائب ایسی تکمیل کے لئے آئے صاف بتلاتے ہیں"
کہ شیعوں کے نزدیک جناب امیر جن کو منصب نبوت نہیں حضرت
رسول خدا کی ذات نبوت میں شریک ہیں اور خود حضرت
رسول خدا جو صاحب منصب نبوت ہیں۔ نفس نبوت میں
باعتقاد شیعہ ناقص ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک +

صاحبان غور سے ملاحظہ فرمائیے شیعوں کے کفر میں کونسا
شک باقی ہے جبکہ نبوت میں ناقص ٹھہراتے ہیں اُس اکمل الکاملین
کو جو ہر طرح خدا کی طرف سے اپنی نبوت میں غیر نبی کی شرکت سے
بری اور نقص سے پاک اور اکمل ہے +

حضرت پیر صاحب کی نسبت غلاۃ کا مسلمہ مسئلہ دوش پر سوار کرکر
پہنچانا معراج میں شرکت فی النبوت کو ثابت نہیں کرتا کہ اس میں

اُنھوں نے نبوت کے کام کو نبی کی حیثیت میں نہیں کیا۔ اور نہ اس میں نبوت کا غیر مکمل ہونا ثابت کیا ہے۔ یہ تو ایک کام ہے یا اعانت خارج از دائرہ نبوت۔ جو غیر نبی کے لئے کیا کرتا ہے۔ اور اس سے نبوت پر نقص اور شرکت و عدم تکمیل کا اثر کچھ نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ کام شئے دیگر ہے اور نبوت شے دیگر +

الغرض ہر حال میں ثابت ہے کہ شیعوں کے نزدیک جناب امیر علیہ السلام حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی نبوت میں شریک ہیں۔ اور ان خیالی بلاؤں کو معرض خطاب میں لاکر الزام سے شیعہ مذہب کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا +

ناظرین پر ہویدا ہو کہ مخالف نے اس رسالہ شمس الضحے میں فقط صحابہ عظام کو برا بھلا نہیں کہا بلکہ ساتھ ساتھ در پردہ تقیہ کی آڑ میں حضرت رسولخدا و مولائے امیر و دیگر اہلبیت و آل محمد اولاد علی صلوات اللہ تعالے علیہم اجمعین سے بھی تبرا کیا ہے غسل رجالین میں مخالفت کلام الٰہی کا اتہام لگا کر جناب امیر علیہ السلام کی شان پاک کی علانیہ تکفیر کی ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو ناجی کہتے کہتے خود شیعہ خارجی بن بیٹھے ہیں۔ کیوں نہ ہوتے آخر مخالف جناب امیر علیہ السلام کے خارجی شیعہ ہی ہیں +

مخالف کے اس رسالہ میں ہر ایک بات کے تکرار بکثرت و زبان درازیوں کو اگر نکال دیا جاوے تو باقی لائق جواب گو اس میں بھی اس نے بے فایدہ ایرپھیر کر کے تکلیف اٹھائی ہے کچھ تھوڑا سا مضمون ہے۔ یہ بنصرت خدا و رسول و چہار یار و پنجتن پاک انشاءاللہ تعالے جواب .... لکھا جاویگا۔ بشرط زندگی و صحت +

یکم ماہ محرم الحرام شریف سنہ ۱۳۱۰ھ بہ یوم منگل

العبد

ولی محمد ۔ بھٹی